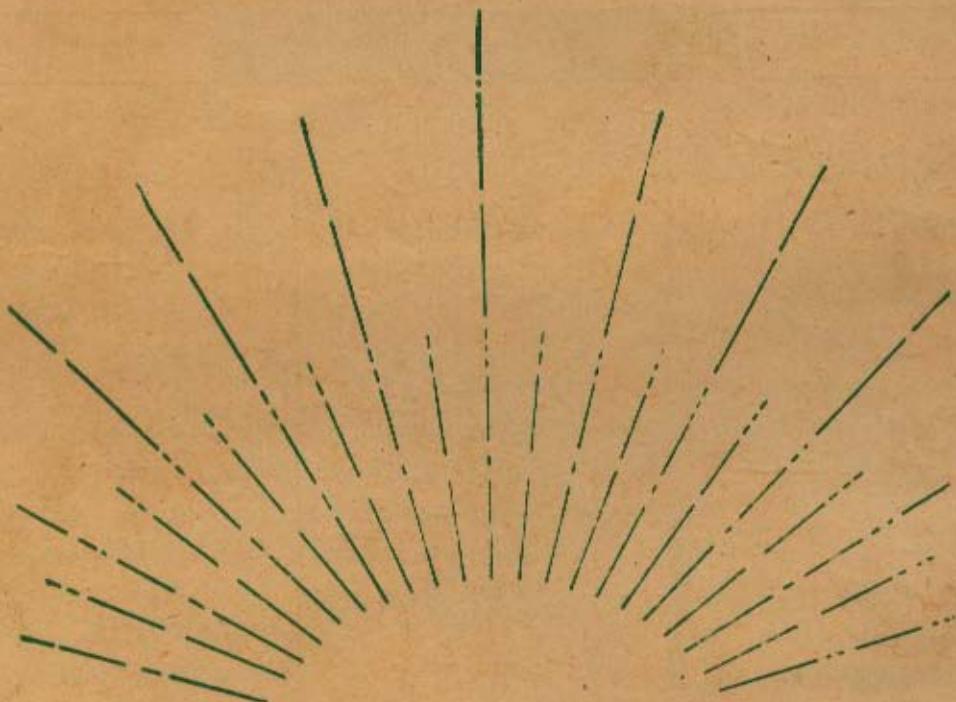


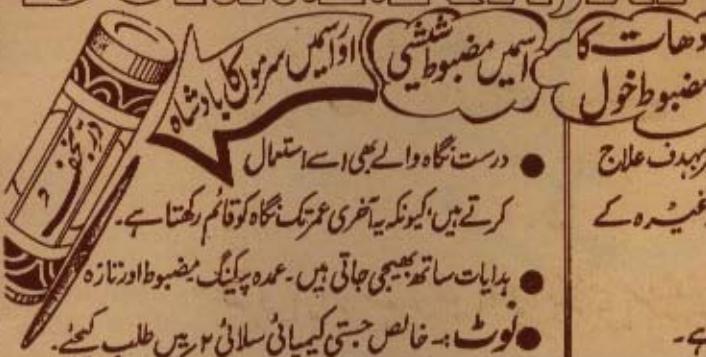
# ماه‌نامه مجلی دیوبند



مرتّب: عاشر عثمانی وزیر فضل عثمانی (فاضلین دیوبند)

# DURR.E.NAJAF

دُرِّ نَجَفٌ



- اندھے پین کے سوا آنکھوں کی تمام یہ باریوں کا تیربید فعالج
- دھنڈہ موٹیا، جالا، رتند، پڑبائی اور سرفی و غمیشہ کے لئے پیٹا ام شفا۔
- بارہ سال سے بے شمار آنکھوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

## چند تعریفی خطوط صحی نقليں ملاحظہ فرمائیے

<p>● درست نگاہ والے بھی اسے استعمال کرتے ہیں ایکنکی آخری عمر تک نگاہ کو قائم رکھتا ہے۔</p> <p>● ہدایات ساتھ تکمیلی جاتی ہیں۔ عمدہ پرکنگ مضمون اوترازہ</p> <p><b>نوت:</b> خالص جستی کی سیانی سلانی میں طلب کیجئے۔</p>	<p>● میں پہنچا ہوں۔</p> <p>● داکڑ ظفر پیار خالص تاہم بھی آئی، ایں یہم آئی سا ہجوج الارسن حسانیں علم مراد آپا، و میر کوں</p> <p>● زم اٹھلتری سوچن لکھنے ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ کا سرمه اس درجہ مفید ہے کہ اس کی توصیف ہے آپ جو چاہیں میری طرف سے عکسی میں اس کی تصدیق کروں گا۔</p> <p><b>شیخ احمد صاحب عثمانی و تحریر فرماتے ہیں</b></p> <p>● سرمه بخفیت عمدہ سرمه ہے۔ میں نے بہت سے آنکھوں کو دیا گی اور اس کے استعمال سے ان کو قائمہ پہنچا۔ سرمه بخفیت آنکھوں کے امراض کے کئے سب سے اچھا اور بہتر اسے پایا۔ مجھے امید ہے کہ کوئی واسطے نہیں تھی۔ میں پہلک سے سفارش کریا ہوں اسکو استعمال کرے گا وہ میرے بیان کی تصدیق صرف تربان سے نہیں بلکہ آنکھوں سے کرے گا۔</p> <p><b>داکڑ انعام الحجی صب ایں ایم ایں یوچیک</b></p> <p>● مولانا فاروقی محمد طحیث حسانہ تمہارا ملکوم دویند قطرلاریں</p> <p>● میں نے یہ سرمه استعمال کی۔ آنکھوں کو تقویت اور چلا لینے لیف۔ آر۔ سی۔ بنی۔ ایس۔ ریس۔ باربرہ</p> <p>● میں نے سرمه بخفیت کو اپنے بہت سے آنکھوں پر استعمال کی۔ آنکھوں کے امراض میں مفید پایا۔ میں ہمیشہ ہر شخص کو اپنے علاوہ بھی اور بہت سے خطوط موجود ہیں</p>
--	--

ہندوستان کا پتہ: - دارالفنون رحمان دیوبند - صلع سہاران پور - یونی

پاکستان کا پتہ: - شیخ سیم اندھنار بھی ۵٪ ناظم آیا کریجی۔ پاکستانی حضرات اس پتہ پر نیت سع مقصود ڈاک روڈ کے رسیدہ

# ماہنامہ فاران (کراچی)

محرکہ آزاد سیرت نمایم جنوی ملکہ میں اور ہا ہے

ایک ایک مقالہ تناظر فروز، ایک ایک تنظم دل افسوس، ایک ایک طریق، بول کی خوشبوں بھکی بھٹی، بولنے والوں اور ادب و اخلاق کا گراں قد مریق، عربی، فارسی اعداد و شمار و قدم و جدید کے نعمتیہ کلام کا بیشال اخناب  
ماہر القادری "مریفان" کے برسہارس کے سچے ہوئے پر و گرام کا نقش جملی۔

**لکھنؤ والے**  
مولانا سید الملا اعلیٰ مودودی، مولانا سید احمد الحسن مددی، مولانا میمن حسن احمدی،  
مولانا محمد مظہور غسانی، محمد ناظم ندوی، مولانا عبدالعزیز دوس باشمی، نصیم صدیقی  
ڈاکٹر حمید اللہ صدیقی، (پیرس) ڈاکٹر فخر الدین (انڈونیشیا)، م. رام پوری  
پروفیسر ضیاء احمد بخاری، پروفیسر عبدالحیی، ڈاکٹر حامد بلگرامی، پروفیسر خلیق احمد منظومی، محمد عاصم  
وغیرہ۔

دود تگ کے جدید ترین میں و میں سری ورق کے ساتھ، ضخامت دھانی سو صفحات سے زیادہ  
قیمت دو روپے آنہوائے، فاران کا سالانہ چند چھوڑ پے، مستقل خریدار صاحبان سے سیرت نسبہ کی قیمت  
نہیں لی جائے گی۔

مشتری دار اور ایجنسی صاحبان آنے والوں میں حبلدی من رہا ہے

ماہنامہ فاران کمپل اسٹریٹ کراچی



## بَابُتُ مَاہِ ذِيْهِرَهِ

مفتاح	صاحب کتابوں	عنوان	تاریخ
۵	شیخ مکتبہ تخلی	آغاز محن	۱
۷	جانب پر فیض ابو القاسم محمدی	نقش قدم کی روایات	۲
۱۱	ادارہ	تخلی کی ڈاک	۳
۱۹	ملاء بن العربی	محمد سے محسناز شک	۴
۲۲	جانب عبد الباری	ختم بیوت کاشافی ثبوت	۵
۳۶	جانب قمر بر احمدی	اسلام میں گروہ بندی کے اسباب	۶
۴۱	تمثیل عثمانی و حیرت شمولی	منظومات	۷
۴۳	جانب شیخ احمد صاحب	حضرت ابراهیم ادھم	۸
۵۱	جانب مولانا ابو محمد امام الدین صاحب	اسلامی حکومت کے ولیان و امراء	۹
۶۳	متعدد شعراء	مشتہ نور (منظومات)	۱۰
۶۷	سید عظیم ذہبی	باب الصحت	۱۱

ترسلیل نہ ادا خاطر و کتابت کا پر

تربیتیہ دائے

ترسلیل نہ ادا خاطر و کتابت کا پر

دفتر تخلی ذیہوند خلیع سہماں پور  
عاصم عثمانی وزیر فضل عثمانی  
مسکنہ بیہودہ ناظم باہ کراچی پاکستان

# اعمال سخن

## خریداروں سے ایک مشورہ

کے ساتھ بطور مشورہ پیش کردیا مناسب خال کرتے ہیں۔ کونکتب، الگ چپ جلتے تو ہر مال خریداروں ہی کے حلقوں زیادہ ترقیت ہوتی ہے۔ اور خریداروں ہی کی پسند و ناپسند پر تصوریت اور نامہتوں کا درود ادا رہے۔ چنانہ ہمی خاکری الحال یہ ہے کہ شروع میں ایک یہ نہیں کہنا شائع ہوا ہے اسے بالترتیب لکھو کہ تھریاں میں سو فنوں کی کتاب تیار کی جلتے۔ اور مجلد کی قیمت تین ہی روپے کی جائے۔ الگ چپ میں سو صفات میں سوچا ہے اور میں میں کاہی نہیں سماں سکے گا۔ لیکن خریداروں نے ہر تر افرادی کی توصیہ شانی کا جلد چھپ جانا شکل نہیں۔

جو حضرات کئی سالوں سے جلی کے خریدار ہیں ان کے لئے اس کتاب میں شاید زیادہ کشن تر ہو کر کہ وہ برادر مسجد سے مخلص تک "پڑھتے کئے ہیں لیکن چیز تک ہمار اقبال اس سے ملا کہاں کی درجہ نی اور جانبداری سے بالآخر ہو کر ایمانداری سے کہا جا سکتا ہے کہ۔۔۔ "سچھے بخلان تک" میں بھروسے ہوتے بعض شرپا بینہ لست و فیض اور قابل تقدیر میں کا اخیں دوبارہ سوارہ پڑھتا بھی فتح سے خالی نہ ہو گا۔ اور لفظ کو چھوڑتی ہے۔ کہ میں کی لذت زیادہ تک میں وہ جمال اور عصافی و لطافت تو خواہی مکر تھیں بھی دوں وہ لمع کو ستائر کے بغیر ذریبے گی۔

تازم یہ ہمارا پسلیقہ اس سے۔ اصل فیصلت ناظرین پر تھوڑتے ہیں۔ الگ ناظرین جلی کو اقصیٰ جلی اور ادارہ جلی کے اسی ہی راستی اور ہمدردی سے جیسی ایک ٹیکے مختلف افراد میں ہوتی ہے تو تم اسے

تلکی میں ہر اہ شائع ہوتے وہی نام نہیں سمجھ جانا بلکہ سے ہم اسے ناظرین بخوبی آشنا ہیں۔ ایک دنی و نہی پرچے ہیں عالمی دیپی اور شش کی کوئی ایسی چیز شامل کرنا ہوشی حدد دے کے باہر بھی نہیں اور یہ ایسا پاسی کے میں مطالب بھی ہو الگ چپ ایک دشوار ملحتا لیکن جناب ملا ان العرب ملک کے تلمذے اس دشواری کو جس سے خوبی سے حل کیا ہے اسے ہم سے زیادہ خود ناظرین تکی جانتے ہیں۔ جناب ملا کی وقت نظر باقاعدہ تکمیلی تراکت، بیان اور صلاحیت انتساب کی در دینا ہمیں کچھ زیادہ تربیت نہیں دیتا۔ کونکتب وہ ادائیہ ہی کے ایک فروہیں۔ لیکن ڈاک میں وصول ہونے والے صد ہائی طبقے ہمیں اندازہ ہو چکا ہے کہ جلی کے تقریباً اسی میں ناظرین جناب ملا کی گورنر افسٹرنیوں سے نہ صرف یہ کہ دیپی کو خری ہیں۔ بلکہ ان گورنر افسٹرنیوں کی افادیت اور دیپی انشائی کے بھی میں لذ بشیں ہترن ہیں۔ چنانچہ بہت سے کرم خراں سے وقتوں قدر ہمیں پر زرعی خری پیشورہ دیا کہ "مسجد سے بخلان تک" کو کتابی شکل ہو جائے۔ دیا جائے اور آئندہ بھی یہ نہیں کتاب بننے کے قابل ہو جائے تو حصہ دار چھاپا جائیں۔ یہ نہ ہو سہ تک ان شکروں کو زیادہ قابل توجہ نہیں کھھا۔ لیکن اب کچھ دنوں سے پیش شوے سے مشوے کی حد سے نکل کر کم و میں مطالبے کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ اور مجبوڑا ہمیں ان پر خصوصی توجہ کرنی پڑتی ہے۔

لیکن یہ تو اسے شاد رہم فی الامر ہم کتاب کی اشاعت کا آخری فیصلہ کرنے سے پہلے اس معاملہ کو اپنے تمام ناظرین کرام

اقدام پر بھی ہم نے ان سے مشورت حضرتی بھی۔ اور اب الگ ان میں سے اکثر نہ اس اقدام کے حق میں مشورہ دیتا تو اشارة اللہ بہت جلد یہ کتاب عرض دج دیں آجاتے گی۔ آپ نے جواب کا سب سچی اور شوق سے منتظر۔

## نیچے ملکتہ تجلى

زستے ہیں کہ وہ پہلی خصوصت ہیں ہمیں اس معاملہ پر اپنی رائے اور مشورے سے آگاہ فرمائی گئی۔ ایک کتاب چاہیں لینا کوئی ہم اور قابلِ جنگام بات نہیں ہے۔ لیکن ہم اپنے ناطقینِ شخص خریدار نہیں بلکہ اپنا ہمدرد غمسگار اور ہم صرف تصور کرتے آئے ہیں۔ اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یعنی مقاصد کی وجہ میں عتمہ لینے والے تمام ہی افراد اُن حقیقت ایک دوسرے کے عقیقی دوست، ہبھی خواہ معاذن و مددگار اور شخص ہوتے ہیں۔ اس لئے اس حمولی سے

(شفری)

اگر اس دائرہ میں اسرغِ نشان ہے تو سمجھیجی  
اس پر جو پر اپ کی خریداری فتح ہے۔ یا تو اپ  
منی آرڈر سے سالانہ قیمت پہنچیں یا دی۔ یا کی اجازت  
رس، یا اگر اپنے خریداری جاری ترکی بھر تو ہم اسی  
اللارج دیں، فاؤشی کی صورت میں اگلابرچی دی۔ یا سے یہ جا جائے گا جسے دھوول کرنا اپ کا اخلاقی فرض ہو گا  
پاکستانی خریدار اپنا چندہ ہمالے پاکستانی پتہ پر جھپٹا ہو گے۔ بھیکار، سیدنی آرڈر میں پہنچوں، بکریوں ہمود  
پاک کے دریان شیلے کی آمد و فتح ہندی ہے۔۔۔ میں بھر۔

(شفری)

(شفری)

(شفری)

و ۵۰۶ اکٹھر جو شرقی طریقہ علاج کو تحریر کھجھے تھوڑی  
اب سرمه درینجف استعمال کرنے لگے ہیں  
دھانکے، غبوط و تھفاظ نخل میں مضبوط شیشی  
تازگی اور حفاظت کی گاہی۔

ڈاک خرچ  
عہد۶ ماشہ  
تین روپےایک توں  
پانچ روپے

تین شیشی کی بخاری پر ڈاک خرچ معاف

اس پتہ پر طلب فرمائی۔ دار الفیض حماقی دیوبندی مسلم سماں پوری

مزید افصیلہ نامیں کسی صفحہ پر بلا خطر فرمائی۔

کامیک ہے جس کی قیمت دا انس پر

# نقش قدم کی روایات

از کوہ فرم کو افغانستانی  
دیوبندی

## تحقیق کی روشنی میں

نعت حیائے من مشیعہ الصیفیاء

یعنی کاش گھٹے اس مبارک شی کے واس سکنے کا شرف  
حال چوتا جو پاکے مبارک سے مس ہوتی ہے۔ اور ایسے پاک مبارک  
جن کو چھومنے کے وقت شرم کی وجہ سے سخت تھر نرم پڑھاتے ہیں۔  
اس تصمیدہ کی شرح میں علامہ ابو جہر جسے علی اور صاحب  
السان العیون وغیرہ نے لکھا ہے کہ—

جب حضور اُن سی مدد المصلحت و الشام تھر پر چلتے تھے تو وہ آپ  
قدم مبارک کے نیچے نرم پڑ جاتا تھا۔ اور جب ریت پر چلتے تھے تو  
اس پر قدم مبارک کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ شعر میں شی ریت کا  
کوئی ذکر نہیں۔ البتہ تھر کے مغلن اتنا مذروہ ہے کہ وہ شرم و حیا کے  
با عث آپ کے قدم مبارک کے نیچے نرم پڑ جاتا تھا۔

نرم پسند سے مراد الگ گوند ہے ہوتے آئے کی طرح نرم پڑ جاتا  
ہے تو اس نقش ہو جانا تھوڑا سکتا ہے۔ اور الگ ہے مراد ہے کہ  
آپ کی عظمت و شان اور ہیبت و جلالت کی وصیت سے اخبار نہ شروع  
و مذلت کے طریقہ پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایسی خاصیت بدل دیتا  
تھا۔ اور اس کی سختی و خشونت اور درستی آپ کے قدم مبارک پر اثر  
نہیں کرتی تھی۔ اور آپ کو اس پر چلتے ہوئے کوئی تکلیف نہیں ہوتی  
تھی تو اس صورت میں نقش نرم ہوتا ہے، نہیں ہو سکتا۔

بعض حضرات علامہ ترقی الدین سعیدی کے اس شعر کو قدم مبارک  
کے نقش کے ثبوت میں سیکھتے ہیں۔

دائرۃ الصحاح متنی فہم لسم  
بوقریب و مولیٰ اوبیط حاعس طبیۃ

ہندوستان کے اکثر مقامات پر دیکھتے ہیں آیا ہے کہ تجوہوں  
پر انسانی قدم کے نشانات ہے ہوتے ہیں اور لوگ ان کو نبھی اگر  
عملی اللہ علیہ و مسلم کے قدم مبارک کا نشان سمجھتے ہیں۔ اس کی عقیلی و  
تجزیم میں مبالغہ کام سے کہ اس کو جو سمجھتے ہیں اور دھوکہ اسکا یا انی  
بلور تبرک پہنچتے ہیں اور بیماروں کو چلاتے ہیں۔ چنانچہ رام پور میں  
بھی ایک اسی نضم کا نقش۔ ایک تھوس عمارت میں  
محفوظ ہے اس کے علاوہ ایک شایدی ہے اور بھی ہے دہلی کی جامیع جگہ  
میں بھی ایک نقش موجود ہے۔ غرض یہ ہے کہ عوام تو تر اس باب میں  
لائق علمت ہیں اور نہ قابلِ مواجهہ۔ اس لئے کہ وہ اسکی حقیقت  
ستے بے خبر اور بلا علم ہیں۔ مگر جو اسے علماء کرام شاید خدا کے یہاں  
اس کے جواب دے ضرور ہوں گے کہ انہوں نے کیوں اس کی حقیقت  
سے لوگوں کو باخبر نہیں کیا۔ اور شاید ہے اسے زمانے کے اکثر علماء بھی  
اس مغالطہ کا شکار ہیں کہ شاید یا تقویش واقعی حضور نبی اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم کے پائے مبارک کے ہیں۔

یہ اس باب میں چند دلائل میں کریکے ان نقوش کی تحقیق  
پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لذارش کرنا چاہتا ہے  
ہیں کہ سیری اس معلومات کا مأخذ برادر محمد حضرت زید ابو الحسن  
فاروق رہوی کی ایک تالیف ہے جو انہوں نے حال ہی میں مولود بصر  
کے نو موضع پر لکھی ہے جس کا نام "تیر النیان" ہے۔

علامہ شرف الدین بوجرمی المتوفی ۶۹۷ھ صاحب قصیدہ بود  
زور پریز نے اپنے تصمیدہ ہر یہ میں لکھا ہے۔

اذکرم التواب من قدم الـ

لئے کوئی خصوص ہوتے آٹے کی طرح نرم ہو گیا تھا اک آپ نے براق کو اس سے باندھا تھا۔ لوگ حصول برکت کرنے اس کو چھوٹے ہیں۔ اور وہ ہمایت زمانہ تک باقی ہے۔ ابھی۔

یہ بات شور ہے کہ شب مراجع میں صحوہ شریفہ میں ہضرت پیر برسیل نے اپنے اگوٹھے سوراخ کر کے براتاں باندھا تھا۔ ملائیع حصہ حضرات بکتے ہیں کہ مسجد قلبی کے دروازہ میں ایک تھیر پر حضرت پیر برسیل نے سوراخ کیا تھا۔ قاضی ابو بکر چون کاد کر اور پر جھکا ہے تو طالماں مالکی شریج میں بیت المقدس کے صحوہ شریعت کے بارہ میں بکتے ہیں کہ

صحوہ شریفہ بیت المقدس اللہ تعالیٰ کے مجابتہ میں سے ہے۔ یہ ایک بڑا تھیر ہے جو مسجد اقصیٰ میں نظر دو اپنی ہوا ہو جائیں سے چاروں طرف سے عفص قائم ہے اس کو زمین پر گھنے کر اسی ذات نے روسکے رکھا ہے جس نے آسان کو زمین پر گھنے سے روک رکھا ہے۔ اس پر تھیر کے نیچے ایک غار ہے اس کے جو بھتیں ہیں جی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی نشان اور بیشتر ان اس وقت کا ہے جب آپ نے برقاں پر سوراہ ہوڑ کے لئے اس پر قدم رکھا تھا۔ اور وہ آپ کی بیت ہو ایک طرف جھک گیا۔ اور دوسری طرف فرشتوں کی انگلیوں کی نشان ہیں جنہوں نے اس کو گھنے سے روکا تھا جب کہ وہ آپ کے قدم مبارک کے سبب سے جھک گیا تھا اکثر

علام رفیع الدین بن ناصر الدین مشتی نے قاضی ابو بکر المعروف یہ ابن العربي کے ذکر کردہ بالاواعد کو اپنے مستحق سراج نامیں ذکر کیا ہے۔  
حافظ ابن کثیر نے صحوہ شریف پر قدم مبارک کے باسے میں کہلے ہے:-

إن رجلاها القديم قدامت في المصحوه فصوات على قدمه قدمه ملائكة لا..... يعنى آپ کا قدم مبارک صحوہ میں دنس گیا۔ اور اس میں نٹکے پاؤں کا نشان پر گیا جوستے کا ہے۔

حافظ ابن کثیر نے اس عمارت سے ایک اعراض کو بچت کی لکھتی ہے وہ یہ کہ شب مراجع میں کسی مقام پر ہے تھا کہ

ذھنی آپ کی رفتار نے پھروں میں اٹر کیا۔ رہتہ درود اسی کی بھی اتنی پر کوئی اثر نہیں ہے۔

علامہ سید علی کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ ایک تھیر جس کی ذات میں بھی اور خوشیت ہے وہ آپ کے قدم مبارک کے ملال سے اپنی خاصیت جھوکر کر نرم و نازک سی پورا جانا تھا اور آپ کو اس سے کوئی ایذا نہیں ہوتی تھی۔ اور بعض انسان اپنی تائی خوشیت اور سخنی کی راست دیکھتے آزاد رہتے تھے ملی پر قدم مبارک کی نشانات نہ ہر انسان پر دیکھ سکتا ہے۔ اگر اسہا ہوتا تو خوشیت کے موقع پر کفار کہ آپ کے نشانات قدم کے ذریعہ غارہ تورنک کی طرح پہنچتے۔

قاضی ابو بکر نے ایک شور رہا یہ کہ المفترع کے صحوہ شریفہ میں آپ کے قدم مبارک کا نشان ہے۔ سانقاً پوچھنے کے لئے کمیریں ایک تھیر پر آپ کی ہنی اور کلائی اور جبل مد میں سر مبارک کی نشان کا ذکر کیا ہے۔ ملکی بارہت پر نشان ذہرنے کا ذکر کیا نہ ہیں کیا۔ علماء مکمل کے قول کی تاریخ صرف یہی ہر سکی ہے کہ جب آپ رہتے یا مٹی پہنچتے تھے تو آپ کے پانے مبارک اس میں رہتے تھے، اور آپ کو عام انسانوں کی طرح اس پر جلنے میں کوئی دقت و دشواری نہ ہوتی تھی۔ حافظ ابی عیسمی التوفی سلسلہ "دلائل النبوة" میں تحریر رکھتے ہیں:-

"الرکونی حضرت داؤد عليه السلام کے باسے ہیں کہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے نہیں کو نرم کر دیا۔ اور وہ اس سے زورہ تیار کرتے تھے تو ہم جو اب دن گے کہ پھر علیہ العلواۃ والسلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے تھیر کی سخت چٹانوں کو نرم کر دیا تھا چنانچہ محمد کی لڑائی میں آپ نے سر مبارک پہاڑ کی طرف مال کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا نرم کر دیا کہ آپ نے سر مبارک اسیں واپس کر دیا جس کا نشان آج بھی باقی ہے۔ اور زیارتگار خلافت بنایا ہے۔ لواہ اسی چیز ہے کہ اگل بھی اس کو نرم کر دیجائے۔ ملکی تھیر کو آج تک اگلے نہ نرم ہیں کیا۔ اسی طرح ملک مکرم کی بعض گھاٹیوں میں ایک تھیر ہے جہاں آپ دورانِ عبادت میں استراحت فرماتے تھے۔ اس تھیر پر آپ کی ہنی اور کلائی مبارک کا نشان آج تک موجود ہے۔ اور ہستے سے جاج اسکی زیارت کرتے ہیں۔ بیت المقدس میں مراجع کی رات صحوہ شریفہ اپنے

علامہ سعید طیب نے صرف ابوالنعم کا قول نقش کیا ہے۔  
ان امور کو تدقیق رکھ کر کوئی عقل پر سلیم کر سکتی ہے کہ ایک  
ایسی عجیب بات سے چار مددیاں گذرنے نکل لوگ بے خبر ہیں۔  
معراج شریف کے وقت بیت المقدس روم کی حکومت  
میں شامل تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو انہوں  
فرغ ہوا۔ اس وقت سے لے کر چار مددیاں گذرنے کے ایک عروج  
ذکر ہے۔ چار مددیاں بعد ازاں ان لوگوں کو یونانی علم ہوا۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ تین چزوں کو حافظۃ الیعم نے  
دو میں کی زبانی نقش کیا ہے۔ اور دو آثار کو قضاۓ صاحبۃ ایک  
مشہور بات بتا کر ذکر کیا ہے۔ اور علماء جلال الدین

سعید طیب اور حافظۃ شقی سے ان کو نقش کیا  
ہے تو اگر ان میں صحت کا پہلو نہ

ہوتا تو یہ اکابر نہ ان کو ذکر کرے  
نہ نقش کرے۔ ایک ثاقب ای

انکار تھی تھے کہ ان جو  
کی بناء پر متاخرین نے محرکت

دینی نکالت و اطائف اور اسرار دھرم پر مشتمل یہ کتاب دو سو عنوانات سے  
مجھ کرتی ہے۔ قیمت مجلدین رمیٹ آٹھ آنے

میں ان کو شامل کر لیا ہے  
مگر ان کو ان کی استاد کی

تحقیق ضروری تھی۔ آخر میں  
علماء جلال الدین سعید طیب کا نتوی

نقش کرتا ہوں جو انہوں نے اس تسلی  
مذکور الذکر دونوں باتوں کا ان کے زمانے نکل

پر سوال وجواب ان کی مشہور کتاب "الحاوی للفتاوی" کو  
جز مردم میں درج ہے۔

آخر کتاب مذکور عربی میں ہے، مگر میں سوالات اور جوابات  
کا ترجمہ پیش کر رہا ہوں۔

رسول اکرم علیہ النبیہ و السلام کی تعریف تو صیغہ پیش کرد  
ذیل باتیں جو عام لوگوں میں مشہور ہیں ان کی حقیقت کیا ہے۔

(۱) حضور ملیحہ اسلام کے لئے تحریر میں پڑ گیا اور اس پر آپ کا قدم  
نقش ہو گیا۔

(۲) جب آپ میں پر تشریف سے جاتے تو اس پر آپ کے پائے مبارک

عوشن معلق پر صحیح آپ کا نعلین شریف اُنارنا ثابت نہیں۔ پھر  
پھر برق م کاشان کیسے ہو؟ جو شہزادی کا گیوں نہ ہوا اس عرض  
سے بچنے کے لئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اندھے عالمی  
کی قدرت اور آپ کا سمجھہ تھا اُن جو شہزادی کے باوجود صرف قدم  
کاشان پہاڑ جتے کا نہیں۔

علام جلال الدین سعید طیب نے بھی حفاظۃ القمر بزرگی میں علامہ  
ابوالنعم کا قول دلائل الشہزادی سے نقش کیا ہے۔ اور تصریح کر دی ہے کہ  
یہ قول ابوالنعم کا ہے۔ ان شواہد کی مبارکہ بعض حضرات نے نقش قدم  
چھسے پر نقش ہونا سلیم کیا ہے۔ احوال مقولہ میں سب سے زیادہ  
قدم قول حافظۃ القمر کا ہے، جن کی دلوات

کی ہے انہوں نے جو قصیٰ ہجری کا پڑا حصہ  
پایا ہے۔ مگر انہوں نے مخفی اپنے

زمان کی ایک مشہور بات کا ذکر  
کیا ہے اور صرف تین پھر میں

کا ذکر کیا ہے (۱) وہ جس پر  
آپسی اپنی اور کلامی کاشان

ہے (۲) جب احمد رحمہ اللہ عزیز  
شریف اس میں صرف براز  
بانوی حصے کی جگہ کا ذکر کیا ہے۔

علامہ کی انہیوں اور قدم شریف کا  
شاعر صاحب کی زیارت وحی کے مشاهدات میں خاص

کوئی ذکر نہیں، جس سے پتہ چلتا ہے،  
مکتبہ کمل دیوبند (بڑا)

پس دیا ہے۔

تمبرود پر تااضنی ابو بکر ابن العربي کی عبارت ہے تلفظی

صاحب بوصوف رہو شہر کی پیدائش ہے۔ اور تقریباً سو سو میں

بیت المقدس تشریف لائے اجہاں انہوں نے اشان قدم اور اشان  
امشت طاگر دیکھا اشان قدم کے معنی ان کا قول سب سے زیادہ

قدیم ہے۔

انہوں نے بھی اپنے زمانہ کی ایک مشہور بات کا ذکر کیا ہے  
ان کے بعد حافظۃ شقی نے ان کے قول کو صحیح معراج نامہ میں نقش کی  
ہے۔ حافظۃ ارشاد کی تشریف اتنا ہی کہ اشان برہنہ یا کا ہے۔

## شah دلی اللہ رحمۃ اللہ کی مشہور کتابیں اُردو بلباس میں خیز کش

### فیوض الحرمین

شاعر صاحب کی زیارت وحی کے مشاهدات میں خاص

رہنگیں قیمت مجدد عہد

مکتبہ کمل دیوبند (بڑا)

پس دیا ہے۔

بکے لئے ملتی ہے یا نہیں؟

(۹) اگر یہ ثابت ہو جلت کہ تھہر آپ کے لئے زم ہو جاتا تھا اور آپ کے قدم کا اس جس نشان ہو گیا تو آپ کا سچہر کہاں بیکھرا گیا۔ تھہر ختن کے پتھر کا واقع صحیح ہے اور چند طرق سے مردی ہے۔ عقیقی اور الٹیجمنے دلکش النبوة میں عروج عن عوف اور سلطان فارسی اور ہمارا میں عازب سے روایت کیا ہے۔ اور صحیح میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ تم خندق کو دن ختن کھو دیتے ہیں تھے، ایک جگہ سخت زمین آگئی صحابہ کرام نے آپ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ ختن میں یہ سخت حصہ آگی ہے اپنے ک DAL میں کہ ایک ضرب اس پر اڑی اور وہ ریت کی طرح ہو گئی۔

تمہرے حضرت ابراہیم عليه السلام کے قدم کے نشانات (جو مقام ابراہیم میں نظر ہوتے ہیں) کے متعلق احادیث میں موجود ہے۔ ازرفی نے تاریخ مکہ میں ابو سعید خدري کے طبق سے عبد اللہ ابن سلام سے فعل کیا ہے۔ مگر وہ حدیث موقوف ہے یعنی صحابی پر کی ہوئی ہے۔ صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت نہیں کی ہے۔ مگر اس کی سند صحیح ہے۔ اور عجب ہے۔ اپنی تغیریں اس کو توانادہ اور غلر خش میں روایت کیا ہے۔ باقی سوابلات کے بارہ میں مجھے کسی اصل کا پتہ نہیں پہلا۔ اور تجویز کوئی سند مل سکی اور نہ کسی حدیث کی کتاب میں ان کی تحریج کرنے ہوئے دیکھا۔ انتہی۔

علامہ سید یوسف علیؒ کا استقالالحرف<sup>۱۹۱</sup> میں ہے اسے۔ ان سے زمانہ میں مکہ کو رسیں ایک تھہر آپ کی کہی اور کلائی کے نشان کی بھی ثہرت ہو چکی۔ مگر انھوں نے ان تمام آثار کو قطعاً بے شیاد بلا سند بتایا ہے۔ خواہ ان کو الجھنم سے ذکر کیا ہو یا یا قاضی ابو بکر ابن العربي نے یا عالمگیری کے شعر سے بھگتے ہوں یا بعد میں کسی طرح علم ہوا ہو۔ مگر ان کا ان سب شہرت یا فتاہ آثار کے بارہ میں ایک بھی جواب سچے کہ سب میں اصل ہیں۔

اگر کوئی سچے کہ اگر یہ آثار جبے اصل اور سبیل نہیں تو پھر ان علماء کو امر نے ان کو کہون ڈکر کیا تو اس کے متعلق بھتی یہ کہہ دینا کافی ہو گا۔ ان کا شمار موصوعات میں نہیں ہے۔ کیونکہ اگر کسی حدیث کے بارہ میں وضو وعہ ہو نا ثابت ہو جائے تو اس کو

کا نقش نہیں ہوتا تھا۔ کیا کتب احادیث میں اس کی کچھ اصل ہیجا نہیں؟

(۱۰) ہے اس روایت کیا ہے اور روایت صحیح ہے یا نصیف؟

(۱۱) حافظ شمس الدین مشقی نے اپنے مسقح صراحت میں جو الحاضر کا آپ ہیت المقدس مختار شریفہ روانہ ہوئے اور وہ ہاں بیکھرا آپ جانب شرق سے اس پر چھڑھے تو وہ آپ کے قدم مبارک کے سیچے حکمت میں اگر زم پڑ گیا جفت و تھجھکا اور حکمت میں آیا تو فرشتوں نے اس کو سہارا دیا۔ کیا کتب احادیث میں اس بارہ میں کوئی صحیح یا ضعیف روایت ہے یا نہیں؟

(۱۲) کیا یہ درست ہے کہ ہیت المقدس مختار شریف پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش قدم ان دلوں موجود ہے؟

(۱۳) کیا کتب احادیث میں اسی روایت سے پہلے ہے کہ حضرت ابراہیم عليه السلام کے جس تھہر پر ٹھکرے ہو کہ کعبہ شریف تعمیر کیا تھا اس پر ان کے قدم کے نشان ہو گئے ہیں اور وہ مقام ابراہیم میں خازن مکعبہ کے سامنے تھوڑا ہیں۔ اگر کوئی روایت ہے تو اس میں کس حد تک صحیح ہے؟

(۱۴) بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اہماب مسابقین میں سے جس کو کبھی جو جزء عطا ہوا ہے پھر اس کو تعمیر کویا آپ کی امت کے کسی دلی کو اس کا مثل ہزور دیا گیا ہے یہ بات کس حد تک صحیح ہے اور اس کا قائل کون ہے؟

(۱۵) یہ بات کہا شک سچ ہے کہ ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان پر شریفہ ریلو جس تھے اور باہر ٹھکرے ہو کہ انتظار فرمائی تھی، اور اپنی گھنی ورکلائی دیوار پر ٹیک دی تھی جس کا نشان دلوں کے چھروں میں پڑ گیا تھا۔ جس کے سبب سے اس کی کاتام ریاقاً المرف<sup>۱۹۲</sup> یعنی گہذاں الی گلی کے نام سے شہر ہو گیا تھا۔

(۱۶) علامہ امام علیؒ اور طویلی نے اپنی تفسیر میں جو خندق کے سدل میں ایک تھہر کا ذکر کیا ہے کہ خندق کے موقع پر جب صحابہ کرام خندق مکوہ ہے تھے تو ایسے سخت تھہر تکل ایسا صحابہ کرام اس کے توڑنے سے ما جزا ہے تو حضور اکرم پر شریف خفت فی میں ائمہ اور تین حضرتیں اس پر ماریں، چنانچہ وہ زم پڑ گیا اور ٹکرے مکڑے ہو گیا۔ کیا یہ صحیح ہے اور کوئی مستند قابل اعتماد اصل اس

# بُلْكِ دَكَّ

سہارا کیوں لیتے ہیں۔ جیب کہ وہ ائمہ کی تقلید کے نکری ہیں۔ کیا کسی قول و فعل میں ائمہ مجتہدین کا سہارا لینا ان کی تقلید کرنے کے متلاف ہیں ہے؟ اگر ہے تو پھر اب لوگ اپنے آپ کو اپنی شیخی ماقولہ کر دیں گے کہ حدیثوں کے ساتھ مشغوار ائمہ ارجمند کی تحقیقہ کیوں گرتے ہیں؟ خدا را آپ ذرا ڈھینیں کیا ہمیں تاکہ یہ بچتے ہوئے ہیں۔ میکن پھر بھی وہ لوگ ایک دوسرے سکل میں حضور پر طعن کرتے ہیں رہتے ہیں۔ جیسا انہوں نے حضور پر بے شمار اعترافات کئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور اگر جو نافع کے نفع باخوبی کے نفع کے نسبت میں بھلی کی کسی قریبی اشاعت میں ہڑو رہیں کریں گے۔

**جواب:** جیب انسان کا نفس وہا پہنچے اور باطن تذکیرہ سے محروم تو پہنچ دہ بُری را ہوں پر جاتا ہے اور خواہ خواہ کے سنتے بیدار کرتا ہے۔ ایں علم کے فروجی اخلاق فات فی الحقيقة مسلم ائمہ و مسیحی و سوتور کی وسعت اور چلک کے شاہستے۔ اور الگ الگ علم کا خلوص خدا دھو جائے تو ان اخلاق فات کا اثر جنگ و جدل اور نفاق و شفاقت کی شکل میں ظاہر رہتا ہوتا۔ لیکن ہزار افسوس کر رہ گئی اُسم اذال روح بلالی نہ رہی۔

انجی اپنی طرز فکر اور اپنے اپنے نکتہ خالی کو جلد و بر ترا ثابت کرنے کی ہوں میں لوگوں نے اسی و دیانت کی حد میں پھلا گئی شروع کی۔ اور اخلاق فات کو رحمت کے عرض زحمت بننا دالا۔

مثال کے طور پر زیر نات ہاتھ باندھنے اور زباندھنے کا سکل ہی لیتے۔ دلوں خالوں کے نئے حدیث و آثار موجود ہیں اور حدیث صحیح متفق تھیں کسی ایک کے نئے بھی موجود نہیں۔ اس

**سوال:** سازھوں میں۔ ضلع و حائل وار فتنہ و نفاق بیہار پر ایں حدیثوں غیر مقلدوں اور حضور میں اسے دن بھت و میاٹھے ہجتے رہتے ہیں۔ یوں تو غیر مقلدوں کے اعتراضات پہنچی لوگ تباہیت میں مغل و مغل سے جواب دیتے رہتے ہیں۔ بغیر کوئی عالمون کے نظریات ان کے متعلق کیا ہیں وہ بھی بتلاتے رہتے ہیں۔ میکن پھر بھی وہ لوگ ایک دوسرے سکل میں حضور پر طعن کرتے ہیں رہتے ہیں۔ جیسا انہوں نے حضور پر بے شمار اعترافات کئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور اگر جو نافع کے نفع باخوبی کے نفع کے نسبت میں بھلی کی کسی قریبی اشاعت میں ہڑو رہیں کریں گے۔

صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ نیز اس کے نیچے باخوبی اسے باندھنے پر جو کہ ایک آدھ عدیث ہے وہ دیکھی بالکل ضعیف ہے۔ حس پر کثیر ملار کااتفاق ہے کہ وہ قابل و قیبار نہیں۔ بخلاف اس کے وہ میں پر باخوبی اسے کو صحیح حدیث سے ثابت کرنے کا دم بھرتے ہیں۔ اسی طرح وہ حضور کے دیگر سائل کو بھی حدیثوں کے خلاف بتاتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو صحیح حدیثوں پر مبنی کا دھونے کرتے ہیں۔ غرض کروہ ہر سکل میں ہر قول و فعل میں اداخی خانزے کے ہر طور طریقی میں حدیثوں کے مطابق اسی عمل کرنے کا دعوی کرتے ہیں۔

اگر ان حدیثوں کے دعوے داروں کو مقتدی چوکر سینہ پر باخوبی اسدا اور آئینا پکارنا کسی حدیث سے پیش کرنے کو کہیں تو وہ بظیں جھانکتے گئے ہیں۔ اور ادھر ادھر کی تادیں کو آخراً

ائمہ مجتہدین کا سہارا لیتے ہیں۔

تجھب ہے کہ اپنے آپ کو ہر قول و فعل میں حدیث پر پہنچ کر دعوی کرنے والے یہ لوگ اس سکل میں ائمہ مجتہدین کا

تب تو مکن تھا وہ جانقید امیر براو۔ است بھی صراطِ مستقیم پر چل سکتے۔ لیکن یہ دوسری چیزیں جب تک کھٹی نہیں انسان ہو جائے نفس کا تابع رہتا ہے اور اس کی صفاتیں گمراہی کرنے پر ضائع ہوتی ہیں۔ الگ تقدیم کے مکار احادیث سے خوفزدہ مانگ تو دنیا کے ہر علم و فن میں وہ اُس محدود و معین تقدیم کو کار فرا دیکھ رکھتے ہیں جو ایں تقدیم دین کے علم میں ضروری قرار ہتے ہیں۔ عدم تقدیم کے قائلین جو دلائیں اپنے دعوے کے لئے لاتے ہیں اُن دلائیں کا عامل اور نتیجہ لانا یہ ہے کہ وہ قرآن و حدیث کو بھی قطعاً ناٹھیں۔ کیونکہ جس قرآن پر ہمارا اور ان کا ایمان ہے وہ بھی برا و راست ہم پر ناٹھیں ہو گیں۔ بلکہ اس کی محنت تسلیم کرنے کیلئے بھی اسلام کی تقدیم و تسلیم کے شریف چارہ نہیں۔

وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔

**سوال ۲:**۔ اب عبد اللہ۔ راجحی۔ **تصویر**

زید کے پاس ایک بھی ہے ہمدرد دو اخاء زادی کی، جن ادیت میں بعض ایسی ہیں جن پر حصے توہاں (سعالین) فوڑ رہتے ہیں۔ دریافت طلب ہے کہ زید کے لئے یہ تجارت جائز ہے یا نہیں۔ جب کہ زید ہر معاملہ میں شریعت پر قائم رہتا ہے۔ اس پر اس کو رکھنا بھروسہ حالت میں کوئی قباحت تو نہیں ہے۔ کیا یہ معاملہ بھی پور پسیے اور تو شدغیرہ میں جو مسئلہ جاری ہے شاہ ہو گکہ بھوڑ جواب ہے۔

**تصویر** بنائے اور **تصویر** رکھنے کی قباحت پر بخاری و سلم وغیرہ۔ یعنی احادیث میں ان سے صرف یہ ثابت ہوا ہے کہ **تصویر** بنانا یا **تصویر** سے شفعت رکھنا بالظور زینت اسے استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن یہ ثابت ہیں ہوتا کہ جن چیزوں پر **تصویر** بخی ہو اُن کی خرید و فروخت بھی ناجائز ہے۔ الگ **تصویر** کا بیچت مقصود ہے، یا **تصویر** سکری کی شی کے اس طرح والستہ ہو کہ اس شی کی قیمت میں بھی لے دخل ہوتے تو قباحت کا پہلو نکالا ہے لیکن جس صورت میں کہ **تصویر** کا کوئی راست تعلق نہیں (کیونکہ کی کشی کے نہ ہو)، نہ قیمت میں اس کو دخل ہونے ضریب اس شی کو خریدتے وقت اسکے بیانگ پر بنی ہوئی **تصویر** کو کوئی اہمیت دیتا ہو تو یہ لئے تیاس میں بیچنے والا نہ گارنے ہو گا۔ یہ الگ بھی کہ

نہ بولا گی واضح کیا کہ زیر ناف باقہ باندھنے کا طریقہ زیادہ بہتر اور تریس سنت ہے سیستہ پر باقہ باندھنے کے قائلین اگر اس پر یہ کہتے کہ باندھنے خیال میں احانت کا استدلال ضمبوط نہیں بلکہ سیستہ پر باقہ باندھنے کی روایات زیادہ ضمبوط ہیں تب تو معمول بات تھی۔ دونوں اپنے اپنے طریقوں پر عمل کو وجہتے یا احمدانہ بات کہنا لگزیر ناف باقہ باندھنے کی تمام روایات بالکل ضعیفت ہیں اور انہیں اعلم جیسے جمل علم و تفہم پا بوجوڑاں سے ضعف صریح کے انھیں راجح اور پسندیدہ قرار دیو ہیں۔ الگ ازاد فساد نہیں تو اور کیا ہے۔

۱۱) اعلم ابو حنیفہ و حسن اللطفی تو عفضل تعالیٰ و شخص ہیں کہ جن الیم علم نے سائل کثیرہ ہے اُن سے اختلاف کیا ہے اخلاقی بھی اُن کے علم و فضل نہ ہو درج اور فراست و تفہم کا برخلاف اور کیا ہے۔ ایکی ہوں یا شافعی۔ الی حدیث ہوں یا پکھا اور۔ الگ واقعی و تھا ایم الیم اسلام کے باقی نہیں ہیں تو انھیں ایم اعلم کی عظمت مانی ہے۔ کی۔ کیونکہ تکمیل نکل کے اکابرین نے اسکی کھلی تصدیق کی ہے۔ ایم صاحب کی منج و توصیت میں جو اقوال کہنے تجوہ ہے اسے اس ان سب کو الگ جمع کیا جاتے تو عرض کے مطہر ہجراحت۔ تمام ہم تصریح میں اور جمل القدر علماء و فقہاء ایم اعلم کی جملت و تھمیت اور ذہانت و تفہم پر عقق ہیں عیان رہا ہے یہیں ان خدا ایم شافعی فرطت ہیں۔ من اسلام یتھر خیال الفقہ تصویر عالیٰ ایم حنفیہ۔

ہم یہاں صرف۔ ایم شریانی کے الفاظ پر اس ختم کر دیں۔ فا ترکش پا ایسی التصub علی الامام ابی حنفیہ اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین۔ دایاں، و تقدیماً العاملین با حولہ و ماصحاح علیہ من الورع واللزهد ملائحتیاً فی البدایں شفوان ان ادلهٗ ضعفیۃ بالقلید فتح شورم الحاسوب۔ بھی ایم شریانی الگی صول ہیں فرطت ہیں۔

و خل جمع السلف فی تخلف علیٰ کثیرہ دریع الامام و کثرۃ اختیاطہم فی الدین و نیوفہ من اللہ تعالیٰ۔

جہاں تک غیر مقلدین کا تعلق ہے تو ان کی مثال بے شک کے اداثت کی کا ہے۔ الگ علم کافی اور تذکرہ نفس انھیں حاصل ہوتا

اب تو نافرمانہ میلاد ہیں۔ شور و شیوں ہے۔ قریبیتی ہے۔ فتوحی ہے۔ فتوحی باری ہے۔ افتادہ کی خیر برداری ہے۔ خور کرنا چاہئے کہ رونا و حونا ہیں و تمام کرنا سعید پہنچا ہے۔ یہ سب عورتوں کی صفات ہیں۔ مرد کی صفت تو یہ ہے۔ بینی اوقات اسی تصور و عزیت پا مروی نہ صحت ہے۔ اس کی آنکھیں الگ فتوحی ملئی ہیں تو صرف خوف آجھی سے یا کسی شدید فطرتی تباہتی۔ وہ بھی اس طرح ہیں جس طرح عورت کی دنیہ میں بلکہ اس طرح ہے جس طرح عرب فارسی شہزادی جو ان اکٹیں ملیهم و صالیب پیغمبر پر رہتے تھے۔ جس طرح عرب فارسی شہزادی جو ان بیٹا کی موت پر غم دیدہ ہوتے تھے۔ جس طرح خود حشمت و سرور کو ان محلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ کی شہادت پر آبدیجہ ہوتے گئے۔

اچھا ہے دلوں میں خدا کے خونے اور حیثیت کے ذر کا تو کوئی پتہ نہیں۔ باں سیدنا امام حسین اور ابی جعیف کے نام میں جتنا چلے ہے امام کو اور بالکل کی جس تھیں گوئی امام حسین اور ابی جعیف پر علم دھانے اس تھیں سے تو ہمیں کوئی لغت نہیں۔ باں حدیث ہے تو مرگ حسین کا اور سیدنا یوسف کے مصائب کا۔

اچھوں فدائی سلام ہے یا الفشار شیخی، دلوں تی بلکہ نہ دام زنگی کا فور کا مدد اتھیں۔ اسلام کی فدائیت یہ ہے کہ اسلام کے پیغام پر خود پوری طرح عمل کرنا اور اور دلوں کو اس کی دعوت و مذہب حسین کی طرح زاہد عابد مدد ہے۔ سبھر کوش، جنماش اور مرد میلان ہو حسین کی طرح حق پر جبو اور بالکل میں نکارا۔ حسین کی طرح اپنی جان اور اپنے جگرگوشوں کو راو خدا ہیں۔ بناءً قرآن کریم۔ یہ کیا کہ جوں عورتوں اور دلوں کی طرح رہتے دھوست ہو فریادیں کرتے ہو۔ جلتے ہو۔

### سوال ۶:— (نام و پر نامعلوم) امامت

ایک پیش امام صاحب پر زنا تابت ہوا۔ اور اخنواع نے اس عورت سے نکاح بھی کو لیا۔ اب ہمارے ہماس کے جماحتی کہتے ہیں کہ ان کی امامت جائز نہیں۔ اور ام ان کے پچھے نماز نہیں پڑھتے اور پیش امام صاحب کہتے ہیں کہ آپ جماحتی لوگ بہتر امام تلاش کر لیجئے اب سوال یہ ہے کہ ہم جماحتیوں میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ کمی نماز نہیں پڑھتے۔ اور پڑھتے بھی ہیں تو صرف جمعہ یا عید کی اور کچھ ایسے بھی ہیں جو زنا کاری، جھوٹ، اچھل فوری اور شراب پینے میں مشہور ہیں۔ اور پانچوں وقت نماز بھی پڑھتے ہیں تو جماعت کو ان کے پچھے نماز پڑھنا

چہا جائے۔

تصویر دار سکون کا سعادت جدا گاہ تھے کہ اس سے تمصر ہی نہیں۔ لیکن اگر حکومت سملاؤں کی ہو اور وہ تصویر دار سکن جاری کریں تو اللہ تعالیٰ کے یہاں ان سے ناجاہد ہو گا۔ کیونکہ وہ محض اپنی اور حالت اختیار میں کوئی تحریر کام کرنا یقیناً قابلِ احتساب ہے۔

### سوال ۷:— ازمتے میان۔ ضمیح بلند شہر ماتم

دو چاغعنیں ہیں جو حرم کے موقع پر ایک دوسرے کے مقابلہ میں ماتھی ہنگامہ پا کر تھیں۔ ایک جماعت ہے قداء اسلام کے نام سے وہ میری انجمن الصدیقی کے نام سے راجح سے لیکر ارنک ماتم ہے زور شور سے ہوتا ہے ڈھول تاشوں کے ساتھ لونہ خواں پاری اس اندازتے افہارہ اتفاقات کرتی ہے کہ سیدانہوں کو بازار اسلام کے اندر رکھنے سے برہنہ سر بھپرا یا اور زیور چادر چھپیں کرتا تار کرڈا ہی۔

اس قسم کی توہین کے ساتھ ماتھی انجمن تھجھری چا تو غیر سے ماتم کرتے کرتے سر سے پریک گون میں اہو ہمابن ہو جاتی ہے اور دیکھنے والے افہرات تھجھرہ جاتے ہیں۔ یہ شرعاً کہا تک شستے ہو۔

### جو اپنے:—

زوال پذیر قمودیں بہشت ایسے رجحانات اُبھرتے اور نکایاں ہوتے ہیں جو مرد اگلی اخلاق اور سلامت روی کے خلاف ہوں مسلمان اسلامی اعتبار سے جوں جوں زوال پذیر ہوتے گئے اتنی ہی زندگی اسیں ہے اسیں خرافات و بدعتات کا رواج پڑھا گیا۔ اور اب اپنے انہماں تدویز زوال میں ان کے پاس نہیں نہیں کے نام پر چند مخفی خیز رکھوں اور جہالت آمیز رہا جوں کے سوا اور کچھ باتی نہیں۔ وہ مسلمان کمی کے مرچے جگنی زبان سکراقبال فی کہا تھا۔ دین اذانیں کمی بورپ کے لکیساوں میں

کمی

افرقیکے پتے ہوتے ہیں مسخر اوس میں

دشت تو دشت ہے دریا بھی رچھوڑی ہے  
بھر ظلمات میں دوڑا نیچے گھوڑے ہم نے

اس مصنوعی کعبہ کی زیارت ان کا انفرادی فعل ہے۔ اس کا اشیعہ جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ اور یہاں علمائے اہل مفت جماعت بالکل خاموش بیٹھے تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ برداشت ہر ہانی قبیلی میں ذرا تمیں سے مددخی ڈالیں۔

### چواتھ:-

مصنوعی کعبہ کی زیارت جائز ہے یا ناجائز؟ اس بحث میں فی الحقیقت وہی لوگ اُجھے سکتے ہیں جو اسلام کی تعلیمات سے پوری طرح واقعہ نہیں۔ ورنہ ان لوگوں کو اسلامی مشریعت اور اسلامی طرزِ فکر سے کافی واقفیت ہے وہ بلکہ شک جاتے ہیں کہ اس طرح کی تمام چیزیں اور یہ عین مگر اس کیں مخصوصیت ہیں۔ مردوں ہیں۔

تیمور کی پروردش کے لئے الگ ارجح مصنوعی کعبہ ہے اور چندہ جم کرنا جائز ہو سکتا ہے تو کل اس دلیل سے مصنوعی گنجیدہ خصوصی تعمیر کر دیا جائے گا اور پرسوں آنکھنوں کے مراد بارک کا بھی مصنوعی ڈھانا چیز کھڑا کر دیا جائے گا۔ بلکہ زیادہ ترقی پسز حضرات نوا آنکھنوں کا محشر بھی بناؤ دیں گے۔ (معودہ بالشہر من ذالک) صحنوں اسلام کیوزم نہیں ہے کہ مقصدِ حائل کرنے کے لئے ذرا شیعہ کی جو ایسی حلولی سے کوئی بحث نہ ہو۔ اسلام جس اس مقاصد کی پاکیزگی چاہتا ہے وہاں حصوں مقاصد کے ذرا شیعہ پر بھی کڑی ٹگرائی رکھتا ہے۔ یہ نہیں کہ الم فلم جو چاہئے اختیار کروں بس مقصد پاک ہووا

جس قوم میں بھی کے ڈھیروں پر بھجے ٹوٹنے والے اور مُردوں کی پرستش کرنے والے انسرا، کافی سے زائد عدد میں موجود ہوں اس قوم کے سامنے مصنوعی کعبہ پیش کرنا جس حد تک فساد انگریز ہو سکتا ہے وہ محتاج تشریح نہیں۔ اس سے تو ہبھرخسا تیموروں کے پروردش کرنے والے حضرات تھیر کلکنی مکھوں یعنی فلم اسٹاروں کے پیچ کر لیتے ہیں اکٹھکر لے لیتے۔ ان چیزوں ہی کافی فائدہ ہوتا اور سیارہ فلموں اسلام ایک زخم نمازے سے بک جاتا۔ کوئی شک نہیں کہ ایک اخحطاط پر زوال آمادہ برپا د قوم کے کارنے ایسے ہی ہوتے ہیں!

و اصرنا و اصرنا!

چلتے ہیں ۹ یادِ سر امام تاش کرتا چلتے ہیں۔ ازوفت شروع اس کا حبابِ رسالہ تھی ہیں روشن کر دیتے۔

### چواب ۵:-

بارہ اعرض کیا جا چکا ہے کہ وہ شخص نماز کی تمام شرائط خود ریس کی پابندی کے اس کے پیچے نماز ہو جاتی ہے اخواہ وہ زانی ہو یا جو صورتِ حال پیش کی اس کا حل اس کے سو ایک ہو سکتے ہے لفظی بھی لوگ آپ کے ارد گرد موجود ہیں ان میں سے اس شخص کو اہم بنا لیتے ہیں جو بُرائی میں مقابلہ کم ہو اور بھلائی میں زیادہ۔

### سوال ۳:- ارشاد ابراہیم - در اس مصنوعی کعبہ

شہرِ در اس میں آج کل عموماً یہ سلسلہ موصوع بحث بناؤ رہے ہے کہ مصنوعی کعبہ کی زیارت جائز ہے یا ناجائز؟

ابھی حال ہیں اہل شیعہ کی طرف سے ایک مصنوعی کعبہ کی نماش کی گئی ہے۔ جس میں سب سے پہلے زائرین کی جنتیت سے سو لاکھ لوگی املاج مخفی محرصیب اللہ صاحب گورنمنٹ سرقاٹی نے بھی شرکت کی ہے۔ اور اعین کے ہاتھوں اس کا افتتاح شاندار طریق سے ہوا اور بطور نذر انہائی میں سرقاٹی صاحبِ لفڑی بھی ڈالی اور مخفی محرصیب اللہ صاحب گورنمنٹ سرقاٹی اہل سنت والجماعت نے ایک بیان جاوی کیا جس میں یہاں گئے ہے مصنوعی کعبہ کی زیارت ناجائز نہیں ہے۔ بلکہ کا اپنے وواب ہے اور ہائی میں نقدی بطور نذر انہائی کچھ لگانا نہیں۔ جن نذر انہوں اور چندوں سے تیمور کی پروردش ہوتی ہے، یہ ایک ثواب کا کام ہے۔

در اصل میں مصنوعی کعبہ شیعہ تم خانے کے لٹاکوں کا تیار کیا ہو رہے۔ اور تم خانے کے انظام کے لئے اس مصنوعی کعبہ کی زیارت کرائی جاتی ہے اور چندوں سے کام چلایا جاتا ہے۔ (یہ ایک لکڑی کا چھوٹا سا نمونہ کہہ سکتے ہیں)۔

یک دنوں پیشتر شیعیان در اس کی طرف سے "مصنوعی کعبہ اور اس کی زیارت" کی بہت مذمت کی گئی تھی۔ اہل شیعہ کی طرف سے یہکہ شہزاد شائع کیا گیا جس میں لکھا ہے کہ ہم بھی کعبۃ اللہ کا ایسا ہی احترام کرتے ہیں۔ میساکِ مسلمان کرتے ہیں۔

بھے باہمیں اور خلع کے لئے زبانی کہ دینا اور گواہوں کے درود و اس کا اقرار اور اعلان کافی سمجھا جائیں؟

## جوابیت :-

خلع کے لئے تحریری خلع نامہ ضروری نہیں ہے۔ اگر وہتھے خلع کے لئے کہا اور مرد من مغلوب کر لیا تو طلاق بانی پڑی۔ الیکٹریس کے تمام مالی حقوق قائم ہو گئے۔ سواتے اس کے کمر و عدت کا رد ٹی پکڑا دے۔

گواہوں کے درود اور اقرار کرنے سے بعد تو کوئی بات ہجی باتی نہیں رہ جاتی۔

## سوال :- (الیضا) سود

تجارت میں زید بخ کے ساتھ دہ بزار کی رقم شریک کرتا ہے اور معاملہ یہ ہوتا ہے کہ تجارت سے جو صاف چوکار برداشتیا جائیگا مگر بعد میں بخ بختے برادر منافق دینے کے سالانہ منافع دوسروں پر دیکرتا ہے۔ حالانکہ تجارت سے صاف کم و بیش حاصل ہوتا ہے ایسی صورت میں دوسروں پر بطور منافع دینا جانتا ہے یا نہیں۔ ایسی تعینہ رقم پر بخ کی تعریف صادق آئی ہے یا کیا؟ برادر کرم ہر دامور کر متعلق احکام شرعی سے مطلع فرمائی۔

## جوابیت :-

فعل چیز حساب سے لینا چاہئے۔ حساب سے قطع نظر کر کر کوئی قسم تعین کر لینا سود کی تعریف میں داخل ہے۔ یا ان الگ بکر دو سو روپے اس خیال سے ہے رہا ہے کہ فی الوقت، اس کا اندازہ اوسط لئے ہی قلع کا ہے اور ارادہ یہ ہے کہ آئنہ کی وقت پورا حساب کر کے جس کا جتنا نکلے گا اسے اتنا سے دیا جائے گا تو کوئی صرف نہیں

## سوال :- از عبد الغفور شیخ اسماعیل۔ خلع کا درود

## مفکود الخیر شوہر

مفکود الخیر شوہر والی بیوی کتنے سال تک اپنے شوہر کا انتشار کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے؟ یعنی کوئی والی بیوی اور بہن بچوں والی بیوی کے لئے کیا حکم ہے؟

کیونکہ یہاں پر ایک عالم ہیں، ان کا ہنا کہ مفکود الخیر شوہر والی بیوی کو پڑنے شوہر کا انتشار پورے تو شے سال تک کرنا چاہئے۔ اس کے بعد دوسرا نکاح کرنا چاہئے۔ اس سے کم مدت میں

سوال :- از لم - داعی۔ علی سید رضا بادگن۔ سخن وغیرہ۔

قرآن اور حدیث کی روشنی میں (۶۷) حمامی (Palmis) کی حقیقت اور حیثیت کیا ہے؟ دیکھ کر لایک (Like) (Palmis) کے بیان کردہ دلائل اور حالات کی حد تک درست اور صحیح پڑھتے ہیں۔ میرزا قاسم علم جہاں تک رسائی کرتا ہے میرزا علی خیال ہے کہ ایک سہان کو دھارا (Palmist) پر اعتقاد نہیں رکھنا چاہیے۔ پھر بھی اس سلسلے میں مفصل علم نہ ہونیکی بنا، پر کوئی نقطی قیصلہ نہ کر سکا۔ امیکن اس سلسلہ کو واحد کر کے قصیضی روشنی دیاں گے۔

## جوابیت :-

پامسٹری (علم الہدی)، الیکٹری اور جمنی علم ہے۔ اس کی دو ہوئی صلوکات جزوی حد تک درست بھی ہو سکتی ہیں۔ لیکن اسلام کا امراض یہ ہے کہ وہ ہر اس علم و فن کو ناپسندیدہ قرار دیتا ہے جو افراد کی آئندہ زندگی کے احوال دعاویات کی تھیں۔ میں بھی گوئی کرتا ہو۔ ہاتھ کی لکیر دیا ستاروں کی رنگارے معلوم کی چونی بعض بالوں کا درست ثابت ہو جانا غیر ممکن نہیں ہے۔ اور اسلام کا یہ دعویٰ نہیں کہ اس طرح کے ذرائع علم چیزیں سونی صدی قططہ ہوئے ہیں۔ مگر وہ انسانی جذبات قوت فکر اور قوت ماذی کو افراطہ تفریط اور امتنان سے محابت کے لئے اور خدا کی قدرت کا لام پر مکمل ایمان رکھوائے کے لئے اس طرح کے ذرائع علم سے پرہیز کی تعلیم دیتا ہے۔ دلائل شاہد ہیں کہ سخن و اسٹری دیغرو سے ہمیشہ انسان نے اُنکھے ختم اور انتشار ہی پایا ہے۔ دنیا سے ونگٹ بو کاسار انظام ہی حقیقت میں متقل میں لاطی اور غیر مسبکے بھرپور پرفاہم ہے۔ اگر لوگ آئے دلائل حالات و دلائل سے پہلے ہی باخبر ہو جائیں تو اسی علم اور الفرقی اور بذریعہ پیچھے کے سار انظام اعلام درکم بریم ہو جائے۔

## سوال :- ارجمند علام حجی الدین۔ ضلع راچور۔ خلع

ہندہ اپنے شوہر سے خلع حاصل کرتی ہے۔ اس سلسلے میں ایک کاغذ بطور خلع نامہ ترتیب اور تکمیل پاتا ہے۔ جس پر ہندہ اور گاہوں کے دستخط بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر شوہر اس کا غذ خلع نامہ پر دستخط کرنے سے انکار کرتا ہے۔ الحی حمورت میں خلع کی تکمیل ہو جاتی

عیوبوں کے ساتھ اس میں ایک آدھ صفت الی بھی ہو جو انسان کو فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ لیکن سوراخنزیر، کی نجاست میں تو استاد ہی نہیں۔ نہ اس میں آج تک کسی مقید صفت کا پتہ جلا ہو سا ہے اس کے کراس کا گوشہ شرم و حیلے کے نازک احساسات کو گند کر کے بے شرمی اور بے جماعتی پر اعتماد کرتا ہے، جبکہ اللہ سور کھانے والی اقوام کی حالت میں الہمن انس ہے۔ سور کی شدت حرمت کی

### سوال:- (ایضاً) بیوی

مسلمان بیوہ سورت کو اپنی زندگی میں زیور اور اچھ رہنگیں کرنا ارشیں وغیرہ پہنچا تریزے یا ناجائز ہے کیا خاوند کے مرجبانے کے بعد سورت الگ نکاح نہ کرے تو کیا اس سورت کو زیور اور رنگیں پڑے وغیرہ پہنچا چائیے۔ یا تازہ ندگی اپنے خاوند کے سورگ میں بھی دن گئیتے۔ اور کامے پڑے وغیرہ پہنچا کرے۔ یا نعمت گذارنے کے بعد اس کو ہر طرح کا پہنچ کی آزادی ہے یا کیا؟

### جواب:-

بیواؤں کو زندہ درگور کرنے والے قوانین کسی اور نہ ہب میں ہوں تو ہوں اسلام کو ان سے کوئی تعقیل نہیں۔ اسلام نہ لے تو بیواؤں کو نکاح کر کے انسانیت کی زندگی لگدا رہنے کی تعلیم دیتا ہے، نہ نکاح کیا جائے تو اس کی طرف سے بیواؤں پر کوئی خاص قدر عن نہیں۔ ایک محدود دائرہ شرم و جیا میں رہ کر وہ ہر جا تر لباس اور زیور استعمال کر سکتی ہیں۔ پیر شریٹ کے ان کی زینت اور آرائش کی خصی فساد کا ذریعہ نہ بنے۔

### سوال:- (ایضاً) مشترک فضلالت

ہمارے بیان روایج ہے کہ برات جب آتی ہے تو اس کی پیشوائی کے لئے عورت ایک دھات کا برتن لے کر اس پر چھوٹا سا برتن اور رکھ کر اس میں برگ نیم وغیرہ ڈال کر جاتی ہے۔ اور برات والے اس میں روپیہ ڈالتے ہیں۔ یہ رسم اکثر مہنڈ و لوگوں کی ہے۔ جس کو سایہ لکھتے ہیں۔ اس کے بعد وہاں کی آرٹی آناری جاتی ہے۔ کیا یہ چیزیں شرک ہیں یا درست ہیں؟

### جواب:-

بوقصیل اپسے بیان فرمائی ہے اس میں کوئی چیز شرک نہ

نکاح جاتر نہیں۔ اور وہ اس کی سند میں درج تھا، عالمگیری اور شریج و فتاہیہ مکے حوالے پیش کیتے ہیں۔ لہذا اب آپ سے لگدا رہ یہ ہے کہ فقہ خفیہ کی روایت کی متفقہ الخبر شورہ والی بھی کو دروسرا نکاح کرنے کے لئے پورے نوٹے سال انتظار کرنا پڑے گا؟ مگر اس سے کم تر کافی خفیہ میں جواز نہیں ہے۔ بر اول کویر اکثر کمی اشاعت ہے اس مسئلہ پر مفصل روشنی ڈالیں۔

### جواب:-

کوئی شک نہیں کہ متفقہ الخبر شورہ کے مسلسل میں ہائے بیان فتح مالکی کے مطابق فتویے دیا جاتا ہے۔ اور امام بالکل کی فہشتیں مذکور، انتظار چار سال ہے۔ لیکن صحیح شرعی فحیصلے کے لئے صرف اتنا ہی جانتا کافی نہیں ہے۔ بلکہ اسکو سا ہوتے ہی شرطیں اور مواعیم ہیں۔ جن کو مخون رکھنا ضروری ہے۔ ہمارے پاس اتنی نجاشی نہیں کہ تمام تفصیلات بیان کر سکیں۔ کیونکہ ان کے لئے کوئی صفحہ چاہیں۔ اس تفصیل کو جانتے کے لئے اعتمادی شریعہ معاویہ کی کتاب "الحیلۃ الناجیۃ" دیکھی جاتے تو مناسب ہو گا اس میں مذہب مالکی کی تفصیلات خود علماء مالکی سے فراہم کر کے جمع کی گئی ہیں۔ (کتاب اور دوسرے ہے)

**سوال:-** ازاں۔ یہ مسلمان احمد۔ مادہ اڑ۔ سُو و خنزیر یہ درسی حرام چیزوں کے ملادہ سور و خنزیر کو کیا خصوصیت ہے کہ تمام حرام چیزوں سے زیادہ محیں مانا گیا ہے۔ اور اس کی مسلمانوں کو قسم لکھتی ہے۔

مسلم مہنڈ و گاٹے اور مسلمان کو سور کی قسم اسیں یہ کیا کروں ہے کہ اس کے مقابلہ میں لکھا وغیرہ بھی تو حرام ہیں مگر سور کو کیوں خصوصیت حاصل ہے؟

### جواب:-

سور و خنزیر کی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن کریم نے نام لے کر ان کی حرمت و قدامت بیان کی ہے۔ اور دوسرے درج میں احادیث، کی تصریحات ان کی نجاست و خلافت پر شاہد عمالوں ہیں۔

سُو کی نجاست اگرچہ احادیث سے ثابت ہے۔ لیکن بعض حالتوں میں اس کے پاسے کا جواز بھی ہے۔ کیونکہ ہزار

آپ بتائیے کہ آخر انسانی اقتصاد اور زمین آسمان کا فرق کیوں ہے وجب کہ دونوں ایک ائمہ اکرم رسول ایک کتاب کو ملتے ہیں۔ اس شکش سے عاجز اگر جم کھے پڑھے مسلمان آہستہ آہستہ اسلام ہی سے تنفس ہوتے جائیں اس کی ذمہ داری کسی پر ہے کیا قیامت کے روز علماء کرام اس جواب دیتی ہے بچ جائیں گے؟

### جواب ۱۵:-

بھی اس وقت تھا نہیں کہ مولانا ابوالیث نے دو شکے بالخ سیں کہاں کیا الھا ہے۔ آپ نے ان کے الفاظ انقل نہیں کئے بلکہ مراد یعنی تحریر خواستے ہیں۔ حالانکہ اگر الفاظ بھی تعلق رکھاتے لئے نام زد کر لیتے جائز ہیں۔ اگر لڑکی کا عقیدہ ہے تو ایک ورزد و حلقہ یعنی چاہیں۔

جھٹ نہیں کی جاسکتی تھی۔  
دوٹ۔ یعنی راستے دینا جائے  
خود کوئی اچھا ہمارا فعل نہیں۔  
اس کے پچھے یا پردے ہونے کا

### بہشتی زیور مکمل و مدلل

#### رعایتی قیمت میں

غیر مجلد کی عام قیمت پن روپے ہے لیکن ہم سو روپے پر  
میں طلب فریبی۔ (مجلد درد، مجلد پن روپے کاغذ عمارہ۔  
لکھائی چھپائی روشن۔ حواشی تھقفات۔ تمام نئے پرانے اضافات  
ہم رشتہ۔ جلد طلب فریبی۔ ممکن ہے بعد میں یہ تین روپے  
کی رعایت نہ مل سکے۔

#### پتہ دل مکتبہ طلب ذاتی

مکتبہ جلی دیوبن (دیوبن)

مسلمان بدارت خود بیکارڈ ہے۔ اب  
علماء کرام حکومت سے احتجاج کیوں  
نہیں کرتے کہ یہ بیکارڈ کا سعادت نفلت ہے؟

### جواب ۱۶:-

کاشیہ بھیں وغیرہ کو شریعت نے قربانی کے باب میں ست  
بکریوں کے برادر ہے۔ چند حصے قربانی کے لئے اور چند عقائد کے  
لئے نام زد کر لیتے جائز ہیں۔ اگر لڑکی کا عقیدہ ہے تو  
ایک ورزد و حلقہ یعنی چاہیں۔

سوال ۱۶:- (ایضاً) ایں چیز؟  
قربانی کے لئے شریعت

کا حکم صاحبِ فضاب ہے۔  
اور حکومت کے لوگ بھتی ہیں  
کہ اگر لڑکہ سالِ غمڈ قربانی  
نہیں کی تو مصال بھی نہیں  
کر سکتے ہو۔ لیکن کوئی بکارڈ ختم  
ہوگی۔ حالانکہ صاحبِ فضاب

مسلمان بدارت خود بیکارڈ ہے۔ اب

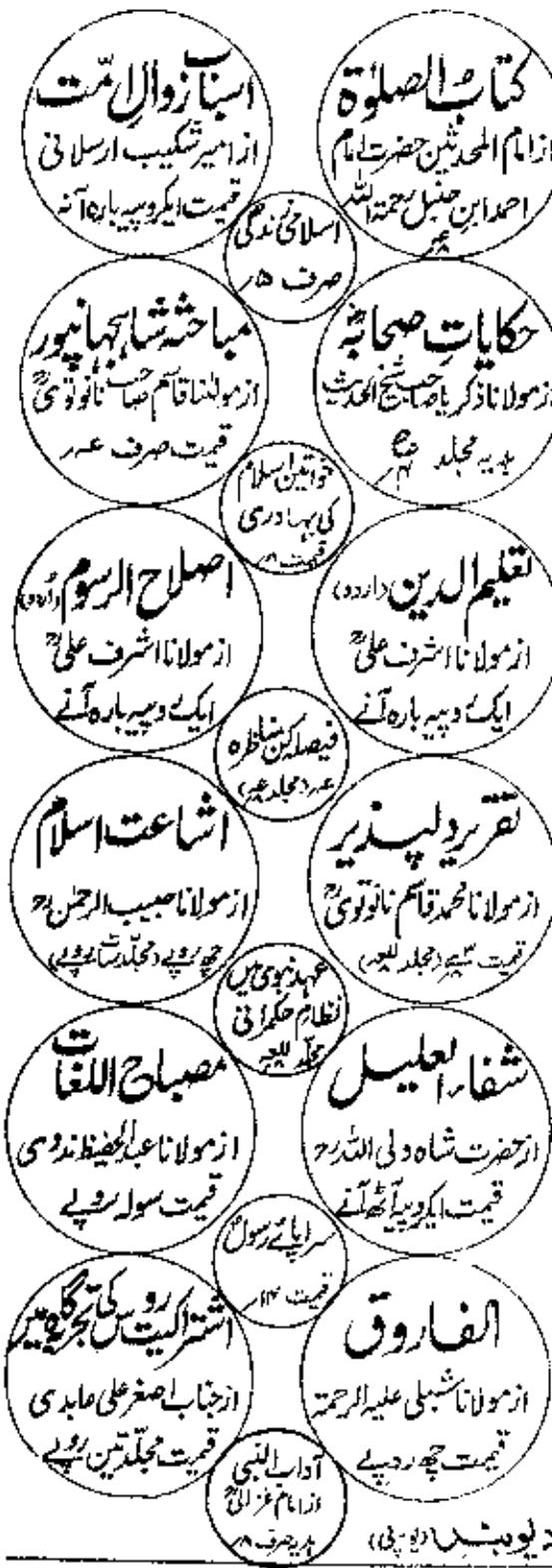
علماء کرام حکومت سے احتجاج کیوں  
نہیں کرتے کہ یہ بیکارڈ کا سعادت نفلت ہے؟

### جواب ۱۷:-

ہم سے یہ سوال کیوں کیا جا رہا ہے۔ پوچھتے تو ان محترم حضرات  
سے پوچھتے جو مراجح حکومت کے رازدار، حرم اقتدار کو مجیدی  
اویز دان سیاست کے شہروار ہیں۔

سوال ۱۷:- (ایضاً) ووف

جماعتِ اسلامی ہند کے اسی زیورِ الیث صاحبِ لکھنؤی کے  
نحو نہیں اسی کا ناط۔ اور نہ ازروے شریعت کسی کو دوٹ دیا  
جا سکتا ہے۔ شاید دوٹ کو انہوں نے شرک بتایا ہے۔ لیکن  
جمعۃ العلماء کہتی ہے فلاں پارٹی کو دوٹ دد۔



بے شک ایک بھی قرآن: ایک بھی اللہ اور ایک بھی رسول کو دونوں  
ملئے ہیں یعنی جو طرح ایک دوسرے کا نتایج سے دریل گاڑی کیسی  
کی ہیں پچھے جاتی ہے۔ اسی طرزِ فکر کی سعیدی کی تبدیلی ہے  
محنت نتائج پہنچا کرنی ہے۔ چنانے ہلا رہا نہ صرف حاضر میں بھی  
اسلامی القراطیب کی دعوت کے ایک سر سے تو قال ہی ہیں۔  
وہ باطل سے منقطع ایک اس کم جھوٹے اور مفاہمت کی یا لیسی کو  
آج کی سب سے بہتر پاریسی پکھیں اور دین و نہب کو قوی نقطہ  
تھے دیکھتے ہیں۔ اس کے برخلاف جماعت اسلامی ایک سلسلہ  
انقلاب کی داعی ہے اور حق و باطل کو اپنے اپنے مقام و حیثیت میں  
حدا تھد اسے میں دیکھنا چاہتا ہو ہے۔ وہ باطل کی غالیت قوی اقدار  
کو اٹل اور ناقابل تبدیل تصور نہیں کرتی۔ بلکہ اس کا تھیں ہر کو  
اسلامی اقدار فی حل و ذہب اور نا غالب و قوی باطل اقدار کو نہ  
پیش کی الہیت رکھتی ہیں۔ وہ دین و نہب کو قومی نہیں اس کی  
نقطہ نظر سے دیکھتی ہے۔

لما طاقت اور طرزِ فنکر کا بھی بیان دی اور اخلاف ہے جو آجے  
چل کر مختلف سالیں وہیں ہوتے ہیں رونما ہوتا ہے اور دیکھنے والے  
حریان رہ جاتے ہیں کہ ایک بھی دین کے ماننے والے کس طرح ایکسر  
دست و گیریاں ہیں۔ ہم یہ ہمیں پہنچ کر علمات کرام سے مطلع ہیں  
ہیں۔ لیکن یہ صورت ہمیں کے کہ ناتسب رسول کی حیثیت میں اُنھیں  
اپس کے اتحاد و اخوت پر توجہ دی جائیتے۔ تقاض و افراق پوری  
قوم کی بذکت ہے اور جزو قوم کی حیثیت سے خود ملنا بھی اس کی  
سے بچ نہیں سکتے۔ جماعت اسلامی کے افراد کو مطعون و مغور بناؤ  
الگدہ یہ ہمیں کہ اس سے ان کے وقار کو کوئی فائدہ پہنچ کا تو یہ بالکل  
ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص لپٹنے ہی جسم کے کسی جھیٹ کو دعا ادا نہ کر  
یہ سمجھے کہ اب اس کے بے داع جوہ کا سن نہیں ہو گیا ہے۔

# مکتبہ مسٹر مسیح نے کافی مہینے

## از مکلاں العرب ملکی

کیا ای سراج کی خاطر آنحضرت لوگوں کو تعلیم کی صیحت اور دین سری  
سیں بنا کرنا چاہتے ہیں؟ اگر یہ مقصد ہے تو ٹرانساقلوں مقصود ہے  
کیونکہ اچھے خاص انسانوں کو پڑاکھا کر جاؤروں کی طبق تکمیل کیا جائے  
تھے لیکن یہ تھے کہ آپ اخیں دیکھی جاؤں میں اور جعل و فریب کی  
تعلیم دیں۔ مذہب سے قطع نظر کیلئے کے بعد ان چیزوں میں کوئی  
صیب نہیں۔

اور اگر منہب سے بالاتر ہے تو آپ تک شہب  
نہیں ہے بلکہ یہ سلسلے میں کہ ہر ذہب اعلیٰ دوسرے ذہب  
طاولوں سے تھے جیسا کہ داد داری اور الصافف کا سلوک کریں تو آپ  
کے مخرب ہی فکر، آپ زندہ ہاڑ۔ لیکن گوریان میں مدد اور رجھی  
رکھی یعنی کوچ احبابات آپ پڑھا رہے ہیں کیا ان میں اس پاکرہ  
تعلیم کا کوئی نہیں تھا پہلے ملتے ہیں؟ تو ہاتھوں ہی خراپیں شوں  
اور ہوتی دنیوں کے لئے توجہ کے دلیں کے دری قدر ای ہست  
کافی ہیں۔ آپ نہیں نہ تھے اٹھاتے ہیں۔

تاریخ نوشت کیم نومبر ۱۹۶۸ء۔  
چناب کے وزیر تعلیم جناب شریعت نواز نے نسید مالاچی  
بیڈ ماسٹروں کے۔

”تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ انسان میں اتحاد و اخوت کا  
جذبہ پیدا ہو۔ اور وہ ذات پاٹ اور بہادری  
سے بالاتر ہو جائے۔“

شہب بالاتر ہو جاتے۔ نصرف مذہب و قومیت، بلکہ  
اویمت و انسانیت سے بھی۔

جناب وزیر اگرچہ مجھ آپ کے نزدیک تعلیم ہی ہو  
تو مقولیت کا تقاضا ہے کہ اس تمام اصحاب تعلیم کو چھاڑا لئے جو  
آج آپ کے اسکوں میں پڑھا یا جارہا ہے۔ اس اصحاب میں اور  
چلے گئی ہی خوبیاں ہوں۔ لیکن یہ اپنے پڑھنے والوں کو مذہب و  
اویمت سے بالاتر ہونا چاہیں سکھانا۔ بلکہ سڑج و دوامیج طور پر اکثریت  
کے مذہب و پکھ طرز فکر تحریکات اور عقائد کو دل و داغ میں رکھا ہو  
اور دوسرے مذاہب کے تقدیس کو بے صرفاً پاولیلوں اور غلط  
ہیانیوں سے نصرف بخود بلکہ کردار لائے۔

پھر اس اصحاب کو بھی چلنے دیجئے۔ آپ جو فرمائے ہیں کہ  
مقصد تعلیم صرف اخوت و اتحاد ہے اور مذہب و قومیت بالاتر  
ہو جانا ہی سراج تعلیم ہے تو آپ خورسے دیکھیں ہے پڑھنے کے،  
اور جاہل و اچل جاؤروں میں یہ خوبیاں کافی مفتک پائی جائی  
ہیں۔ جاؤروں کا کوئی نہ ہب ہیں۔ وہ مذہب و قومیت سے  
بالاتر ہو کر ایک دوسرے سے متفہیں، ایک دوسرے سے محبت  
کرتے ہیں، اور پوچھتے ہو وہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ تو

۲ نومبر ۱۹۶۸ء۔ خبر ہے کہ اتر پردیش سرکاری دوسرے  
پانچ سالانہ پلان میں اپنے پانچی ڈیپارٹمنٹ کی سرگرمیوں کی توسعہ  
کے لئے دو کروڑ روپیہ صرف کرنا تجوہ چکیا ہے۔ اور ان سرگرمیوں کا اندر  
بجلتے تعلیم کے تفریج پر ہو گا اور تفسیر کا مقصد دیہات میں پھر  
سنکری کی تھامنا کرنے ہے اور سچاپنا بذریعہ تاج کانے اور ڈنڈ  
کے ہو گی۔

صنفی جذبات اور صنسی احساسات کو اچھا نہ بھٹکانے  
اور جگانے کے لئے خورت کا نایج کانا اگرچہ قوی تر جوک ہو اور کوئی

کا جوڑا اپنے کھیٹ کا نگریں بن جائیں اور رات کو بطور تغیریج  
جن شکمی پاس ہیں لیں، مسلمان اخیں یہ بھی تھے کہ اسلام اور  
مسلمانوں کے بارے میں چوڑا ہے ارشاد فرمایا۔ آپ اور میں کون  
چوتے ہیں اعزازیں کرنے والے۔

**کام روپر ۵۵ شمسی**۔ آئندھر صرف ایک کرم فراز قبولیز ہیں۔

”سچی سے خلائق میں میں آپ مولانا صاحبین بالجملہ  
ذلیل نہیں تو یہ کی خبری ہے۔ اب ذریحے پڑنے مولانا  
عید افغان مدرسی کی حکومت کی طرف سے جو کر کے  
آئے ہیں مزاج پر سچی کچھے اور ساتھی بھی مدرس کے  
محبکے بانی شیعہ احمد علی صاحب اور زائر بخت  
مدرس قاضی محمد سعید اللہ صاحب اور کعبہ مدرس  
کی سیر کچھے اور اپنے آثارات لکھئے۔

یہ آپ سے کہا گیا کہ مدارس میں مولانا صاحبین بالجملہ  
لعدیانوی کی خبری ہے۔ حضور! طائف فقرہ ان عالی مقاموں کی کیا  
خبریں ملتے ہیں جن کی خبرگیری خود سرکار عالی مدارکر ہے۔ چہ ملائی  
اور چہ ملائکا شور ہے۔ وچھے وچھے تو اس انقرہ الناس نے مولانا مظلہ  
کے بمارک سفر چج کی تفصیلات مقدسہ اس غرض سے پڑی ناظرین  
کی تھیں کہ ناظرین جان لیں کہ ہمارے علماء بھی اب روشن شیخ الارشاد  
جتنی ترقی کر گئے ہیں۔ اور حکومت بھارتیہ سیکولریہ کے قلب صافی  
میں اخیں شدید اہمیت حاصل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ علماء پیغمبر ایثار پیشہ ہے ہیں۔ کاؤن گاؤں  
چھر کو کامگیری کو دوڑ دلانا اور مد تل و مکمل فوجی بیانات کو کامگیری  
ہماشوں کو اول الامر یا دو دو کرنا ان کا پسیداشی ایثار ہے۔ اور اب  
اگر بطور ایثار حرف دس پاٹی ہزار روپے کے کھڑا روں سیل بلکہ  
لامبوں فرلانگ کا سفر اپنی سرکار کی خاطر کر دیا تو کسی کو یون ہر قسم  
ہے۔ جو انکج کو تو اب کا تعقل ہے تو وہ اخنوں نے بطور حدقہ  
بحداد سرکار کو دے دیا اور جہاں تک حلال و حرام کا تعقل ہے تو اب  
کامیخ ملاحظہ فرمائیں۔ اکثر علمائے کرام نے پیغمبر ایل اقتدار  
کی سنت کے پتے اپنے کاندھوں اور کھینوں پر رکھ کر ایثار کا ثبوت  
دیا ہے اور بارہالیوں درست کرنے کے لئے اخیں قرآن و حدیث پر

اندھا بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن چونکہ ہمارے روحاںی دلشیں  
میں بہت سکے لوگوں کے خیال ہیں تاچ گا نہیں ہی اہمیت رکھتا ہے۔  
اس میں ہم ذاتی طور پر اس بارے میں کچھ نہیں کہ ملکے صرف چند  
قفالا اپنے ایکٹھی طبقی بھائی لازمیہ نعل۔ ملے۔ ملے۔ ایں۔ ایں۔ جیسے  
نقش کرنے پر ہی ۲۳ اخنوں نے ایک روز نامہ میں اپنے مظہروں سے  
دوران ہیں لکھے ہیں۔ ان کے الفاظ ہیں:-

”لچ میشک ایک گھاٹہ، مگر تباہی کی اور دش  
سل جانے والی ہے۔ اندر نہ افراد اور قوتوں کو تباہ  
کیا۔ روم جیسی عظیم الشان سلطنت کی تباہی کا باعث  
یہ کلا ہوتی۔ بادی تو پہلے ہی ہر جگہ بوجو دے اس کے  
پر چار پر لاکھوں روپیہ صرف کرنا گواہ ایڈھن کی قبر  
کو تجزی سے مکھو دنے کے برادر ہے۔ کاندھی تو پی  
کے پیچے چور شاہ دریگی بوج پیچے جلی ہے۔“

اب فریادی، کیا خیال ہے؟ غالباً آپ یہیں رکھے یہ دہائی  
ہے۔ یعنی لاہور نگہدہ عمل وہاں ہیں۔ جماعت اسلامی کے جا سوس ہیں  
قریب پرست ہیں۔ وجہت پسند ہیں۔ بیٹھک آپ کا ارشاد تھیک  
ہے۔ مناسب ہو گا کہ لاہوری کو اسی ترقی پسند ہو جیم یا اسٹیڈیم  
میں لجا کر نگی خود قبول کے بت جوان لاکھوں میں ہوں گے اور  
اخلاط مردوں کے شاہکار دھکلائیں اور بھیجاں گے عزیزم تم کیا  
پر اسے خیالات لئے پھرتے ہو۔ اب آرٹ کا زمانہ ہے۔ تہذیب  
کا زمانہ ہے۔ فن کا زمانہ ہے۔ اب انسانی جذباتیہ پسند نہیں  
باندھتے جا سکتے۔ اب آزادی ہے۔ جمہوریت ہے۔ اخیرہ ہو فیروز

**کام روپر ۵۶ شمسی**۔ اطلاع ہے۔ ”احمد آباد کے جلسہ میں  
جن سمجھوں نے مسلمانوں کے خلاف نہ رہ افغانی کی۔ رہوں اکم  
کی شان ہیں اگر تھا نہ کلمات استعمال کئے۔ ساتھی ہندو راج کے  
عزم کا اظہار کیا۔“

اوچ! کامگیری کیا نماز پڑھتے؟ اسے بھائی جوں کا کام ہو  
دہ تو کسے گاہی۔ آپ ان کارناموں سے ناراض ہوئے پاکستان  
سندھا رہیتے۔ یہاں سیکولر ایتم ہے۔ جمہوریت ہے۔ آزادی ہے  
تھی۔ جھوں کو جہاں یہ تھی ہے کہ دن جس وہ کامگیری تو پی اور رکھنے

**۶ نومبر ۱۹۷۴ء:** - ریومنس کے قریب ایک ہلگے ہے جو کھنڈی دہ کی نے کہا ہے کہ بارہ بارہ جو میں سابق کے بعد گورنر کے، ان بھی پہلے ہیں۔ تو یہی خادش اس فریضہ خوش فہمی کے ساتھ پڑی آیا جب شناکہ صدیق ہمہ ری جناب راجندر پر شادمان حبہ پر انتہی نامہ ہے ہیں۔ ان کھنڈی کا رہ استدیو بند ہو کر گزرتا ہے۔ شناکہ ان جلوہ جانان نے سوچا کہ لاد سوچ غصت ہے کیونہ ان کا تھیڈا سما قسم رو بندیں بھی کر لے کر اس کی قوت بخود دی جاتے۔ پناپ سعی بخش ہری اور سطی پاک حضرت صدر دین بندیں بھی کچھ دیر رکھیں گے۔

اب کیا تھا۔ ذرہ ذرہ اپنے دہلما مردیا پکارا۔ اٹھا۔ وہ ستوں پر گھٹ بجا گئے۔ اپنے دین لکھ گئے۔ شاذ اور مستقبل کی تباہیاں ہوئیں پہاٹک کہ مرکز معلوم لا۔ سلامہ دار العلم ویو بندیز یکدن کی چھپی کردی تھی، اور با خاطریا بے خاطر طلبات کے اکٹم کو حکم دیا گیا کہ پوری اسلامی آن بان کے ساتھ جلوس کے کر جا۔ وہ در کا استقبال کریں۔ ہوا بھی یہی چلہتے تھا۔ دار الحلم ویو بندی کی روشن تھے اُنہیں زندگی میں پہلے بھی وہی ہو یہیکن زمانہ شناس اپنے بھن کی قیادت میں وہ عورتی نئی سے اب اُس تھی پسند یا میسری پر والی ہو چکا ہے جو بقول ملاد پیاسا زادہ ملتیں پالیں کہلاتی ہے۔ اسی پالیسی کے تحت اس کا توی ڈھنی دینی اسلامی ملی ملی فرض تھا کہ اپنے وطن کے سب سے بڑے اور الامس حصر الاعد و رزبة الجمیع، یعنی جناب راجندر پر شاد کاشاپان شان استقبال کرے۔ جناب نجیب یوم الشریف۔ یعنی تشریف آوری والی دن چشم ملائے جو نظارہ دیکھا وہ بڑی ایمان افراد اسلامی شان کی مطابق تھا۔ طلباء نے قطاریں باندھیں۔ عبارتیں لکھے ہوئے جھنڈے سنبھالے۔ تک سک سے درست ہوتے اور جلوس کی شکل ہیں۔ پھر ہوتے۔ ابھی وقت تشریف آوری میں کتنی لگتے تھیں۔ قبۃ نہ کساد لہ بھی نہ جانے کام بازا رہیا ہوا تھا۔ جاہریں فی بیبل اندرست کا کوئی ماحصل نہ کر کر اس کے ہوٹلوں پر یہ اختیار نہ کریں۔ تھا کہ ایک کانگریسی دوستی تھی کا۔

"حق ابھی بھارت کہہ!"

میں نے عرض کیا۔ "مرے بے بھارت کہنے سے کہنے کا

بھی پاؤں رکھنے پڑے ہیں۔ تب اُریج کے بعض ملارا بھی تو یہی حکم کے سفید پر لتر اس وحدہ بیش کے ساتھ تھوڑا اگلے مال کر جاتیں تو ایسا جیسے۔

وہ صنومنی کہے اور اس کے باقی وزارت کا معاملہ تو اس کا تذکرہ کوی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔ اول تو اُریج مل مذہبی ایک دکان ہے جس میں ہر قسم کی مخصوصیت اپنے میں ہے۔ وہ سوچ جس ملک میں پڑا وہ اسی کی خدا ہوں۔ گشت پرست کے بھی اور بے جان بھی۔ اُس ملک کے بیہنے والے کسی شخص کا صنومنی کہہ بنالیتاً گھوری مراجع کے میں مطالبات ہے۔ مجھے اور آپ کو اس پر کیا اعتراض اور کیوں جیرت؟

**۵ نومبر ۱۹۷۴ء:** - فرمایا ہمارے ذیر اعظم حاکم پر ڈنڈت نہرہ طال اللہ مسائیں۔

تمحکم دندر اور گرجا بلاشبہ عبادت کی گئیں ہیں لیکن بند بھی عبور نہ کا ہیں ہیں"

العظمی اللہ، بھارت نے ایک علم و ساتھ کی احمد بھی پوری نہیں کی ہے۔ اور اس پر ہمارے پر ڈنڈت جی کا پیٹھ طرانی اور یہ اسراہمیت، خداخواست اگر بھارت حصے اٹھیں ہم بنا لیا ہوتا تو ضرور بار پر ڈنڈت جی کہتے کہ آسمان کے اوپر بے شک ایک خدا ہے۔ لیکن اٹھی بھی خدا ہے۔ خط حقیقت میں پر ڈنڈت جی کی نہیں۔ بلکہ مشترقی رو حالت کاظمی مراجع ہی بالعموم ہو رہے کہ اُدی چاند سورج پہاڑ دیا اور ہر قریب ہر چیز کے اُسے سر جھکانا ہے۔ جس میں کوئی عظمت وقت اور انداز ہو۔ پنچتھی اپنے خیر ہی ہونے کی نمائش کرنے کے باوجود دخانہ اسی شرق کے سپوت ہیں۔ وہ خواہی خواہی ضرور بشارقی رو حالت کی لاج نہیں گے۔ درند پورپ کو دیکھئے، وہ جتنا جتنا میدان عالم د ساتھ میں اسے شرعتا جاتا ہے۔ آنا اتنا اس کے ساتھ داؤں اور مفکروں کو ایک آن دیکھنے کی عظمت دوخت کا احساس و شعور ہوتا ہے۔ اتفاق سے اگر پورپ کوی کسی شرقی ملک کا ذریعہ علم ہوتا تو اپنی ہیرت اگلیز ایجاد اور تحریر د ساتھ کریں ہوتے پر جمیع کا اعلان کریج کا ہوتا کہ لے لو گو! اسی شیزوں کو پوچھو۔ بھوں اور راکٹوں کو سمجھے کرو۔ بھوں اور سیکڑوں کو سمجھو۔ وغیرہ وغیرہ۔

بھوگئی۔ وہ بے اختیار ہوا:-

”کون جی؟ کونتے مولانا؟“

خواجہ نورت علی لستے ہیں آگے صرک گئے اور اب جواب کی ذمہ داری خواجہ کو چھپے آپڑی۔ جس نے لستے کھا لیا۔  
پیاسے گاؤں واسے! اگر کسی سپاہی کو مسلم ہو گیا کہ تم

استے جالی پر کو تھیں، بھی ہمیں مسلم کر آج تھاکے آن دا کام تھا۔  
ہمارا جو قشریت لائی ہے ہیں تو ضرور تھیں جیں پہنچا دے کا تھیں۔  
پوچھنے کی ضرورت بھی کیا ہے کہ کون آ رہا ہے۔ حب تھاکے دینی  
رہنماؤں کی فوج تھا اور آنکھوں کے سلسلے مارچ کر رہی ہی تو تھیں  
بھی تو لازم ہے کہ آنکھیں بند کر کے اس کا ساتھ دو۔ آئیں باہم کی تو  
کافر ہو جاؤ گے!“

دیہاتی اب بھی کچھ نہیں کھما۔ بولا:-

”میں تو یوں پوچھوں تھا کہ کونتے مولانا آئے ہیں؟“  
میں نے کہا:-

”اے مولنا سے بھی بڑے۔ ادو الامر!“

”آلو اسر!“ وہ بڑا ڈایا۔ ”جس سے آ رہے ہوں گے؟“  
سیرا جی چاہا سر پریٹ لوں۔ ان دھنقاروں کو اب بھی بھی  
غلط فہمی ہے کہ عملاء کو ارم صرف مولاناوں کا ہی استقبال کر سکتے  
ہیں، اور مولانا صرف جس سے ہی آ سکتے ہیں۔ نادان زمانے کے  
بdest ہوتے تھا ضوں اور دین و ایمان کی بدلتی ہوئی قدر دنوں کو  
بالکل نہیں بختے۔

غیر۔ یہ تو جلد مختصر تھا۔ خاکسار سرزیں دیوبند کی خوش  
بمحبی پر نازل گاؤں والوں کی چہالت پر خفا عالمیں دین کی نشانی  
وقت پر شاداں گھروٹ آیا۔ شام تک یہ تصوّر دل میں جسدا رک  
یہ جو لوگ باگ کہتے ہیں کہ مولوی لوگ عمل چھوڑ بیٹھے ہیں تو خدا کا  
شکر ہے ایکس اب بھر تو فتنہ عمل ہوتی ہے اور یہ توفیق الگ سوچیاں  
ڈگری بڑھی تو بعد نہیں کوستقلی قریب ہی ہیں احیا سے دین اور  
تجدد ملت تکمیل پذیر ہو جائے۔

لیکن دا حصہ شام کو بڑی ہی غم انگریز برستے ہیں آئی مسلم  
ہوا کہ جاپ صدور یونہن ٹھیکے۔ ان کی سیکر دفار موڑ کا  
دخول اٹھا تی ہوئی زن سے گذر گئی۔ اور قلبیں پر شوق سکتا

جس ملک کے صدر کا استقبال خود ناہیں رسول ہادیان دی جاتا  
شریعت پرفس نیس کر رہے ہوں اس کی قبیلے ہوئی سو فیصدی  
یقینی ہے۔ وہ جیتے گا اور ضرور جیتے گا۔“

وہ بہتے۔ تو بالکل لکھ لائے۔ بیوقوف نہیں ناداری  
بھی تو کوئی چیز نہ ہے۔

یہ ان سے جدا ہو کر بھابھیں کے باعث کا ایمان افسوس  
منظر غور سے دیکھنے لگا۔ اللہ اکبر کیا لفڑاہ تھا۔ قلوب حبِ الوہی  
سے سرشار۔ دلخواہ عظمتِ صدرست مولانا۔ روہیں تو میت عظمی کے  
اعلیٰ تین میں صریحت۔ چنان یوں یہ شیخ کر قال اللہ و تعالیٰ رسول  
پڑھنے والے زادہ و عابد یہ دن اعلیٰ میں شریوں کے سے مطراد  
اور دھمک کے ساتھ چلے جا رہے تھے۔ خاید ایکس کے لئے کسی

من پہنچنے لہا تھا کہ رات کے نمازی دن کے غازی۔ ان کے  
اس اسات جوان سکی فیضان اضافہ استقبال سے استے ہی پر جوش سمجھے  
جسٹے عربی روایات کے حاملین کے ہونے چاہتیں۔ ان کے چوں

پر زوق و شوق تھا۔ تر اگر تھی ہمیت وصل بہت تھی۔ میں بھرت  
ہوں اگر اس وقت انگریز رحوم زندہ ہوتا تو ان کا دیدہ تو ہمہ  
دیکھ کر تیرپاکستان بناتے ہیں بھاگ جانا۔ ان کے چوں پر جاہدہ  
مسرتوں کی تراویش بھی جو مقدس داڑھیوں میں گلباً بھی کیفیت  
پیدا کر سی تھی۔ وہ اپنے عظیم ہمان کے استقبال میں کشاں کشاں  
استے شوق و اہمیت سے جا رہے تھے کہ اختیار ان کے جستہ  
دھلن دوستی اور وفاداری پر جوان اللہ و الحمد للہ کیونکہ کوئی چاہتا

تھا۔ لیکن ایک خالدار اپنے جی کی یہ خواہی پوری نہ کر پایا اس کو  
قریب کے دنکھوں کی گفتگو نے توجہ انہی طرف کھیچی۔ ان دوہی ایک  
تو خواجہ نورت علی بخارا دی تھے۔ اور دوسرا ایک گاؤں والا۔  
گاؤں داۓ کے چہرے پر جبرت اور صریت کے سلے مجھے نقوش  
تھے۔ وہ بھی پیشی آنکھوں سے مجاہدین فی سیلِ بخارا کی مارچ  
کرتی ہوئی طوفانی فوج کو تکمیل رہا تھا۔ یہ کایسا سے پوچھا:-

”کون آ رہا ہے جی؟“

خواجہ نورت علی سے باتاں فرمایا:-

”مولانا راجہ در پر شاد و مظلہ العالی!“

کاؤں داۓ کے چہرے کی صرفت ٹکڑا کر جیرت میں جذب

ارمان اس وصولی میں مل گئے۔ وہ حسرتا و حسرتا، میں نے فٹے پھٹے سوں اور کاپتی پری ن زبان سے ان خبر سنانے والے بزرگ سے وجہ پوچھی تو فنسرا مایا کہ بھائی توجہ تو معلوم ہیں۔ جب شستہ خدا ہوتی ہے تو سب وحی بھی سب کچھ ہو جاتا ہے۔

**نومبر ۱۹۵۵ء:** — خدا نکھلے چاٹے دزیر اعظم پرست جواہر نہ رہ ہے عزم وہت سکے آدمی ہیں۔ بے رنگاری اور افلاس جیسی جو ولی حیزوں کی مزاج پری تو آپ پنج سال منصوبوں کا زرع کریں ہیں۔ قدرت کی علمی اشان و قوں کو بھی آپے یعنی خطر خیز کر دیا ہے۔ فرمایا۔ ”قدرت بدلتیزی پر اتر آتی ہے۔ ہم قدرت کو جنگ کریں گے۔“

تینور دیکھتے۔ طلفظہ دیکھتے۔ جمارت دیکھتے۔ جو صد دیکھتے۔ بیچاٹے۔ باائزنا اور امریک جسی زرد ادھلکت کے صدر پرست ہوتے بھی اور ایک بھی سب سے تھیمارہ رکھتے ہوتے بھی اپنی قوم سے کہتے ہیں کہ خدا سے دعا کرو۔ دعا کا ہفتہ منسا تو۔ یہ بزرگی ہمیں تو اور کیا چہے اس کے مقابلہ میں اس بھارت کے وزیر اعظم کی پرستہ مردانہ دیکھتے جو اس ابھی تک صرف ریلوے اجمن بنائے۔ جس کے باناروں میں بطور تین جنگ ابھی تک پڑھ کھلتا ہے۔ جس کے عام باشندوں کو ابھی تک میلی وشن کی زیارت تک نصیب نہ ہو سکی۔ اسی لمحہ کو وزیر اعظم نے جس تیز دادی اور جرأت کے ساتھ قدرت کو لالکارا۔ ہے اس پر ماٹا بھوٹی کے ذریعے زندے کو پکار کر کہنا چاہئے کہ۔

اے کاراز تو آید در دار چنسیں کند!

**نومبر ۱۹۵۵ء:** — ”ہندستان اور مصر ایک بھی سیاسی نقطہ نظر رکھتے ہیں۔ دو فون ملک ایک ہی تہذیب اور تحدیں کو شترک دارث ہیں۔۔۔۔۔“

جاستے میں آپ یہ سفیدی کج کس نے بولا؟ مصر کے نے سفر برائے ہند جناب ڈاکٹر مصطفیٰ کامل نے! آپ نے سفید جھوٹ تو کمی بارستا ہو گا۔ لیکن سفید بیج ذرا اتنی اصلاحی ہے۔ اس کا اصلی اور سپاٹائی طلب سمجھنا تو پیر غیر

دلایت پاس کئے دشکن ہے مگر بطور بزرگ صرف اتنا بھی لمحہ کر سفید جھوٹ تو پہنچتے ہیں، ہم اور آپ۔ تھوڑا رُگی خیر وغیرہ۔ اور سفیدی کچھ اسی بند پایا ہے بولی کا تام ہے جو پاچ مسے اوپر تجوہ اپانے والی مخلوق کے دہیں مبارکت برآمد ہوتی ہے۔ اور اتنی بُری خدشہ ہوتی ہے کہ ہم حصے بے مخواہ اور معلم علم تاریخے خلاف واقعہ بھٹکھیں۔ ملگر غزدار اور سچے العلم وگ اسی رجم جھوم کر کہتے ہیں۔ مجھاں اللہ ماشاء اللہ۔

تواب ملاحظہ کیجئے۔ سیاست کے ایک ہزار ایکس موایک نقطوں میں وہ کوئے نقطے ہیں جو صور و بھارت میں قدیم شترک کا درجہ رکھتے ہیں۔ فوجی افلاط ۹ پہانیاں ۹ طقوں و مسلسل ۹ زبان بندی ۹ استبداد ۹۔ ایک بھی تو نہیں۔ رہی تہذیب و تحدیں کی بحکایت تو اگر تہذیب تحدیں کسی خاص دلائی چوڑی کا نام نہیں۔ بلکہ اسی چوڑی کا نام ہے جسے ہم سوچی عقل دل تہذیب و تحدیں بھکھتے ہیں تو سوچتے اس کے کہ صوری صور سے بولتے اور کافوں سے سنتے ہیں۔

بھارتی بھی منصب سے بولتے اور کافوں سے سنتے ہیں مصری بیزوں کو چلتے اور ناک سے سوچتے ہیں۔ بھارتی بیزوں سے چلتے اور ناک سے سوچتے ہیں تو اسی شترک اور بزرگی کی تھیں اور کوئی تہذیب و تحدی بیزوں کو دریاں شترک اور بزرگی کی تھیں۔ لکھتے تماشے کی بات ہے کہ ابھی اخوان کے ہمہ کی شرخی بھی ماند نہیں پڑھنے پائی۔ ابھی ہزاروں مظلوم و گیکاری کی زندانیں تکب رہتے ہیں۔ ابھی رقصاصہ ظلم و جبر کے پانکوں کی جھنکاریں بھی خاموش نہیں ہوتی ہیں اور صور کے سفر مصر کو اس بھارت کے حائل اور جنگ بتکہ ہے جسیں جو صور کے مقابلہ میں کہیں زیادہ آئیں پسدار و اراد اور دسچ النظر اور جرحتی ہے۔ اسی کا نام ہے سفیدی کچھ اور اسی کو کہتے ہیں۔ جو چاہے آپ کا حسن کر شہزاد کرے!

محترم القام۔ ابھی صورب نژاد فرائیسی تہذیب کو آپ لپٹھی پاس لے رہے تھے قبیح۔ بھارت کو یہ تہذیب نہیں چلہتے۔ اور اگر آپ کو حکماں طبقے کے طرز کار اور انداز نکرسے یہ ایمید ہے کہ بہت جلد ہیاں بھی آپ یہ ایسی یورپیں تہذیب معرض و جو دیں آجاتیں۔ تو ایمید ابھی جلد کشی ہی درست ہو۔ لیکن جن میں امید کو نہیں واقعہ بنائیں کہ سفیدی کے سوا کہا ہو سکتا ہے؟

معترض ہوں یا اپنے کردار ہوں۔ میں نے کہا:-  
”بِدْلَانِ شَجَاعَةِ مُولَّاتَا۔ میں واقعی آپ حضرات اولیاء و  
علماء کی روحاںیت اور تصریفات کا اس درجہ تکی میں کوچولوں  
اقبال۔ تو جو چاہئے تو اٹھیں۔ صحوات میں جیسا ہے اسے یہ  
مودودی سمجھائے کیا جائے ہے۔ بعض کتابیں مضمون پاٹھن۔ پاٹھن۔ آپ  
حضرات چاہیں تو پھوکوں سے ان کا چراغ گل کر سکتے ہیں۔“

فرمایا۔ نامسل۔ اس طریقہ کو ہم پسند نہیں کرتے۔ عمدتاً  
تو ایسے ایسے ہیں کہ یہ بڑی بڑی فوجوں کے منہ پھر دیں۔ لگرم جاہنے  
ہیں کہ قدر ان وحدوں کے مجاز پر یہ اختیارات دیں تاکہ انہیں  
اور دوست کو معلوم ہو جائے کہ قرآن و حدیث کے طالب ان کے  
ہیں کے نہیں ہیں۔ اور اسلام کو سمجھنے کے لئے ہم اسے یہی آستانے  
پر اعتماد رکھنے کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر دیکھتے ہو دو کے  
ستان پر مودودی اسے بڑے عقلی گھوڑے دوڑاتے ہیں۔ اب حقیقت  
پرچھتے تو انہیں تیرہ ہی نہیں کہ سو دس کن چڑیا کا نام ہے اور آجھل  
کا ترقی یافتہ بنیک ستم کتی جو داگاں جیزی ہے۔ چنانچہ میں کتاب  
لکھ رہا ہوں فی الدین کتاب جو اسرائیلی۔ علی الشہم المودودی  
اسی طرح وہ مثل مرتد دجال اور زکوٰۃ وغیرہ کے مسائل پر پھیختہ  
دقیق میں سخت گراہ ہے ہیں ان سب سائل کی تفہیج اور زہنی  
کے لئے کتاب زیر تحقیق ہے۔ ال علامہ ولیحد ایت  
بالتفہیم والصوات۔ میرے ایک بہت جید عالم دوست  
ایک اور جامع اخونگ کتاب لکھا ہے ہیں مسروقات معاشرہ اسلامی  
علی الشہم فائز الملاعی۔ ایک اعلیٰ درجہ کی کتاب تیار ہو چکی  
ہے۔ انعدام فضوا مودودی بالدیشیم۔“  
محض پرچاروں میں روشن ہو گئے۔ واقعی حضرات کو ہرگز  
سے میدان ٹھیں دوڑتے ہیں۔ اور ہم جیسے ناکارہ کچھ بھی تو نہیں  
کر سکتے ہیں۔ عرض کیا۔“

”تب تو آپ حضرات کو ذرا بھی فرصت نہیں ملتی ہو گئی۔“  
”فرصت“ انہوں نے فرمایا۔ ایک کام ہو تو کہیں۔ پڑھا  
اللگ۔ بال پیچے الگ۔ سفر الگ۔ تعمیف الگ۔ تصنیفت اس  
وقت اس لئے بھی بہت ضروری ہے کہ کچھ گذشتے ہو دنستان  
ہیں جو تھوڑے سے بچھ کچھ مسلمان رہ گئے ہیں وہ بھی نہیں

۹ فروری ۱۹۵۶ء۔ ایک ذمہ دار ادیب نے لکھا۔  
”اردو کی بر بادی دیکھی نہیں باقی۔“  
دیکھی نہیں جاتی تو آنکھیں بند کر لو۔ بلکہ پھر لوتا اور بھی  
بہتر ہے۔ پھوٹلے جس ایک بھی فائدہ ہے کہ اور یہ سب نظر ادا کرنے  
بر بادی سے چھوٹا سل جائے گی۔ اگر بر بادی کی یہ آخری حد تو نہیں  
جو آپ سے نہیں دیکھی جا رہی ہے۔ ابھی کوئی منزہ نہیں بالآخر میں سنا  
ہو گا کہ زمانہ ماضی میں دشمن کی لاش کا سند کیا جاتا تھا۔ اور وہ جوں  
سچے چرچوں میں کا باوجود بعض رہیں بھی نہ ہے۔ آنے والی  
اس کی کوت نا بھی اسے کا اسے آپ کیسے دیکھ سکتے ہیں۔ پھر  
اس کا مسئلہ کیا جاتے ہا۔ تباہی کیوں نہ کر دیکھ لیں گے۔ خیریت  
اسی میں ہے کہ آنکھیں بھوڑتے ہیں اور ٹھنڈے ٹھنڈے مو جاتے۔  
”دعا ملینا“ اصل میں۔

۱۰ فروری ۱۹۵۶ء۔ مولانا قطب الزہابی خاقانی تحریر پر طلب  
شیخ۔ خاکسار نے پوچھا۔

”حضرت کہاں جا رہے ہیں اتنی تیری سے؟“ کہی۔ تو نہیں  
ملقات نہیں ہوئی۔“

فرمایا۔ اسے بھائی کیا عرض کروں۔ صروفیات  
بے حد بڑی ہیں۔ یہ کم جنت مودودیوں کی گوشائی آخر کرنی  
ہی پڑ رہی ہے۔“

میں بھرگا لیا۔ کیا کوئی نیا واقعہ ہوا؟“  
”نہیں تو فرمایا۔“ پرانا ہی کیا کم ہے جو تیر کی ضربت  
ہو۔ الگ ہم لوگ تو ہر زدستے تو یقین کیجئے ہتھ دیاں اور صعن و  
چاپان لیک اسلام کا وجود باتی نہ ہوتا۔ یہ مودودی زہر کچھ ایسا  
وہی تھوڑی ہے۔“

”یہ شک“ میں نے ادبے کیا۔ آپ اسی حضرات کے  
تصوفات و دحائی کے طفیل میں اور تو میں مودودی کو جس  
کی ہر اکھانی پڑی۔ اور اس حسر اپنے دھر لئے گئے۔ میر اتویں  
سچے آپ ایک دوچھے اور ہمچنہ لیتے تو معاملہ ہی صاف تھا۔  
مولانا شکوہ نے نظروں سے میری طرف دیکھا۔ تا یاد دہ  
اندازہ لگا رہے تھے کہ میں درحقیقت ان کی عظمت و قوت کا

است. لالہ بیس قرآن کی آرت بھی ہم رشتہ تھی لیکن ہیر عیقل چونکہ کافی کوتاہ ہے اس لئے خوش پوری طرح نہ مٹا۔ پوچھا:-

”کفار، حسن و نفرت میں ازدھارے فرق کون زیادہ ہے؟“

پرسہ مایا۔ ”آپ سمجھتے ہیں، ہزاروں ہزار اسلامیوں کے مرتد ہو جانے سے تو اسلام کے روے روشن پر کوئی داخ غائب نہیں پڑتا۔ لیکن یہ مودودیتی جوگراہ کن مقامات پھیلائے ہیں وہ اس درجہ خطرناک تھیں کہ اسلام کی ساری ہی عمارت ڈھستے جانے کا اندازہ پر جو ان کے فتنہ کو حسن و نفرت میں سمجھے۔ وہ تو احمد بن البکر کا بالٹ ہم جا!“

اب پرسہ نئے لئے تکمیلی آجی انہیں کلام تھی۔ اپنا سامنہ لئے چلا آیا۔

اور سبے حد تھوڑوں تکی کے بعد ہیری ہمیشہ خلیل آخر کار اس نیچے پر جسی کہ غالباً اللہ تیریاں نے نقیم کار کے اصول پر ہر ملک کے علماء کے لئے خاص ذمہ داریاں معین فریادی ہیں جن کے دائرہ میں مخصوص رہنمائی کا دینی و مدنی و قرض ہے مثلاً بھارت اور پاکستان میں فتنہ مودودیت کا استعمال تو ہیاں کے علماء کے ذمہ ہے۔ الگ ایک بھی مسلمان گمراہ ہو تو قیامت میں ان حضرات سے سوال پہنچا جائے گا اور خوبی تہذیب، روسی نظریات اور دھرمی لکھن وغیرہ کو فتویٰ کا استعمال علماء مصراطیت عرب کی ہی اور ملک کے علماء کے ذمہ ہے

ہندو پاک کے اگر ملک مسلمان بھی شہر ہو جائیں کمیونیٹی ہو جائیں انگریز ہو جائیں تو یا منکر کو علماء ہندو پاک سے کوئی سوال نہ ہوگا۔ بلکہ مصروف عرب کے علماء کھنچ پھریں گے۔ یا پھر یہ بھی ملک ہے کہ میوری ہبھی کے خاصحوال کے میں نظر اللہ تیریاں نے مودودی فتنہ کے سوا تمام فتنوں کے استعمال اور دعویٰت حق اور اقامت دین کی ذمہ داریاں فرشتوں کے سرداری ہوں۔ اس صورت میں علماء ہندو پاک کے صرف دو ہی کام رہ جاتے ہیں جو دو گریب ہیں۔ یعنی رہی مودودیت اور پیش پوچھا۔

اللہ تیریز سلا۔ مازنہ صحبت باقی۔

لمسہ اور حکم الاممۃ حضرت مولانا اشرف علی حفاظتی ہے جیات ایک اس کتاب میں ایسی ہمیشہ جیزیں شامل کی ہیں جن کو اختیار کر کے مسلمان کی زندگی صحیح بننے میں اسلامی زندگی ہو جاتی ہے۔ قیمت ایک روپہ بارہ آنے ہمارے مکتبہ تکمیلی دیوبند (روپی)

مودودی خلافت سے گمراہ نہ ہو جائیں۔ اخیں گمراہی سے بچانے کی علیم ذمہ داری ہم علماء کے سوچے۔ ہماری جان تک الگ اس رہستہ میں چلی جائے تو پرداہ نہیں تسلیمی تراں جان والی سبب پر مقدمہ ہیں اور ایک بھی مسلمان صراطِ مستقیم سے ہٹ لیا تو قیامت کے دن ہم سے سوال ہو جائے گا۔

”جزاک اللہ“۔ میرے صحیتے بے اختیار نکلتے ہے شک اپ حضرات کی ذمہ داریاں علیم ہیں اور آپ ہی جیسے حضرات کی علی مسرگر ہیں سے اسلام نہ ہے۔ مگر ایک ذرا ساقد میں میرے دل ہندے ہے اسے بھی دو رفرادیں آپ پر تھے۔

پوچھا۔ کیا ہے

عرض کیا۔ یہ ارتو بیرونیت کا اخبار ہے دمیں نے ہاتھ کا اخبار ان کی طرف پڑھایا، اسیں جانا گیا ہے کہ الحضور میں ایک ہزار مسلمانوں کی شدید ہورہی ہے جس کے لئے شدید کرنوالیوں نے ایک ٹھٹھے پارک کو انتخاب کیا تھا۔ یہیں حکومت نے ٹھٹھے پارک میں یہ کام انجام دینے کی اجازت نہیں دی۔ اس وجہ سے یہ کام غالباً چند دنوں کے لئے رُک گیا ہے۔ تاہم بہت جلد کی نہ کسی طریقے پر انجام پا جائے گا۔

مولانا نے اس بھروسے کا اخبار میں دمیں نے ہاتھ کا

”یہ خبر تو ہیں پڑھ چکا ہوں۔ بیرونیاں ہے کہ ایک ہزار مسلمان امداد جاہل پیش شور ہوں گے، وہ نہ ہرگز اسلام پھوٹنے پر تیار نہ ہوئے لیسے بیش شوروں کے ارتدار سے لمبٹ اسلام کو لطفانہ تعاملی کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔“

میں نے پوچھا۔ تو کیا آپ لوگ اس مسلمان میں کچھ نہیں کر رہے ہیں؟

پرسہ مایا۔ ہمیں کیا ضرورت ہے کرنے کی۔ قرآن میں حق دہانی کفر و اسلام کو واحد تھا۔ اب انکھوں کے اندھے خواہ گمراہی کے فارمیں گریں تو ہم کیا کو سکتے ہیں۔ ہماری بلاسے وہ تمہیں جسیں۔ اس حکمتم کا نت مذہب اداۃ العطا عین مکاتب الائیتیجت فیہا احتمال۔ کایدہ و قوں فیہا برداڑاً و لہ شوائب الائیتیجت حکمیہماً و نفیہماً ایجڑاً و قنائی۔“

بات سول آنے شہید تھی۔ اور ٹھٹھے کیوں نہ ہوتی جب

اس اس عربی :- بلاستاد کے عربی سکھائیوںی جدید الطبع کتاب صور صحیح المطابع کو اچھی نہیں اہتمام سے شائع کیا ہے۔ مکتبہ قیادی و مہندس طلب فرمائی تھیت

شهرہ آفاق

## تفسیر بیان القرآن

علم الامت و اللہ اشرف علی کی مشہور فتاویٰ تفسیر محتاج تعداد  
نہیں یہ اسی سند باتی کی اور اسی مقول ہرچی کہ بعد اکثر غصہ  
نے اسے بخوبی تفسیر کی بنایا ہے اسی صرف میں ترجیح دو دعہ غصہ  
ہے بلکہ خواشی پر تشریح لفاظ بھی ہے۔ اور ہم ایسا کہ محتلقہ کسی  
محاجی سے کوئی تفسیر بقول ہو اسکا بھی تذکرہ ہر جو علماء محدث  
وکارۃ حفید گز کاغذ سازی پر ایکل باہم جمع  
کیا رہا اس طبق پڑے (جلد دو جلد پنجم شتر و پنجم)

## تفسیر ابن کثیر (اردو)

کون باخبر مسلمان ہے جس نے اس شهرہ آفاق تصنیف کا  
نام نہ سنا ہو گا مژہ وہ ہو کر کارخانہ "اصح المطلع" نے اس خط  
تفسیر کا سلیس اور در ترجیح آیات حسن و خوبی کیسا تحریک شائع کر رہا  
ہے۔ پاچ جلد و پنجم مکمل۔ مجلہ قیمت پنجم ۱۵۳ روپیہ۔  
(دریں جلد ملحدہ ملکہ بھی مل سکتی ہے)  
جلد طلب فرمائیں

ایک سرکاری ادارہ کتاب

## حدیث و قرآن

مشہور تفسیر "تفسیر حقانی" کے صفت تو اللہ عبد الحنفی حدیث دہلوی کی  
حدیث و قرآن کتاب وہ ہے جس کی توصیف میں علامہ اوز شاہ صحت  
و عظیم الشان کتاب وہ ہے جس کی توصیف میں علامہ اوز شاہ صحت  
جیسے علامہ نے یہ الفاظ لکھے تھے کہ اس کی نظر الگرچہ مکمل ہے مگر واقع نہیں  
ہد اکی ذات و صفات، تائیق ملائکہ حضرت اور مسیح، قبریت، دو زخمی، بیوت  
والہم، بھی کی رو حادی قوت وغیرہ کی توضیح و تشرح، قرآنی علوم و اصطلاحات  
بیان نہیں۔ اس مختصر کتاب  
میں تمام دعائیں مع ترجیہ  
صفحات شکلاں کا غذہ الحکایتی چھپائی سبب ہیماری۔  
تمدن و فنا کی درج ہیں قفت  
تمدن ایک دوسری  
تمدن ایک دوسری

## البيان فی علوم القرآن

مشہور تفسیر "تفسیر حقانی" کے صفت تو اللہ عبد الحنفی حدیث دہلوی کی  
تمام دیناوی مقاصد کے لئے  
قرآنی دعائیں جس قدر مفرد  
و مورثہ سکتی ہیں وہ محتاج  
بیان نہیں۔ اس مختصر کتاب  
میں تمام دعائیں مع ترجیہ  
صفحات شکلاں کا غذہ الحکایتی چھپائی سبب ہیماری۔  
تمدن و فنا کی درج ہیں قفت  
تمدن ایک دوسری  
تمدن ایک دوسری

## قرآنی دعائیں

تمام دیناوی مقاصد کے لئے  
قرآنی دعائیں جس قدر مفرد  
و مورثہ سکتی ہیں وہ محتاج  
بیان نہیں۔ اس مختصر کتاب  
میں تمام دعائیں مع ترجیہ  
صفحات شکلاں کا غذہ الحکایتی چھپائی سبب ہیماری۔  
تمدن و فنا کی درج ہیں قفت  
تمدن ایک دوسری  
تمدن ایک دوسری

## شہادۃ الاقوام

مصنفہ حکیم الامت بیوی الملکت حضرت رسول اللہ اشرف علیؐ  
مسنون فی الرسم نداہب عیسائی، یہودی، ہندو  
اور یونانی ملکہ وغیرہ کے شاہزادیں قلم کے مختارین  
جنہیں اسلام کے فضائل اور ترقیات کا افراد ہے  
جمع کئے گئے ہیں۔  
قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے ہر در کاغذ وہ

## شیخ الاسلام امام خرازی کی شهرہ آفاق تصنیف

بکیا ہے سعادت کا اُردو ترجمہ

## اک سیرہ براہیت

اپ سیم سے طلب فرمائی تھی، اپ کا دینی مطالعہ تقویۃ تاشنہ  
ہے چاہا اڑاپ اس سرکاری ادارہ کتاب کو ملاحظہ نہیں فرمائیکے کافر  
کتابت و طباعت سبب ہیماری۔ قیمت مجلہ نیجہ پنڈڑہ روپیہ۔  
(غیر مجلہ سائبنسی بارہ روپیہ)۔

# ختم نبوت کا شافعیہ

## خود فرم رآن مجید سے

بیکار اس کی تحریر کے کوئی غصہ کمی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور ہر جس زادے اُس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک درجی ہے جس کی تحریر سے الحدی خبروت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُستاد ہونا لازمی ہے۔ اور اس کی تحریر اور ہمدردی نے اُستاد کو ناقص صافت پر حکومت پا نہیں چاہا۔ (حقیقت الوجی ص ۲۳۷ مصنف مرزا غلام احمد قادریانی ص ۱۸۰)

خاتم النبیین کے باشے میں حضرت حق موسوٰ در مراضیام احمد صاحب نے فرمایا کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہے کہ آپ کی تحریر کی تحریر کی خبروت یعنی صحت ان نہیں ہو سکتی۔ جب تحریر لکھ جاتی ہے تو وہ کاغذ مند ہو جاتا ہے۔ اور صدقہ کی مدد گھاجاتا ہے۔ اس طرح اُنہیں کی تحریر اور تصدیق جس خبروت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔ (ملفوظات احمدیہ حصہ ۲۹۔ مرتباً تحریر مختصر اہلی صاحب دیانتی۔ لاہوری)

لپسر یقیناً ہائیتے محالین میں مولوی صاحبان نے خاتم النبیین کے معنی پہنچتے میں سخت غلطی کی ہے۔ آپ خاتم النبیین ہیں مگر انہوں نہیں کہ آپ کا وجہ با جو دفعہ نہیں کی ہے۔ جو قصہ آپ کو قریباً اور غصیٰ نہیں کو کامل طور پر اپنے لدن پیدا کر کے بیگنا اور انہیں دی جائی اس اسی است بس ایسا ہے اس کی تحریر پر پڑھ لگا کہ ایک دن جو اس اور صدر نہ ہو گا۔ ایسے تحریر کی خبروت پر آپ کا وجہ با جو دفعہ نہیں کی تحریر کے کامیاب ہے۔ اور خاتم النبیین سے صدر کو یا آپ کی تحریر سے بھی یہ ہوتے رہیں۔ المرتب

اس عقیدہ کے بطلان میں قرآن کریم ہی سے دلائل پیش کرنا چاہتا ہے۔ لیکن پیش اس کے کہیں اپنے دلائل پیش کروں۔ مناسب علمون ہوتا ہے کہ آپ پہلے ان یہی کے دلائل کا مطالعہ کر لیں جو درج ذیل ہیں۔

**۱۔ مسیح اور کاغذ کا فلسفہ** صبح ہے کہ قرآن کریم ہیماً نہ خبرت سے "خاتم النبیین" آیا ہے۔ مگر اُس کے یعنی ہیں میں کہ آپ کے بعد دروازہ تمامی مکالمات و مخاطبات اہلیہ کا سنس ہے۔ بلکہ یعنی ہیں کہ یہ راہ راست خدا تعالیٰ سے غصہ وحی پاتا ہندے ہے۔ اور یہ خبرت بغیر اثبات اُنھیں کسی کو ملتا حال اور صحتی ہے۔ (مسیحہ برائیں احمدیہ حصہ ۲۹۔ مصنف مرزا غلام احمد زادیانی احمدی)

(یعنی ان کا کہنا ہے کہ خاتم النبیین کے یعنی تحریر کے ہیں۔ اور خاتم النبیین سے صدر کو یا آپ کی تحریر سے بھی یہ ہوتے رہیں۔ المرتب) "جس کامل انسان پرست آن شرایط نازل ہوا۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہے۔ مگر ان مخصوص میں نہیں کہ آئندہ اس سے روحاںی غصہ نہیں سے گا۔ بلکہ ان مخصوص سے کہ وہ صاحب خاتم ہے

اللہ تعالیٰ اپنی شستہ میں تبدیلی نہیں کیا کرتا تو حقائق اور نقداء کی شخص کے سلسلے پر کہنا جائز نہیں کہ ضرورت کے وقت رسول کریمؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ افسوس ہے کہ غیر احمدی علماء جن علقوں میں پڑتے ان میں سے ایک ہم ترین فلسفی یہ ہے کہ انہوں نے خیال کر لیا کہ رسول کریمؐ پر مسلط نبوت خدا تعالیٰ سے بنڈ کر دیا۔ اور اب خواہ کتنی بھی ضرورت داعی ہر کوئی نبی اس کی طرف سے ہموڑت نہیں کیا جا سکتا۔ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ رسول کریمؐ کو رحمۃ العالمین مجھے پہنچے کیوں اس افسوسناک غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ راجہار الفضل قادریؒ نور محمدیؒ میں یہ یقین

”بھر جال یہ خیال کر رسول کریمؐ کے بعد دروازہ نیزت  
بند ہو چکا۔ بالکل باطل اور لغو خیال ہے۔ راجہار الفضل قادریؒ

بنی شہر جلد ۱۹۷۴ء۔ سوراخ ۲۵، رام قبور ۱۹۷۴ء۔

تھے اب انہیں دلائل کی صحت پر خور کریں اور جانچیں کہ یہ کہاں تک اپنے مقصد میں پہنچا اُترتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم نسبت سورة الفاتحہ سے شروع کریں گے۔

(۲) سورة الفاتحہ [گواہ] یہ ایک دعا ہے جسے بندے کی جانب سے اور قرآن اُس کا جواب ہے جسے خدا کی جانب سے۔ بندہ دعا کرتا ہے کہ می پر وہ کار امیری رہنما کر جواب میں پروردگار پورا قرآن اس کے ساتھ رکھ دیتا ہے۔ کہیں ہے وہ بہارت وہنائی جس کی درخواست تو نہیں ہے کہیں کہیں ہے۔ دعیم القرآن حصہ اول اذ سوانانا اور الاعلیٰ موجودی حسناً جن کم طور پر اگر وہ کے راست پر چلنے کی دعا سورة الفاتحہ میں کی گئی ہے وہ محض مخصوص علیهم اور حساؤں کے خلاف ہے یا اس سے صرف ضعف اور ضلالت کی مدد مراد ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ”مخوب“ سے مراد ہوئے تھے دو ہر وقت اور ہر قدم پر جو کی اتباع سے جی چہرا تھا۔ اور ”ضااؤں“ سے مراد عیسیٰ (جو جی کو خدا بنا دیتے اور اس طرح نبوت اور ایوب میں فرق نہیں تھے)

لہذا ما کا یہ مطلب ہوا کہ یہود تو مخصوص علیهم ہیں بلکہ عیسیٰ ”ضااؤں“ ہیں۔ اور ہم تو حصہ اٹا اللذین آنحضرت علیہم چاہئے دکھم خدا کو خدا کھیں اور جی کو جی اور پھر اُنکی ایجاد

نبوت کا درجہ حاصل کریں۔ جیسا کہ حادثے میں ہم بولتے ہیں کہ نواس شخص نے یہ بات کہہ کر اپنے اس قول پر ہمدرکادی ہے۔ لیکن یا نہیں تھے اس کی تصدیقی کردی ہے۔ یہی مطلب اس آیت کریمہ کے ہیں۔ ”د اخبار لفضل قادیان جلدیکا نبیتہ مورقدہ و مکری“<sup>۱۹۱۹</sup> انہوں نے یہ صحیح یا نہیں کہ خدا کے

(۲) ہزاروں نبی؟ خدا نے تم پرستے ہے۔ اُن کا یہ کہنا نہ اتنا تھا کی قدر کوئی نہیں مجھے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ایک بھی کیا میں تو پہنچا ہوں ہزاروں ہوں گے۔ د اخبار خلافت صد ۶۷ صنف سیاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادریان)

”الرسیری رُدن کے دونوں طرف تواریخی روایتی  
جاسے اور مجھے کہا جاتے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی  
نبی نہیں آئے گا تو میں اُسے کہوں گا تو جھوٹا ہے۔ لکھا ہے۔  
آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں“ د اخبار خلافت صد ۶۷ صنف سیاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادریان)

(۳) سورہ فاتحہ کا مقصد؟ [لپیٹیں صرف ظاہری] سورہ اسلام سے دھوکا سنت دد۔ اور خدا کے کلام کو خور سے پڑھو کر وہ تم سے کیا چاہتا ہے۔ وہ وہی اصرار سے چاہتا ہے جس کے باشے میں سورہ فاتحہ میں تھیں دعا کھلائی گئی ہے۔ یہ دعا کار اہمیت انتہا کو ادا کیں  
صبر اٹا اللذین آنحضرت علیہم ہم۔ پس جب کہ خدا ہمیں یہ تائید کرتا ہے کہ پاچ وقت یہ دعا کرو کر دھنیں کیوں نکل پاسکتے ہو۔  
لہذا ضرور ہووا کہ ہمیں یقین اور محبت کے ساتھ پر بخشش کے لئے  
قد کے انہیں دقتاً بعد دقتاً آتے رہیں۔ جس سے تم وہ تعزیز پاوے۔  
اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرو گے۔ اور اُس کے قیام قانون  
کو توڑ دیجے ہے۔ (مرزا غلام احمد قادریانی صاحب الکبر صدر)

(۴) نیوت رحمت و نعمتی؟ [بھی ترا ردیتا ہے۔ چاچے] حضرت موسیٰ اپنی قوم سے فرماتے ہیں۔ لے قوم اللہ تعالیٰ کی  
آن شہتوں کو یاد کرو جو اُس نے تم پر کیں اور وہ یہ ہیں کہ اُس نے  
تم میں سے نبی برنا سے اور ہمیں دُنیوی سلطنت بھی عطا کی۔  
پس نبوت جب کہ رحمت اُنی ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ

بھی ضروری گھسیں۔

فاختہ الکتاب کے بغیر صلوٰۃ ہی نہیں، دا بادا ذا اور ترددی جو  
لہذا یہ ثابت ہو گیا کہ دعائے فاتحہ کا یقینہ ہی نہیں جو  
قادیانی حضرات نے سمجھ رکھا ہے۔

﴿ قرآن کریم کی جس آئیت کا حوار  
دیجئے تو اس نے حجت و نعمت کیوں دی؟ ۚ دیے کہ نعمت کو حجت زار  
دیا گیا ہے وہ سورۃ المسائدہ کی یہ آیت ہے:-

وَإِذَا ذُنْبًا مُّرْكَبًا لَّمْ يَعْوَدْهُ لَيَعْوَدْهُ وَإِذَا ذُنْبًا نَعْمَةً  
الظَّوَاهِرُ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلْتُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ نِعْمَةً وَجَعَلْتُمْ مُّنْكَرًا  
وَأَشْكَمْتُ مَا لَمْ يُؤْتُ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ وَرَجَبْ  
مُوْسَى مُلِيدُ الْإِسْلَامِ نَبِيُّ قَمِ سے کہا تھا کہ لے میری قوم کو لوگوں!  
اللہ کی آس نعمت کا خیال کرو جاؤ اس نے تھیں عطا کی تھی جب  
اس نے تم میں خی بنائے۔ تم کو فرمائیں روا بنایا۔ اور تم کو وہ پچھے  
دیا جو دُنیا میں کسی کو نہ دیا تھا۔

پڑھتے ہی صاف نظر آئیے کہ نعمت کو حجت کہا گیا۔  
مگر وارثی نہ ساری آیت میں لفظ نعمۃ ہے۔ ظاہر ہے کہ  
استدلال میں ان حضرات کا مطلب نعمت (نعمتوں لکھا گئی ہیں)  
ہی ہے۔ کیونکہ ”نعمۃ“ کے لفاظ سے اشارہ انہیاں ہی کی گئیے  
جلستے کی طرف ہے۔

اور اس آیت میں اشارہ ہے جیسے اسہ ایل کی اُس  
نعمت لذت شہ کی طرف جو حضرت موسیٰ سے بہت پہلے کئی زمانے  
میں آئی کو حاصل تھی۔ ایک طرف حضرت ابراہیم حضرت کماق۔  
حضرت یعقوب اور حضرت یوسف جیسے میلیں الفدر تھیں اُن کی  
قوم میں پیدا ہوتے۔ اور وسری طرف حضرت یوسف کے زمانے  
میں اور اُن کے بعد صور میں آن کو بڑا اقتدار پیش ہوا۔

(کہ ”الْأَنْفَلُ مَكَّنْتُ لَيْوَمَ نُصْفَتِ فِي الْأَرْضِ۔“ سورۃ یوسف)  
مدت دراز تک یہی اُس زمانہ کی وجہ سب سے بڑے  
فسد ہاں روایتی اور انہیں کا سکد صور اور اُس کے نواحی میں  
روایا تھا۔ عموماً لوگ جیسی اسرائیل کے عروج کی تاریخ حضرت  
موسیٰ سے مشروع کرتے ہیں۔ لیکن قرآن اس مقام پر تصریح کرتا  
ہے کہ جیسی اسرائیل کا اصل زمانہ عروج حضرت موسیٰ کی پہلی گذر  
چکا تھا۔ جسے خود حضرت موسیٰ اپنی قوم کے مسلمانوں کے شانزار

اگر بالفرض سورۃ الفاتحہ میں ”نعم علمهم“ گروہ۔ بقول ہیں  
عیاس وہی چاہتا رہے۔ بحقیقی۔ صدقی۔ شہیدی اور صالح  
تو اس بدل الفاظ صفات بنائی ہیں کہ ”نعم علمهم“ کی نعمت طلب کر کر  
کی تعلیم نہیں دی جی۔ بلکہ اُن کے راستہ (صراط) پر قائم رہنے کی  
دعا طلب کی جائی ہے۔ اور اُن کا راستہ شریعت دعا ہے۔ کہ وہ  
اُسی کی پابندی اور اسی طرف کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں  
اگر نعمت طلب کرنے کی تعلیم دیتی تھوڑی ہوتی تو سیدھا سیدھا  
اعظم اماماً نعمت علیعہ یا اعظم علیکم اماماً نعمت  
علیکم ہوتا۔ ہر اطائلیں اعظم علیکم میری کی کام۔

اگر ان نے کوہہ بالا چاہا گرہوں میں سے کسی میں داخل کو  
سمجا ہے اور استدلال میں سورۃ النساء کی آئی پیش کیجھے۔  
وَمِنْ كِلَمَ اللَّهِ وَالرَّحْمَنِ فَإِنَّ لِكُلِّ شَفَاعَةٍ إِنَّمَا  
اللَّهُ عَلَيْهِ حِلْمٌ مِّنَ الشَّيْءِ وَالْقَرِبَةُ بِقَرِبَةٍ وَالسَّمْدَنُ أَعْوَاءُ  
وَالصَّلِيْحَيْنِ وَالخَيْرَيْنِ أَذْلَلُكُلِّ شَفَاعَةٍ تَوَسُّلٌ إِلَيْهِ  
أَوْ رَفِيقَتُكَادِرْ کے۔ جیسا کہ ”مع“ اور رفیقاً کے الفاظ اشارہ  
کر رہے ہیں۔ یہاں کو لفظ ”مع“ رفاقت اور عیت کے دو سطھ  
آئی ہے عیت کے دو سطھ ابھی طرح بھی ہیں آجھے گی جیسیم  
قرآن مجید کی دوسری آیتوں کو دیکھیں مثلاً۔ ”كَمَّ نَعْمَنَ إِذْ  
اللَّهُمَّ مُخْتَاشٌ إِنَّ اللَّهَ مُمِّنَ الْأَنْذِنِ الْغَوَّاَتِ إِنَّ اللَّهَ  
مُمِّنَ الظَّبِيرَيْنِ شَوَّخُ مُعْنَمَكُمْ أَيْنَمَا الْكُلُّمُ غَرِيْهِ۔“ پھر  
اگر اسی طرف سے نعمت ملی تو مزید اعتماد احمد صاحب سے پہلے بحث  
کا ذمہ ہی آپ کی اشیائی سے نہ کھلا۔ بلکہ جسکی اس کامدی ہوا  
کہ آپ درجہ اول پہلوا۔

اگر ”نعم علمهم“ بیجا ہار گروہ ہیں اور دو کام مقصود شہیدیت  
ہے تو انہیں جانشی کے بعد تو جی کو یہ دعا مورہ فاتحہ پڑھی جاؤ  
ہبند کو دنیا چاہئے۔ کیونکہ اس دعا کی پھر ضرورت ہی کوئی نہیں  
جا تی ہے۔ مگر یہ دیکھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
آخری عمریک نمازیں فاتحہ پڑھتے ہے اور کبھی ترک نہ فرمائی  
بلکہ ارشاد فرمایا۔

لَا هَمْلَةٌ فِي الْأَرْضِ إِلَّا يَفْعَلُهُ اللَّهُ بِكُلِّ حَسْنَةٍ

ماضی کی حیثیت سے بیش کرتے ہیں۔ تفہیم القرآن اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب سورة المائدہ فوٹ نمبر ۲۱۷ ایک جگہ اور سورۃ النصرۃ میں نبوت ہی کی طرف اشارہ آیا ہے اور وہاں بھی ہمیں تفہیم "سی ملکت" سُلْطَن بَنَی إِسْرَائِيلَ كَمَّ أَتَيْنَاهُمْ قُوَّةً إِيمَانَهُمْ

بِقِبْلَةٍ وَمَنْ يُبْلِلَنَّ فَنَفْعَهُ اللَّهُ مِنْهُ بَعْدَ مَاجَةَ نَهَرٍ فَلَيَأْتِ اللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ ..... کان الشَّافِعِيُّ أُمَّةٌ دَأَجَدَهَا فَبَعْتَ أَهْلَهَا الْبَيْنَ مُبَشِّرٌ بِنَعْمَتِهِ فَإِذَا نَزَلَ مَقْهُومٌ الْكِبَبُ يَا لَعْنَ دِيْعَكَمْ بَيْنَ النَّاسِ فَيُنَاهِي أَهْلَنَعْلَى فَيُنَاهِي ۝ ..... وَبِي اسْرَائِيلَ سَبِّيْجُو اسْمَیْ جَهْلِي نَشَانِیاں ہم نے اُخْسِنَ وَطَهَّا ہیں ۝ ..... اور پھر بھی اُخْسِنَ سے بُوْجَوْلُوكَ اللَّهُ کی نعمت پائی کے بعد جو قوم اس کی شفاقت سے بچتی ہے اُسے اللَّهُ کی سخت نزاڈتیا ہے ۝ ..... ابتداء میں سب لوگ ایک ہی طریقہ پر تھے پھر یہ عالمت باقی نہ رہی اور اختلافات روشن ہوتے تا تہشیح جو راستوی پر شمارت دینے والے اور کوئی روایی کے نتائج سے ڈرانے والے تھے اور ان کے ساتھ کتاب برحق نازل کی تاکہ حق کی ایسے میں لوگوں کے درمیان جو اختلافات روشن ہوتے تھیں ان کا فیصلہ کرے ۝ ۔

وَإِنْ دَلَوْنَ مَثَالُوْنَ بِنِ الْفَاظِ أَذْكُرُوا لَا "او" "سُلْطَن" صاف یاد رہاتی گرتے ہیں نبوت ہی کی اور اُسے ایک قمعہ ہماسکے الفاظ سے تغیر کیا گیا ہے ۝ ..... بنی اسرائیل وہ قوم ہے جس کو کتاب اور نبیت کی مشعل دے کر قُرْنیا کی رہنمائی کے منصب پر نامور کیا گیا تھا ۝ ..... اور پھر اُس نے دنیا پرستی، فناق اور علم و عمل کی ضلاقوں میں مبتلا ہو کر اس فضیلے پر آپ کو معلوم کر لیا ۝ ..... لہذا جو گروہ اس قوم کے بعد امامت کے منصب پر یاد رہا اور اُسے سب سے بہترین اگر کسی کے انجام سے مل ملتا ہے تو وہ یہی قوم ہے ۝ ..... سورۃ المائدہ میں بھی آیا ہے کہ ۝

كَذَلِكَ إِلَكَ مُتَّهِمٌ بِعَمَّةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ بَعْلَكُمْ سَلَمُونَ ۝ ..... کیا ان کو تو رُؤا اُمَّا شَاهِدِكَ البَلْعَلُمُ الْمُبَيْنُ ۝ ..... يَعْرُفُونَ بِعَمَّتِ الْمَعْرُوفِ مُشْكُرٌ لَهُوَ وَالْكَرُونُمُ الْكَفَرُونَ ۝ .....

خلافہ اس کے صریح طور پر ہمیں اسی سورۂ المائدہ میں یہ الفاظ لئے ہیں:-

أَذْيُوهُمْ يَعْرِفُونَ الَّذِينَ لَمْ يَرُوا هُنَّ يَقِنُونَ كُلَّ مُوْلَى  
تَخْشُونَهُمْ وَلَا يُخْسِرُونَ أَذْيُوهُمْ أَمْهَلُتْ نَسْكَهُ دِينَهُمْ  
وَأَتْهَمَتْ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِنَا فَرَسِّخْتُمْ لِلَّهِمَّ إِنَّا لِسَلَامٍ مَرْ  
دِيَّةً أَهُدْيْكُمْ رَأْيِكُمْ لَكُمْ تَهْبَتْ دِيَّهُمْ دِيَّكُمْ مُرْ  
بِالْوَسِيْلِيْ بُجْجَهُمْ هُمْ أَهْدِيَّهُمْ لِمُهَاجَهَتْ دِيَّهُمْ  
يَابْرِيْزِيْ مُهَاجَهَتْ دِيَّهُمْ كُمْ تَهْبَتْ دِيَّهُمْ مُهَاجَهَتْ دِيَّهُمْ  
نِعْمَتْ قَمْ رِبْشَمْ كُرْدِيْ هُمْ هُمْ كُمْ تَهْبَتْ دِيَّهُمْ كُمْ تَهْبَتْ دِيَّهُمْ  
دِيَّهُمْ كُمْ حِشِّيْتْ سَقْبُولَ كَرْلِيْسِيْ

(جس طرح کی کتاب کے اختتام پر انزوی

معفو پر لفظ "تمعت" یا "تمم شد" یا "الحاکمة" لکھ دیا جاتا ہے کہ اس اب یہ کتاب کا آخری ہے اور کوئی جزو و آگئے نہ آئے گا۔

اسی طرح یعنی تتمت نبوت مسیحی۔

اکیڈیجین امسٹروپر آج تاں اور آخری کردی گئی۔ اور چند دوہرے

دین جس پر اتنا شد اپنے بن دن کو جانا ہے ملک دوسروں میں یہی میں

جفونی ٹھیکانے میں ہے ملک اپنے بن دن کو جانا ہے ملک دوسروں میں یہی میں

جفونی ٹھیکانے میں ہے ملک اپنے بن دن کو جانا ہے ملک دوسروں میں یہی میں

جفونی ٹھیکانے میں ہے ملک اپنے بن دن کو جانا ہے ملک دوسروں میں یہی میں

جفونی ٹھیکانے میں ہے ملک اپنے بن دن کو جانا ہے ملک دوسروں میں یہی میں

جفونی ٹھیکانے میں ہے ملک اپنے بن دن کو جانا ہے ملک دوسروں میں یہی میں

جفونی ٹھیکانے میں ہے ملک اپنے بن دن کو جانا ہے ملک دوسروں میں یہی میں

## حِجَّةُ الْمُدْرَابِ النَّفَر

شاه ولی اللہ حِجَّۃُ الْمُدْرَابِ النَّفَر میں شہور زبان تصنیف۔ جس کا سلیس اردو ترجمہ میں معمدہ للحسانی چھپائی کے ملک دوسروں میں ہے ملک دوسروں میں ہے ملک دوسروں میں ہے

جفونی ٹھیکانے میں ہے ملک اپنے بن دن کو جانا ہے ملک دوسروں میں یہی میں

جفونی ٹھیکانے میں ہے ملک اپنے بن دن کو جانا ہے ملک دوسروں میں یہی میں

جفونی ٹھیکانے میں ہے ملک اپنے بن دن کو جانا ہے ملک دوسروں میں یہی میں

جفونی ٹھیکانے میں ہے ملک اپنے بن دن کو جانا ہے ملک دوسروں میں یہی میں

جفونی ٹھیکانے میں ہے ملک اپنے بن دن کو جانا ہے ملک دوسروں میں یہی میں

جفونی ٹھیکانے میں ہے ملک اپنے بن دن کو جانا ہے ملک دوسروں میں یہی میں

جفونی ٹھیکانے میں ہے ملک اپنے بن دن کو جانا ہے ملک دوسروں میں یہی میں

جفونی ٹھیکانے میں ہے ملک اپنے بن دن کو جانا ہے ملک دوسروں میں یہی میں

حرکات طاقت سے ساقہ نافذ وق تم ہے۔ کفار تو اب تنکے سکے قبام میں مالو و محروم ہے ہیں۔ اب اس طرف سے مایوس ہو جو ہیں کہ وہ اسے مشاکلین سنیں اور کہیں بھیر بھیجا ہیت کی طرف ہیں۔ ملک تھاں سے ملکیں ہیں۔ ہنڑوں اس سے نہ رہو۔ بلکہ مجھ سے ڈر وہ یعنی اس دین کے احکام اور اس کی جایاں۔ پر ملک کھسپاں میں اب کسی کا فراق طاقت کے علمیہ دہر اور دراد نہیں کہ وہ احمد کا طلاقہ تھا اسے سلی بھی نہیں رہا ہے۔ انسانوں کے غوث کی اب کوئی وجہ نہیں رہی۔ اب تھیں خدا سے ڈرنا چاہتے کہ اس کے احکام کی عصی میں اگر کوئی کوتاہی تمتنے کیا تو تمہارے پاس کوئی ایسا عنده ہو گا جس کی بنا پر تمہارے ساتھ پھی بھی نہیں کیجاتے۔ اب تشریعت اٹھی کی خلاف درزی کے معنی

بے نہیں ہوں گے کہ تم دوسروں کے اثر سے مجبور ہو۔ بلکہ اس کے صاف سبقتی کے یہیں ہوں گے کہ تم خدا کی اطاعت کرنا نہیں چاہتے۔

"دین کو ملک کر رہیں سے مراد اُس کو ایک سنتقل نظام نکلو۔

عمل اور ایک ایسا ملک نظام حضرت اول محمد دس روپی۔ حضرت دوم محمد دس روپی۔

(ملک دنوں حضنے ملک دھارہ رہا ہے) چند بیت قرآن بنادیا ہے جس میں

زندگی کے جمادات کا جواب اصولاً یافتیں ملکیں ہو چکا۔ اور قرآن کیم میں

یافتیں موجود ہو اور ہر ایت دو ہی ملکیں ملک

کر سکے لئے کسی حال میں اس سے باہر جانے کی ضرورت بیشتر نہ ہے۔ بخت نام کرنے سے مراد ثابت ہدایت

کی ملک کر دینا ہے۔ اور اسلام کو دین کی حیثیت سے قبول کریں کام مطلب یہ ہے کہ تمہارے سریعی اطاعت و بندگی اختیار کرنے کا جو فرار کیا تھا۔ اس کو چونکہ تم اٹھی سمجھی دمل سے سمجھا اور الحسان اتر ارثا برت کرچکے ہو۔ اس لئے میں نے اُست درجہ قبولیت عطا

فریا ہے۔ اور تھیں عالم اس عالمت کو پنجادیا ہے کہ اجنبی الواقع

نہیں سو اکٹھی کی اطاعت و بندگی کا جو اعتمداری گردنوس پر باقی نہیں رہا۔ اب جس طرح اعتماد، اس تم پر بستہ ہو اسی طرح عملی زندگی میں بھی بیرے سوا اکٹھی اور کے مسلمین کو رہنہ کے لئے

کوئی مجبوری تھیں لائق نہیں رہیا۔  
اسی طرح ابن کثیر ص ۹۷ سے جو "الْجِمْعُ الْمُمْتَدُ لِكُلِّ"  
و "سَكْلُمُدَّا تَمَمَتْ عَلَيْكُمْ بِرَقْمَتِي" کی تفسیر زیل کو الفاظاً  
یعنی پڑی کمپی سے بیان کی ہے:-

هَذِهِ الْأَنْجِدُ بِعَصْمِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ الْحَمْدُ الْأَمْشَقُ  
خَيْرُ الْكَمَلِ الْعَمَّالِيَّ دِينُهُمْ دُلَادِيْحَمْمُهُمْ دُلَادِيْعَمْمُهُمْ  
دِنْهُمْ شَيْرِهُمْ دَلَادِيْ شَيْرِهُمْ دَلَادِيْ حَلَوَةُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ  
وَلَعِظْدَهُ الْجَعْدَ اللَّهُ خَانَمُ الْأَنْجِدَ عَوَدَهُ خَادِيْكَسَبِ سَبَ سَبَ  
ثُرَبِيْ حَمَدَهُ سَمَتَ پَرَبَهُ کَمَنَ کَمَنَ کَمَنَ کَمَنَ کَمَنَ کَمَنَ کَمَنَ کَمَنَ  
سَقَمَنَ کَمَنَ  
رسَولُ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ بَنَادِيْتِیْ لَمَنَ۔

پہلا اولاً تو یہ ثابت ہوا کہ الگ بہوت جملہ عمتوں میں سے  
ایک شخص تھی جسی تو وہ بھی نام کردی کئی۔ بغیر احمدی علماء کو غلط ہری  
ہیں ہوتے۔ انہوں نے سچے صحابہ کو بہوت ختم ہو گئی (جیسا کہ اوپر  
وائیچے کیا گیا)، اور خود اللہ تعالیٰ ہی فرماتھے کہ "أَنْجَمَتْ عَلَيْكُمْ  
نَقْمَتِي"۔ (یعنی نعمت ہا ایت جو شیوں کے دستیہ سے ملتی تھی اب  
لمکن ہو گئی) تائیت ایک جب خود اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر کہ الگ ممکن  
"سَكْلُمُدَّا تَمَمَتْ" دین مکمل کردا یا اور ہدایت درجنانی حصل کرنے کے  
لئے کسی حال میں اس سے باہر جانے کی ضرورت ہی پڑی نہ آئے  
تو ھذا و مقلدار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کسی سنت نبی کی  
ضرورت ہی نہیں رہ جاتی۔ اس لئے دعویٰ نہیں کہ مکمل ہو جانا ہے  
"ہزاروں نبی"؟ یہ دیکھیا کہ نعمت پر نعمت "یا" امکام  
لگسیگا اور وہ دین جس کے سلسلہ میں ہدایت درجنانی انجام بھی مشو  
ہو سکے ہے اب مکمل کر دیا گیا۔ اور یہ دونوں کام اسی سبقتی اعلیٰ نے  
انجام دیتے جو خود ان کا ہدایت کار دتا رکھ رہے۔ اور جب یہ تا  
حلماً و سند الـ الـ سمجھیں آتی ہے کہ جب کوئی چیز کاں اور سام  
پر جاتی ہے تو اس پر کسی جرم کی زیادتی یا اضافہ نہیں ہو جایا کرتا  
ہے تو بغیر قطعی نا ممکن ہے کہ رسول کریم کے بعد ایک بھی جدید نبی  
آئے۔ ہزاروں تو درکار!  
(۱) ہم اور کاغذ کا فلسفہ مدد و معلم بالاسطور میں ۲۳۶ ص

کے دعویٰ کے غلط پر نے کے استدلال کو اچھی طرح سمجھنے کو بعد جب  
کسی جدید نبی کی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی تو پھر اب کاغذ کا بھی  
قصور باطل ہو گیا۔ کیونکہ اسے منی آئے والے انبیاء ہی کو کافی ذات  
تھوڑی کیا گیا تھا۔ جب کہ رسول کریم کو خاتم النبیین سے فراہمہدا کا فدا  
پر نگاتی جانے والی ہر کچھ لیا گیا تھا۔ صفت پر کشہ منی آئے والے  
انبیاء پر تو گویا وہ سند کی ہر کچھ کامیں کے اور جو آن سے پہنچ لائے  
تھے وہ بغیر تحریر کی مسلط آئے تھے۔ یہ کہاں کا فلسفہ ہے؟ بحث ان المشر  
کیس مختصر ہے۔

"خاتم" کے معنی صرف اس طرح ہم کے لئے یہاں یہ جا سکتے  
ہیں کہ مثلاً کسی تحریر کے آخر میں ہم کا ہونا اس کمکت یا مضمون  
کے قدم ہونے کی مسلط ہے۔ اور وہ اضافہ سے محفوظ ہے۔ کسی  
تحیلہ میں سامان رکھا جانا ہے یا جگہ جگہ کے خطوط مذکورے والے جا لیں  
سامان یا خطوط کے بعد تھیلے کا امنہ بندر ڈیا جانا ہے اور وہ ہر یہی  
جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تحریر اضافہ کی گنجائش نہیں۔ رسول اللہ نے  
لگ جانے کے بعد بغیر اضافہ کی گنجائش نہیں۔ رسول اللہ نے  
خود اس آیت کی تفسیر میں اپنے آپ کو مکان بہوت کی آخری  
انیت فراہم کر خاتم النبیین کے سند و مبنی کو اسی طفہم کی تائید میں  
صل کر دیا تھا۔

اس کے ملاوہ آخری تحریر کا طفہم لینا اس لئے بھی ترجیح  
موزوں ہے۔ کیونکہ قرآن کے نصری الفاظ "الْمُمْتَدُ دِسَمَتُ"  
 موجود ہیں جیسا کہ اور پاہن کیتھی کی تفسیر سے میں کہا جا چکا ہے۔ ملاوہ  
بریں کہیں سعادی (الذخیر آن) سچے پوچھی ہیں اور بہت سی نیوں  
کی سیرت کو دستاویز پڑھی۔ حضرت اوس وغیرہ میں ناپاک  
کوئے دھکایا گیا تھا۔ آنحضرت نے ان کی سیروں کو پاک کیا اور تھر  
لگادی و ردن ان کو کوئی نبی نہ سمجھتا۔

زیر عیت فقرہ "خاتم النبیین" قرآن کریم میں اس طور پر آیا  
شَكَّلَهُ قَهْنِي شَرِيقَهُ وَشَعْرَهُ وَطَرَأَهُ وَطَرَأَهُ وَجَنْحَلَهُ لَكَ لَا  
یَكُونَ شَكَّلَهُ الْمُوْمِنِينَ خَرَجَ فِي الْمَفَاجِعِ اذْعِنَاتِهِ عِيمَعَ اذَا  
تَقْصُّو اسْتَعْنَى وَطَرَأَ..... مَا سَهَّلَهُ مُحَمَّدُ ابَا اَخْدِيدْ  
وَمِنْ تَحْرِي جَالِكُمْ وَلَكُمْ شَرْفُهُ الْمُلْكِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِيَّتِ۔  
(۱) ہم اور کاغذ کا فلسفہ مدد و معلم بالاسطور میں ۲۳۶ ص

مطلق قریبی اُن پر حرام ہوتی۔  
دب، اور الگر تم یہ کہتے ہو کہ وہ اُن کے لئے حال بھی بھی تو اس سے  
نکاح کرنایا ضرور تھا تو یہ اس سے ضروری تھا کہ وہ اللہ کے  
رسول ہیں۔ جس کا کام بھی ہے کہ جس چیز کو اللہ مٹانا چاہتا ہے  
اُسے خود آئے گے بڑھ کر منتظر۔

(رج) اور مذید بر امان کو ایسا کرنا اس لئے بھی ضروری تھا کہ  
وہ محض رسول ہی نہیں ہیں۔ بلکہ "خاتم النبین" ہیں۔ الگر وہ جاہلیت  
کی ان رسولوں کو مشاہد کرنے جائیں گے تو پھر کوئی ایسا بھی آئندہ دالا  
بھی نہیں ہے جو انہیں مٹاتے۔

(دوفٹ) سورۂ الاحزاب کی اس شعریج ہے کیا "خاتم النبین"  
کی پوزیشن صاف نہیں ہو جاتی اور کیا اس سے صاف طور پر  
دین کی تکمیل کے لوازمات کا نقشہ سلسلے نہیں آ جاتا۔ جیسا (راج)  
میں بیان کیا گیسا؟

یہاں ایک اور فلسفی شعر بھی ضروری۔ لفظ "نبین" کی  
گذشتہ انتیا علیمہ اسلام بر اور راست بھی بنائے گئے  
آنحضرت کی ایجاد کرنے سے وہ بھی نہیں ہے۔ (حالانکہ انکی پیرت  
سے غلط وابستہ گندگیوں کو پاک کر کے بھی کریم نے تھہر شہزادی بھی  
جیسا اپد کچھ بچھے) مراجی خود لکھتے ہیں "جس قدر بھی لگنے ہیں  
اُن سب کو خدا تعالیٰ نے بر اور راست بھی لیا تھا۔" (حادیۃ العوچی)  
اس لئے "خاتم النبین" بمعنی اپنی تھہر سے بتوت عطا کریموالی مطہرین  
دعویٰ نہیں، گویا باعتبار انتیا علیمہ اساقین کے صادق نہیں اصل۔  
بالفرض اگر اس لفاظ سے مراد آئے واسنے بھی لیتے ہوں گے تو ایک  
زبردست مرحلہ آن پڑتا ہے۔ وہ یہ کہ "نبین" بھی ہے بھی کی۔  
اور عربی گرامر کی رو سے کم از کم دو سے زائد بھی آئے پاہنسیں بھر  
مگر مراجی خود لکھتے ہیں "غرض اس حمدِ بکری و حمی اور امور  
غیرہیں اس دامت جس سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور تم  
جس قریب سے بچھے اولیاء اور اعلیاء اور اقطاب اس دامت  
میں سے لگز بچے ہیں۔ اُن کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا ہنسی دیا گی۔  
یہیں اس وجہ سے بھی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔  
چلئے یہ تصریح بھی صاف ہوا۔ مددِ علی سے خود بھی ایسا جواب  
نکال لیا۔ اور قرآن پاک کا پاک نفرۂ خاتم النبین" بھی اپنے

شے دی اور عدالت پوری ہو گئی) تو ہم نے تمباک سا تھام سی بدلت  
کا نکاح کر دیا تاکہ دعام مسلمانوں کے لئے بالآخر جب انہیں بسوں کو  
بے نکاح ہو جائیں تو مسلمانوں کے لئے اُن رعوروں سے نکاح کر لیتے  
ہیں دسی طرح کی تنگی نہ ہے..... محمد تھا اسے مردوں ہیں کسی کسی  
کے پاپ نہیں (تو زیادے کئیوں ہوں) وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور  
پیغمبروں کے (آخری، تھہر ہیں)۔

وہ سر زیر بخت فقرہ کا مطلب بھی طبع ذہنیتیں کرنے کو  
لو سورۂ الاحزاب کے تحت مسلمان عالم اسلام مولیٰ حق اقتدار الحمد  
حالفصاحب کا تفسیری حاشیہ پڑھ لینا چاہتے۔ یہاں ہم صرف مولا نا  
ہوں والی معاونت پوری کا وہ اقتداء میں کرتے ہیں جو سورۂ الاحزاب  
کی شعریج میں ترجیح ا القرآن مل دیا ہے عدد ۲۵ (جن جوانی)

میں شائع ہوا تھا۔ اور قارئین کے لئے نہ صرف دلچسپ بلکہ مفید  
بھی ہو گا۔

سورۂ الاحزاب شعریج ہی اس فقرے سے ہوتی ہے کہ  
نبی اللہ سے ڈرو۔ اور کافرسوں اور منافقوں سے نذر ڈرو۔ اور  
جو وحی تھیں ارب بھیجن ہے اُسی کے مطابق عمل کرو۔ اور اللہ پر  
بھروسہ رکھو۔ اس کے بعد حکمِ مُنْهَنْجا مٹانا چاہتے ہے کہ جاہلیت کے زبانے  
میتھی بملنے کا جو طریقہ جلا آ رہا ہے اُس کو اور اُس سے تعلق رکھنے  
والے تمام اور ہم اور رسولوں کو توڑ دالو۔ اس کے بعد فرمایا جاتا ہے کہ  
غیر عربی رشتوں میں صرف ایک بھی رشتہ ایسا ہے جو خونی رشتوں  
سے بھی پڑھ کر حرمتِ ولاد ہے۔ اور وہ ہے بھی اور منہیں کا رشتہ۔  
جس کی بناء پر بھی کی بیویاں اُن کی ماڈل کی طرح اُن پر حرم ہیں ورنہ  
بانیِ نسوان معاشرات میں رحمی اور خانی رشتہ بھی اللہ کی مکتاب کی  
گروئے حرمت و استھانی دراثت کے لئے اولیٰ والسب ہیں۔  
چہرائے جل کر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی کو صاف صاف  
حکم دیتا ہے کہ آپ خدا پہنچنی زیدیں مارشی مطلقہ بیوی سے  
نکاح کر کے جاہلیت کے اس دہم کو توڑ دیں جس کی بناء پر لوگ  
مُنْهَنْجا ہیں کو بالکل ضلیع بیٹھے کی طرح سمجھتے تھے۔ اور جب کفار و  
منافقین اور پر اعد اصحاب کی پوچھاڑ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ  
اُن کو علی الترتیب تین جواب دیتا ہے:-  
(۱) اول تھہر تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں کہ اسکی

اسلام میں گروہ بندی کے اسباب (بقیہ از ص ۲۹)

بڑوڑ کاپ تمہارے اعمال کے جھٹکا باعث بن جائے گا۔

انغوشِ الارسِ نیما اور آخِرت کی فلاح چلتے ہیں اور  
ہمارا ایسا ان اور ایقانِ خدا پر اور اُس کے مقرر کردہ یومِ الحساب  
بہت ہے تو اُن نامِ حرم کو اس راہ سے جست حالاً ہے، گامس کے علیق  
ستے گولی نامہ پر ایسا کامیکی اکاؤن پیا ہو جاتے، ہماری یہ خوش  
فہریں اسے کامِ آئیں گی۔ بحالت مسحودہ ہم دنیا میں تو۔  
عن ادبِ الحیران فی الحیران الدینی کا مرنا چکور ہے ہیں۔  
اس کے بعد، اخیرتِ دالی زندگی میں اس سے جو کمی لگانے زیادہ  
فضیحت ہرگی، جس سے ہمیں کوئی چھٹکارا زمیں کے گلاظ ہو۔  
قل حل تا و نا د کہت ۔

(در تحریر) کہدو، کیا میں ان لوگوں کی نشاندھی نہ کروں جو باعتبار  
اعمالِ گھاشیٰ میں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیادی سماں شایع  
ہو گئیں۔ مگر وہ اس خوش ہمیشہ مبتلا ہیں کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں  
اچھا کر سبھی ہیں۔ در اصل یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے پنپن رب  
کی آیات کی تکفیر کی، اور اُس کی ملاقات کا لقین نہ رکھا۔  
یہ ان کے اعمال ضائقہ پور گئے قیامت کے دن ان کو کوئی وزن  
نہیں ریا جاتے گا۔ (سورۃ الکافر آخری روکوچ)  
یئس یا مانیشکم تا هیڈرا۔

(ترجمہ) رَتَّهُمْ رَبُّنِي مِنْ كَامِ آيَيْنِي مِنْ أَنَّهُمْ لَكَتابَ كَيْمِي  
مَحْبُّي برانی میں مبتلا ہو گا اُس کو اُس کی سزا ملے گی۔ اس سے بچاونے  
کا شال کیس کے متنے اُس کو سواتے اللہ کے کفر سرپرست ملے گا نہ  
مدد کار۔ (النساء ر کوچ ۱۵)

صیکستِ حقیقیں ان آثار کے بارے میں تھی جو اسلام کے امداد کرنے نے  
لکھے ہیں۔ پھر یہ چھکر چھکر لکھے ہوتے ہیں اور ان پر پائی بہاش  
کا شانہ بنا کر لوگوں سے تعلیم کراتی جاتی ہے۔ نہ جس کی کوئی  
ستہ ہے نہ دلیل اور جن کو ذریعہ معاش بنایا گیا ہے۔ لکنا یہاں  
ظلم ہے۔ انت تعالیٰ ہاتھے حال پر جنم فرمائے، اور ہمیں پہايت  
فضیب فرشتے۔ آئیں ثم آئیں۔

تفہیم میں اپنی جگہ اٹی۔ جا۔ اور ٹائم نے ہر زید اخفاق کی ایجاد نہیں  
ایک پیغمبر کے بعد وہ پیغمبر اپنے کی صرف تین ہزار یونیٹیں  
ہیں جیسے کہ مولا تا ابوالاثر مددوہی صاحب نے رسائل دینیات میں  
یوں ہیاں کیا ہے۔

(۱) یا پہلے پیغمبر کی تعلیم پہايدتِ مشتگی ہے۔ اور اسی کو پہلے  
پیغمبر کی صرف دوست ہے۔  
(۲) یا پہلے پیغمبر کی تعلیمِ مکمل نہ ہو۔ اور آس میں آتی ہے اخفاق  
ضرورت ہو۔

(۳) یا پہلے پیغمبر کی تعلیم ایک فاص قومِ سکھ مجروہ ہے۔ اور دوسرا  
قوم یا قوموں کے لئے دوسرے پیغمبر کی ضرورت ہے۔  
فضیل کے ساتھ فارغین دیکھ کر محمد الرسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے بعد اب یہ نہیں وہیں باقی نہیں رہیں۔ کیونکہ

(۴) محمدؑ کی تعلیم وہ ایسے (جیسا اور پرکھا یا جا چکا) پوری طرح  
محفوظ ہے (اُنکا لہ نجفی طور)۔

(۵) اس آخری نبی کے ذریعہ میں تعلیم دی جا چکی (الحمد للہ رب العالمین  
وَبِسْمِكَمْ) اور اب کوئی ایسا نقص برآتی نہیں رہ گی اسے جو کلیں  
کہئے کسی نبی کے آئنے کی صاحت نہ۔

(۶) وہی ستر بھیج گئے ہیں دس ختمۃ للعالیمین، اور آپ کی تعلیم  
نام انسان کے لئے ہیں (دھنذلی اللہ ام)۔  
لہذا کسی اور پیغمبر کے آئنے کی صداب گنجائش ہو دل ضرورت۔

## نقش قدم کی روایات

### بقیہ از ص ۳۱

روایت کرنا تھا تھی۔ لیکن وہ روایت ہیں کا کوئی راوی تھا جو  
ہر بیان سند بیان کی گئی ہے، اس کو اصطلاحاً حامرود سمجھتے ہیں۔ یہ  
ظاہر ہے کہ ان آثار کی واقعیت، کا شوت روایت کے نقطہ نظر سے  
قطعًا من ووش و خروج ہے، سند صحیح مل جاتے تو علم میسوب ہی۔ کے  
قوتوں کے طلبان پیغمبر اس سی شمار ہوں گے۔ ورنہ نہیں۔  
آخر میں ہر فتنی اُن ارش اُن پاہتا ہوں کہ پیس؟

# لاب و امر مترجم قرآن

ترجمہ:- علام شیرازی ناگحمدو الحسنی رحمۃ اللہ علیہ۔  
 تفسیر:- از علام شیراز مدعاوی، رحمۃ اللہ علیہ۔  
 اس ترجیہ کی خصوصیت یہ ہے کہ بالحاورہ بھی ہے اور لفظی ترجیہ کا تناسب بھی بخوبی  
 رکھا گیا ہے تفسیر میں علام شیراز مدعاوی اپنے علم کا پھر اس خوبی سے رکھ دیتے کہ کم شے  
 لکھے اور اہل علم برپا اسکی سلاست و معنی سنتیں بھیتے ہیں۔ اخصار میں فصلیں کوئی  
 میں دریا چھپائی ٹڑکا ہتماں کوئا ناگ ہیں کرانی کی ہو تمام کا تمام بلاک کاغذ اعلیٰ احتیاط  
 کا سینہ بھٹکا جکہ ملکہ خوشناہی ملکہ خود ہی موجود ہیں۔ ہدیہ بائیس روپے۔

# قرآن بیکر تفسیر

مترجمہ:- حکیم الامۃ مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔  
 اہل علم جانتے ہیں کہ مترجم موصوف کا ترجیہ سلاست و تقاہت  
 میں اپنی نظریں نہیں رکھتا۔ پیش نظر ایڈیشن عمده ولائی کا غدر رحایی زمین  
 اور رونش لکھائی چھپائی کے ساتھ چھپا ہے۔ حاشیہ پر مصیر تفسیری فروٹ  
 ہے جملہ کہ مجھ دس روپے آٹھ آنے دھملہ اعلیٰ تیرہ روپے۔

ماہر القادری کے سفر حجاز کے تاثرات

## کاروان حجاز

کتاب پڑھتے ہوئے آپ محسوس کریں گے کہ جیسے خود رحمۃ اللہ  
 کا طواف کر رہے ہیں اور روضہ رسول پر حاضر ہیں!  
 شعروادب، جو شہیان اور قوتی شاہدہ کا خوش گوار  
 امتراج احمد اور رسول کی محبت ہر سطہ میں جھلتی ہوتی!  
 سفر نامہ نہیں دین دو انش کا مشور ادبی دلوں کو پیکی  
 بیداری کا کاروان حجاز اور ماہر القادری جیسے  
 اویب و شاعر کی حدی خواہی۔ آپ کے دل کی دھڑکنیں  
 گلستانیں گی، اور آپ کی آنکھوں سے خدا اور رسول کی محبت  
 کو آنسو داں ہوں گے۔ خوبصورت سرورِ قادیہ زیب  
 کتابت و طباحت قیمت مجلد چار روپے۔ علاوه ڈالسخیج

## مشتی رسول

یہ ایک شامی حاملم کی معرکہ اللار تصویف  
 ہے۔ جس میں حدیث کی تاریخ پر تحقیقانہ  
 روشنی ڈالنے کے علاوہ صحابہ اور تابعین  
 وغیرہ کے طرز عمل اور دیگر متعلق پہلوؤں  
 پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ تمام دلائل  
 قرآن و حدیث کے حوالوں دلیل ریانداز  
 میں پیش کرنے گئے ہیں۔ قیمت مجلد دو روپے چار کٹے

# اسلام میں گروہ بندی کے اسباب

از جماب قریبہ الرحمی محبوب شاہ

مُنْتَهِيٌّ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ أَمْرُهُمْ يَعْلَمُ بِمَا كَانُوا

يَعْمَلُونَ وَهُوَ الْغَامِرُ كُلُّ أُخْرَى

(ترجمہ) بلاشک جن لوگوں نے اپنے دین میں تفسیریں کر لی اور فرقوں میں بہت مجھے کسی بھی اعتبار سے اُن سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ اُن کا معاملہ اللہ سے تعلق ہے۔ پھر وہی اللہ اُس کو اُنکے اس کردار سے واقف کر دے گا۔

مُنْتَهِيٌّ إِلَيْهِ وَإِنْ تَفْعُلْ فَأَقْسِمُهُوَ الظَّلَّةُ وَكَلْمَةُ  
شُكُورُ وَإِيمَنُ الْمُشْكُرِينَ وَمِنَ الْقَدِيرِينَ فَرَأَ وَأُولُوْهُمْ  
وَكَانُوا اُشْيَعًا كُلُّ حَزْبٍ بِمَا لَدُّهُ فَرَحْنَنْ (وَمَنْ)  
در جر اُس کی طرف رجوع ہو کر اُس سے ڈالتے رہو اور خدا کو  
قام کرو۔ اور مشکرین میں مت ہو جاؤ۔ یعنی اُن لوگوں میں جس  
ہو جاؤ جھوٹوں نے اپنے دین میں تغیری کر لی اور جماعتوں میں  
بہت لگے اور ہر جماعت اپنے مخصوص عقیدہ پر نماز ہے۔

من در جر صدر ایات میں مسلمانوں کو اس امری کا کہہ دی گئی ہے کہ ملت ابراہیمی کا اتساع کریں۔ اور ملت ابراہیمی کو تفسیریں اور پھوٹ سے کوئی تعقیب نہیں ہے۔ اس لئے جو لوگ تغیری کے شکار ہو جائے ہیں تم اُن لوگوں میں سے نہیں ہو جو نک  
یہ رکش اُن لوگوں کی ہوتی ہے جو جو اسے نفس کے تابع ہو کر شرک کے راستہ پر چل رہے ہوں۔ چنانچہ حضور نے اس سلسلہ میں خاص طور پر اوشاد فرمایا ہے:-

الْأَخْمَقُ مِنْ اسْمَ لَفْسِهِ هُنَّ هَارِثَمُتْ عَلَى اللَّهِ  
(ترجمہ) وہ شخص ٹڑاہی احمد ہے جس کا نفس اپنے خواہشات کا اتمام کرے۔ پھر اللہ سے (خیر کی) تمنا بھی کرے۔

تو شخص کی اسلام کی باہمیت اور اُس کی حقیقت سو واقعہ ہے۔ تشبیہن اسلام میں گروہ بندی کو دیکھ کر صرف حیرت میں پڑ جاتا ہے بلکہ اُس کے نزدیک بر ایک حیرت، الگیر عدالت مفہوم خیز سیاست بھی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جس کتاب کو مدھیپ اسلام کا دستور ہے تو کاشوف حائل ہے اُس میں ہر گام پر تفسیریں اور پھوٹ سے روکا گیا ہے۔ اور تنبیہ کیا گیا ہے کہ شفاق و نفاق کی راہ پر صفوٰ والوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہ ہو گایہ طریقہ مشیر کیں کا ہے۔ مسلمانوں کو سیدنا ابراہیم کا اتباع کرنا چاہیے۔ جھوٹوں ذہر سے کہہ دیا گی اور صرف اپنے مالک و خالق کی اطاعت ہی کو اپنا مسلک زندگی تواریخے لیا تھا اپنے اُس راہ ابراہیمی پر ملنے والوں کو چاہیا۔ بصیرت قرار دے کر اس سے اختلاف کرنے والوں کا شمار بے وقوف میں کیا گیا تھا۔ ملا جذب ہوں ذہل کے دفعائیں متوجہ رہیں  
شُكُورًا ذَعْيَنَا إِلَيْكُنَّ أَنِ اشْيَعَ مِنْهُ إِنَّمَا يَعْصِمُ  
خَيْفَاقَ الْمَكَانِ مِنَ الْمُتَّهِبِينَ وَدُنْلُوكَ آخَرِيَّ

(ترجمہ) پھر ہم نے دھمکی بھی تیری طرف وہ یہ کہ تو ابراہیمی کی پیری کو جو مشکرین میں سے ہے ہمیں تھے۔

وَمَنْ يَرْغِبُ عَنْ مِلْوَعَةِ إِنَّمَا يَعْصِمُ إِلَّا كَمَنْ سَفِيفَةُ  
فَشَنَّةُ وَلَفَنُ اِضْطَعْفَيْنَ لَهُ فَاللَّهُ يُعَذِّبُ اَنَّهُ فِي الْاَخِرَةِ  
لِمَنِ الْمَهَاجِرُونَ وَدَعْتَهُ رَوْكَه (۱۲۸)

ترجمہ اور وہ کوئی ہے جو ملت ابراہیمی سے روگر داتی کرے۔ بجز اس کے کوئی کافی بیوقوف ہو گیا ہو۔ بلاشک ہمارا وہ بندہ دینا ہے جسی ہر گز یہہ ہخا اور آخرت میں بھی صاحبوں میں سے ہو گا۔ اِنَّ الَّذِي يُعَذِّبُ فَرَثَّا وَدَعْتَهُ رَوْكَه دَلَالُ شَيْعَانَشَت

سے مراد یا تدوہ آیا تہ رہا ہیں جن کا صحیح مفہوم واضح نہیں ہے  
ذو چہیں ہوں۔ یعنی ان سے ایک سے زیادہ مطالبہ کا رجاء۔ بلکہ  
ہوں۔ پھر اس کے ساتھ اس حقیقت کو بھی واشگاٹ فرمایا گا تو  
کہ جن لوگوں کے دلوں میں کبھی ہے وہی لوگ ان ذو چہیں ایسا  
کہ پھر بھی ٹری جائے ہیں۔ اور یہ ہواستے نفس کے تابع ہونے کا تجویز  
ہوتا ہے اُن کی من مانی تاویل کے اپنا مطلب نہ لئے ہیں۔  
حالانکہ ان آیات مشتبہات کا علم صرف باری تعالیٰ پر کوئے  
اس نے صحت مند علم رکھنے والے لوگ خلوص دل سے کہتے  
ہیں ان پر سارا ایمان ہے یہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔  
محضی نہیں کہ بھی بات حضور صلعم نے بھی اس مسلمین  
تو پھر اسی تھی کہ معلمات پڑھنے کرو۔ مشتبہات پر ایمان  
رکھو۔ جو شخص مشتبہات میں پڑھنے کا اُس کاروین خطرہ ہے پڑھا جائے گا۔  
اس کے بعد اس مسلمان کا تیرسا برہا ہے۔ جیسے ہم قرآن کم  
ہی کو سیدھا دعا استہ قرار دیا جا کر اُسی کا ایجاد کرنے کا شرط تھوڑے  
علم دیا گیا ہے۔ اور تا یہ فرمائی گئی ہے کہ تفرق راستوں پر مت  
چلو۔ اگر تم تفرق راستوں پر چلو گے تو لا زماں اُس کا شیخ یہ ہو گا  
کہ تم بھکر جاؤ گے اور صحیح راست سے ہٹ جاؤ گے۔ پھر اس کی  
تو فتح میں حضور صلعم نے ایک دفعہ میں پر ایک سیدھا خط بچھنا  
اور فرمایا ہے تمہارے رب کار استہ ہے۔ پھر اس کے دلکشیوں  
اور چند نظوظ کھیچو اور فرمایا یہ تفرق راستے ہیں۔ ان نے سے ہر  
راستے پر شیطان ھڑکا رہتے اور اپنی طرف بلا رہا ہے۔  
اس کے بعد آپ سے بخوبی مدارست کی تاویت فرمائی۔ اس سے  
ظاہر ہو گیا ہے کہ قرآن عظیم ہی کی آیات مشتبہات کا سہارہ المکر  
گمراہیں پھیلنے کا انکا ان تھے۔ اس نے اُس پر رہنمی دلی گئی۔  
اور جتنا بائیک لکھنے کی وجہ کوں لوگوں کے دلوں میں کبھی ہے یا ہم نے نفس کے  
تالئیں ہمچلکے ہیں۔ وہ خود تم لوگوں کو اپنی طرف بلا رہی رکھے۔ جیسا کہ  
اوپر والی حدیث میں بتایا گیا ہے۔ اور قرآن عظیم کی آیات کی من  
می تاویل کریں گے۔ تم ہرگز نہ ماننا۔ زمین پر ہنسنے والے ہر شخص  
کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔ حق تو ایک بھی جو نہ تھے اُن کے  
ساتھ۔ یعنی اگر مگر کہا جائے کہ اس تھام نہیں کیا جاسکتا۔ جب کہ  
مشتبہات کے پہنچنے کے ڈھونڈنے کے وہ آیات قرآنی

پھر اس مسلمان میں تھوڑے متفق ہیں کی مخت تاکید کے ماتحت  
ہر اُس رہست کو بننے کر دیا گیا جس پر جملہ کریم جعلت پاچھوٹ اور  
اختلاف میں بنتا ہو جانے کا اندازہ ہے۔ ملاحظہ ہو:-  
(۱) وَاعْتَقِهُمْ وَأَبْكِلْ اللَّهُوَمْبِيْعَا وَلَدَّ ثَقْرَ ثُولَا۔

(ترجمہ)، اور اللہ کی رسمی کو ضبطو طی سے پہلے رہو اور تفرقی کو خوب۔  
(۲) هُوَ الِّيْنَى عَلَيْكِ تَا أُرْثُ الْأَنْبَابِ وَدَآیْ عَرَانَ عَلَى  
(ترجمہ)، اللہ، وہی سچے جس نے تم پر کتاب نازل کی جسیں ہیں  
آیات مخلقات ہیں۔ وہ حقیقت وہی کتاب کی اصل ہیں۔ وہ اُس  
آیات ذوقی مآیات ہیں۔ وہ حقیقت وہی اسی کی وجہ کے دلوں میں بھی ہو  
دہی تو اُس مشتبہ میں پڑ جاتے ہیں۔ فتنہ پھیلانے کی نیت سے  
اور تاویل کرتے ہیں۔ وہ حقیقت اُن کی تاویل کو اللہ کے سوا  
کوئی نہیں جانتا۔ جو لوگ صحت مند علم رکھتے ہیں کہتے ہیں ہمارا  
اُس پر ایمان ہے۔ یہ سب ہمہ اسے رب کی طرف سے ہے اس

ہماریت سے عمل مند ہی ہے ایسا یہ ہے تھے ہیں۔  
(۳) إِنَّهُ عَلَى اِحْرَارِ الْجِنْ مُسْتَعْوِيْمَا تَسْعِّوْهُ دَلَّا  
تَسْعِّوْ اَلْشَفِيلَ مُقْتَرَنِ عَنْ سَيِّدِيْهِ دَلَّكُمْ وَهَشَكُمْ بِهِ  
لَعَلَّمُمْ بِتَعْوِنِ ۤۖ (الانعام، ۶۷) (۶)

(ترجمہ)، پلاشک یہ (قرآن)، میری سیدھی راصھہ۔ پس دلتے  
مسلمان، اسی رواہ پر چلتے رہو۔ اور کوئی راستوں پر مت چلو۔  
تمہاری یہ روشن تم کوراہ حق سے بھٹکا دے گی اور یہ صحیت تم کو  
کی جا رہی ہے تاکہ تم یہ ہیزگاری پیدا ہو جاتے۔  
من درجہ صدر آیات کے تحدید میں ملک دیالی ہے کہ  
مسلمان فکری و عملی ہر اقباص سے اللہ ہی کی رسمی کو ضبطو طی سے  
پہلے رہی۔ اللہ کی رسمی سے مراد حضور صلعم نے قرآن عظیم قرار  
دیا ہے۔ اس محادیث سے ہر مسلمان یہ فرض ہو جائے کہ کتاب اللہ ہی  
کو اپنا رہنہ نیکی میں کرے۔ کیونکہ ہر نوع اُس کا اپنا شان راہ قرآن  
ہی ہو گا۔ اسی طرح دوسری دلیل مدارک کو لیجئے، جس میں آیات  
مشتبہات کا ذکر ہے کہ کے پہلے تو یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن عظیم میں  
مخلقات بھی ہیں اور مشتبہات بھی مخلقات سے وہ آیات قرآنی  
مراد ہیں، جس میں کھٹکتے ہوتے اور امر و فواہی ہوں۔ اور جسکی ایہم  
مشتبہات کے پہنچنے کے امر ہو کر جو ماہر ہے یا اسی کو اور مشتبہات

لیقین کا مقام ہرگز ماحصل نہیں کر سکتا۔ اس سلسلہ میں آیا فیصل  
قابلِلاحظہ میں

(۱) قَدْ أَكْرَمَ اللَّهُ سُلْطَانٌ حَنْقَى فَمَاذَا يَعْدُ الْخَيْرَ  
إِكْرَامَ الصَّادَقَى ؟ فَإِنِّي لَغُورٌ فَوْنٌ مَكْنَلُ اللَّكَ حَفْظَتْ  
حَكْلَمَتْ رَبِّلَكَ عَلَى الْإِنْزَانِ فَسَقَوْنَا أَنَصَرَةً لَدَ بِوْزُونَ  
دَرِّبَرْ بَسْ تَهَارِي بَرْ دَرْشَ كَرْنَي وَالَّلَّهُ دَلِّي الْوَهْبَتْ ہی  
حَقْ ہے۔ اہذا حق اس طرح واضح ہو جائے کہ بعد موانتِ مُحَمَّدِی  
کے لیکا باقی رہ جاتا ہے۔ تم کو ھر سبکے جا ہے ہو۔ اے مخاطب !  
اسی طرح تیرے ربِی باتِ محکملہ بندوں تازراںی کرنے والوں پر  
نامہت ہوتی ہے۔ بلاشک (ہماری ان یاتوں پر وہ پسکریں) کسی  
یقین نہیں لائیں گے۔

(۲) وَتَمَتَّتْ كَلْمَةً سُرِّيْلَكَ صَدَقَلَ قَادِعَدَ لَدَ كَلَّمَدَلَ  
بَحْرَيْنَإِنَّتَهَرَزَهُ لِمَشَوْعِيْمَ الْعَلِيْمَهُ رَنَطَيْمَ الْكَلَّمَتْ  
فَرَأَيَ شَرَصَرَنَ يَمَنْلُوْلَكَ عَنْ سِيْنَيَ اللَّهُوْلَانَ مَعَنْوُنَ الَّلَّهُلَّكَ  
لَدَنَ حَمَرَ لَكَ يَكْلُجَ حَمُوْنَ۔ (العام: بکھڑی ۲۰)

(ترجمہ) اے مخاطب ! تیرے ربِی بی بات سچائی اور عدل کے  
سامنے ہوئی ہوتی ہے۔ اُس کی بات کو بینے کا کسی تو اختیار نہیں کیونکہ  
وہ سنتے والا اور جاننے والا ہے۔ الگ انہیں پر بینے اسے پر شخص کی  
اطاعت کریں گا تو وہ ضرور تجوہ کرو اسی سے ہو کادیں گے۔ یوں نک  
آن کے عمل کی بنیاد پھنس اشکل دلگان پہنچے۔

مندرجہ صدر ایات کے سچے ایسے کیتے ہیں یہ تنلایا یہ ہے  
کِمْنَ کَسْنَے خَلَهُرَمَ جَانَسَنَ کَسَعَجَوْنَچَجَھِیْ اُسَ سَکَسَوْنَچَدَرَوَ  
بَاطِلَ ہِجَوْگَا۔ اور ہر باطِل گرا ہیں را غلط ہے۔ اس سلسلہ کی دوسری  
ایات میں خاص طور پر کہا گیا ہے کہ انہیں پر بینے اسے پر شخص کا  
اتبااع اس لئے نہیں کیا جا سکتا کہ اس میں تو قوی امکانِ سیوا لوگوں  
کی اطاعت کا ہے جو ہر سے نفس کے تابع ہو چکے ہوں۔ اس کا  
طلاقِ اخیں لوگوں پر ہو گا جو نہایت ہوشیاری میں آیا ہے  
وَتَرَانِيْ کُو اپْسِنَظَلَمَ کا شانہ بنائی ہے ہوں۔ سب مانی تاویل کر کے  
لپٹے مطلب کی بات کہہ ہے ہوں۔ الگ۔ لگر۔ لیکن کا استعمال  
کوئی حق کے ساتھ اپنے مطلب کی بات بھی جوڑ رہے ہوں۔  
مانا کا حصہ مسلم کے انشاد کے سب جب قرآن عظیم کی آیت مبارک

دیدیں۔ اور کھنکی بات تھی۔ یہ کہ الگ مومن کی زندگی کا کوئی ایک گوشہ بھی مکمل ہوئی تا خرافتی سے متاثر ہو گیا تو جان پیجھے کر دی کردار اُس کا جیسا عمل کا باعث ہو گا۔ شاید اپ بھول رہے ہیں جو ہمہ مسلم کی موجودگی ہیں مجباً ہمیں یہی سے ایک بہتری تجھے اپنے شخص نہیں کی تاب نہ لارک خود کی کارکتاب کیسا تو شجناہ و تریخیں دھکیل، دیا گی۔ جس کو بخاری نے روایت کیا تھا جو کسی عالمی محدث و ائمہ میں دھکیل، دیا گی۔ اس کا بخاری نے روایت کیا تھا جو کسی عالمی محدث و ائمہ میں دھکیل، دیا گی۔ اس کے ظاہری مرتبہ کا یہ عالم تھا کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت میدان ہر ہیں اُس مجاہد کی چہادی سرگرمیوں سے متاثر ہو کر اُس کے جتنی ہمیشہ کا فیصلہ تحریکی تھی، جب اپنے اس خیال کا افہام اُس جماعت نے ہمیشہ کے سلسلے کیا تو حضور نے اُس کے دوڑ جنی ہونے کی خبر دی۔ مجاہد ہیں سے ایک صاحب فراہم مجاہد کے تھے جنہیں کیلئے لگ لگ کر اور دیکھا کہ وہ جس اپنے سرگرمیوں کے درمیان رخی ہوا۔ اور اس کرب و درد کی تاب نہ لارک اپنی تواریخے خود کی کامنگی ہوا تو وہ دوڑتے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اور اس حقیقت کی خبر دے کر حضور کی رسالت کی شہادت ادا کی۔ اس حقیقت کے سامنے آجھے کے بعد بخاری وہ ماری خوش خالیہ میں نقش برآب ہو جاتی ہیں۔ جوان اختلافی را میں پر پڑھنے والے صاحبان درس و تدریس یا قائم القیل اور صائم الدصر کے تعلق کر جائے ذہن و دلائی پرستوی ہو چکی ہیں۔ کیونکہ وہاں تو ایک شخص بہترین مجاہد ہونے کے باوجود بعض کرب و اذیت پر موت کو ترجیح دے کر عالمی خود کی جیسی خود کشی کا ارتکاب کرتا ہے۔ جسکے تیجیں دوڑ کا ایسہ صن بنادیا جاتا ہے۔ پھر کوئی نکلنے ہے کر ایک صاحب درس و تدریس یا قائم القیل و امام القوم حق سے اختلاف کر کے ہوا اپنے نفس کے تابع ہو کر قفرتی کی راہ پر چلے اور خدا کی کھلی ہوئی تا نفس مانی ہیں خود مبتلا کر کے اور وہ کوئی پہچانے اس سزا کا سختی نہ ہو۔ یہ حقیقت کسی نے پوشیدہ نہیں کہ ہوئے نفس کا انتیجہ ہو کھلا ہوا مشرک ہے اور مشرک کے عقلي سے بخاری تعالیٰ نے خود ہائے آتائے تا دار سے بخاری طلب ہو کر فرمایا ہے کہ ہے کر کے بخاری طلب اگر تم نے بھی مشرک کا ارتکاب کیا تو صورت تھا کہ

فرستے ہیں ان کی تبادلی ہی ہے۔ عوام تو کالانعام ہیں جو کوئی اختلاعی نظریات سے کروٹھے گا وہ قرآن ہی کو بنیاد بنا دی گا۔ اور وہ کو دعوت دے گا اُس کے ساتھ ضرور ایک عجائب ہو جائیگی۔ اس کا انحصار زیادہ تر اُس کے زور بیان اور قوت استدلال کے ساتھ ساختہ اُس کی اس تکمیل سے پہلے کی علمی زندگی پر بھی ہو گا اور وہ وقت اسی ہو گا جو اس ادعا کے قابل نہ کہ اس کا عوام میں قائم ہوا تھا۔اتفاق سنتہ سلطنت قوم نہ تو پختہ ہے نہ باخ۔ جب بھی کوئی تحریک اٹھی ضرور اُس کی تائید کے لئے اس نے کچھ افراد دیئے اور اُس کو پھولنے پھٹنے کا موقع بھی ملا۔ چنانچہ آج آپ دیکھ رہے ہیں۔ بھی مسلمان ہیں جو ایک طوف لا دینی نظریات کو قبول کر کے لفڑا محادد کے راست پر چل رہے ہیں تو وہ سری طوف افسوس مسلمانوں میں سے ایک عجائب بھائی، چکڑا ایسی، جو نوری۔ قادیانی تحریک کو قبول کر کے اپنے آپ کو ارتدا دی کی راہ پر ڈال چکی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ واقعی چیز سے چھوٹے چھوٹے اختلافات ہوں پاکر بھڑکنے اٹھیں۔ اور اگر وہ بندی پر منجع نہ ہوں۔ حضور صاحب کو اس شتم کی دعوت دین کے مقدوس بیاس میں قرآن دست نہ کر دیا کہ دیوار کی وجہی ہو۔ لمسے سے ایک گھن ارش اب ہم علماء مسلمین کیسا میں عامۃ رہیں ایک گھن ارش ذیل کی حدیث بیار کہ یہ میں کر کے کچھ عرض کریں گے۔ ملاحظہ ہو:-

**الْأَدْجَمِقَ مَنْ أَشْيَعَ نَفْسَهُ هُنْوَاهُ دُعْيَى عَلَى اللَّهِ  
دُرْجَتُهِ وَهُوَ أَبْيَ الْجَمِيْعِ ہے جس کا نفس تو اپنے خواہشات کا اتباع  
کر کے اور اللہ سے تو قع اچھی رکھے۔**

یہ کس قریبے و قوفی کی علمات ہے۔ اللہ کی کھلی ہوئی تا فریادیاں کرتے ہوتے بھی اُس سے خیر کی توقع رکھیں۔ کیا یہ علمات مجنہ نہیں ہے کہ کاشت تو مونگی بھلی کی کریں اور تو قع بادا مکی رکھیں۔ پس اسی حقیقت کو سامنے رکھ کر حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ دراصل بے وقوف وہ حصہ ہے جو مسلمان ہوتے ہوئے بھی اپنے نفس کے تابع ہو جلتے اور خدا سے یہ قوع رکھ کر خدا اُس سے راضی ہو جائے گا۔ دراصل اس نہست کے وہی لوگ تھیں جو اپنی زندگی کے ہر گوشہ کو اُس کی اطاعت کے اندر

# سچھر انوں میں دینداری پیدا کرنے والیں ایمان افسوس کتابیں

ذین کی کتابیں مدرسے کے مردوں تین بیجے بکس اور بچی سے پڑھوں اور ان کے پڑھنے سے مدرسے میں دینداری پیدا ہوئی ہے۔

- (۱) پیغمبر رسول کی بچی تعلیم فہد بھر
- (۲) حضرت محمد رسول اللہ انہارت شستہ اور لشیں انہاریں حضور کی بریت پاک بھر۔ (۳) بشری، سبیق انہاریں حضور کی سیرت پاک مر
- (۴) زندگی پیغمبر ایمان و اخلاق اور دینداری پیدا کرنے والی صدیشیں، نہایت دلنشیں انہاریں، زندگی خوبی کا نقشہ کچھ جاتا ہے، بھر۔ (۵) حلیۃ النبی، اس کتب کی پڑھنا، بیانی دی یہی حضور کی زیارت کرتا ہے۔ عمر۔ (۶) حضرت ادم حضرت نوح اور حضرت ہود مطہری السلام۔ در (۷) حضرت مسلم حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہ السلام در فتح حضرت یوسف علیہ السلام اور (۸) حضرت موسیٰ مطہری السلام عمر۔ (۹) سورہ انفال کی آسان اور ایمان افسوس تفسیر بھر
- (۱۰) فضائل صلواتہ اللہ علیہ السلام اور (۱۱) دین کی باتیں، نہایت شستہ پیغمبر ایمان میں اسلامی عقائد و اعمال اور ان کے حقائق کا بیان بھر
- (۱۲) نہاد، نہاد کی حقیقت کا لشیں دعویٰ بیان (۱۳) نہادت عہادت کے مقصد اور حقیقت کی نہایت نور نوشی بھر (۱۴) سیرت قاطر زہرا بھر (۱۵) سیرت حضرت والٹھے اور (۱۶) موتیں کا بہار پا خدا خور توں کے جایت دلنشیں واقعات تین صحن سوہر (۱۷) احتجاج کہانیاں، بزرگان رین کے واقعات نہیں بہت موثر اور بچپ پر لئے ہیں، چار حصہ عمر (۱۸) بیمارے رسول اور

مکتبہ تحقط اردو، رامنگر بنارس (دیوبی)

سچھر کی بیانیں، سبق انہاریں، اللہ انہاریں  
پاک نیزہ لطیفہ، ملکے پھلکے مضافیں  
او طرح طرح سے دلچسپی اور فخری کا هتمام  
ادری سب کچھ اس خصیب العین اور کوشش کیا تھا کہ ہمیں  
بچپ کے ذمہ کو اسلامی سلسلے میں نہ عالماں لے۔ یہ جس  
پندرہ صوصیات۔

## پندرہ روزہ "نور" رام پور کی

جس کا ظاہری حسن اور اندر وہی وچیساں بھی ایسی  
معیاری ہیں کہیے انتہائی سے صرفیت اس کے تظریب ہے توں  
اور بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔  
ہر سال نور کا ایک "سالنامہ" بھی محتاط ہے جو ان  
خوبیوں اور اپنی خصوصیات کے لحاظ سے داقی۔

## نور علی نور

ہوتا ہے ۱۷۸ صفحات کا، سالانہ مالزمانہ خریداروں کا بھی  
چند سے ہی ویجاہت، علیحدہ ہر اس کی قیمت عرض ہے۔ نور  
اپنے پر کیلئے بہتر من مخفف ہے، قرآن کریم کا بھی ہے اسی کیلئی  
ایسیں سیکھنے کی خرد مرد جائز ہے، آج ہی تو جرم رہا۔  
سال بھر کا چند مہنگا چار بڑے میں

منیجہر نور رامپور

# اُلدیمہ حیث

حیثت شملوی

اُگ ہیں اکثر شرما مادہ کوئی کم ہے کوئی زیادہ  
سر پر بھاری بوجھا ٹھاکر تیز پلاس ہے کون پیادہ  
زیست ہے لیکن اپنے سخنا ساغر ہے نیکن ہے بادہ  
دولت ہے جسکوں جائے ہمت عالی ظرف کا دادہ  
دیکھنے والے دیکھنے ہیں کون ہے کس درپر استادہ  
ہم سے کون زیادہ ہو گا دست شکستہ پا افتادہ  
آہ! یہ کافسر الشہادتے سرید روان غیار نہادہ  
آہ! یہ عقل خام کے بندے عشرت فانی کے دلدادہ  
ایسے لوگ دستیولی قپ پر ہوں گے مشکل سے آمادہ  
حیف اگر مسلم نہیں ہے کیا ہے متزل گیا ہے جادہ  
راسے گرامی جو کچھ بھی ہو اپنا تو نہیں اور ارادہ  
جو کچھ بیت چکاے حیثت  
اب اس کا بے کار اعادہ

# بدرہ خیر الامم علیہم الصلوٰۃ وَا

قَسْطَ غَمَانَةٍ

رجھت کبریا القبلۃ وسلام دین کے مقتدا القبلۃ وسلام  
تازش اولیا القبلۃ وسلام خاتم الانبیا مالقبلۃ وسلام  
ہو سلام آپ پر یا شیر دوسرا  
ہم بھی ہیں امتنان پر گرم فوا

دین دنیا کی دولت ہے باقی نہیں وہ دلوں ہیں حیثت بھی باقی نہیں  
بھی دادا خوت بھی باقی نہیں اب وہ بھی ہی شوکت بھجاتی ہیں  
کلبا فردہ ہائیم فرمائے ہیں  
سخت جبور ہیں یا تھے پھیلانے ہیں  
دور متریل ہے ادھڑا ستر خطر کاریں سُست اڑو رہنا بخیر  
برق شعلہ لگن گلشن دین پر وقف الامم ہیں اپنے شام دعمر  
وقتی خضرت سے یعنیت لامپاہیں  
ہیں غلام آپ کے گوئیں گاریں

اف یہ ہنگامہ رستھیز الامان پر نظر منظر بہر تظخون قیان  
خو خربادو نالیں قلب وزیان چوہنگا اپکار کو جاتیں کہاں؟  
چارہ گوئاپکے ما سوا کون ہے؟  
آپ ہیں دادوں کو دوسرے کرائیں؟

حکیمان پارسو کفر و الحاد ہے مدل کے نام پر اچ بیدار ہے  
مالی ہجر بر سرت صیتا ہے سرو دزم کوئین فسیاد ہے  
یادوی کچھ اپنے شیادوں کی  
لانچ روکھی بھی نام لیوادوں کی

# GET RID OF THIS COLD!



● بارہ روز کام کا لگن جھیٹکیں اکابر حد تک ملیند  
● اس لئے روز کام کا خطر بخوبی ہو گئی اسے رکھ کے

## سُحَالِنْ سِرپ

کیلائکیلیکی منزیں رکھ کر آہستہ چستہ پر چکر خود  
بخود حل ہوتا شروع ہو جائے گی اور اس سے لیے جائیں  
لئن بھارت اٹھیں گے جو ناس سے مل کر کچھ اور چھپ کر  
کوئی بڑے مادوں سے پاک کر دیں گے۔

تمت فی بخششی بارہ آئنے۔

ہمدرد دواخانہ (وقت) دہلی

ہمارے مقامی ایجمنٹس اور اسٹاک ہاؤس سے مہرہ ناک فریبی ہے۔



**Hamedard**  
DEWAKHANA TRUST DELHI

# حضرت ابراہیم ارم رحمۃ اللہ علیہ

(بزرگان سلف کی کتاب پریست کا ایک دیامان افراد باب)

**اہستہ ای حالت** اپنے بخوبی کے جیل انقدر بارشا تھے۔

سارے ہوئے تو خدا مجاہیں سوتے کی دعا میں اور ہالیں سوتے کے لیے بچھے لیکر جلا کرتے، ایک شب اپنے نجت پر سب سے تھے، کہ اور ہی رات کے وقت چھٹ پر کوئی آہستہ معلوم ہوتی، اپنے آوازی کہ کون ہے؟ جواب ملکر اپنے کاشنا سائی ہوں، میرا ارنٹ تھوکیا ہے اسے تلاش کرو ہوں، اپنے غریب کو تاراں چھٹ پر اور نٹ کا کیا کام؟ اس نے کہا کہ اسے غافل اکیا یہ ہات چھٹ پر اور نٹ ڈھونڈنے سے زیادہ تعجب خیز ہیں ہے کہ تو اٹھی لہاس میں سوتے کے نجت پر لیٹا ہو رکھدا کوڈھونڈا ہے اپنے تکریم مناثر ہوئے، ابھی اپنے کاشنگ کم رو ہونے پایا تھا کہ دوسرا سے ہی دن ایک اور دو اچھیں آیا، اپنے دربار نام کو بھیتھے اور پورے کزو فر کے ساتھ نجت پر مشتمل ہوئے تھے، ایک طرف سارے اور دوسرے استادوں تھے اور دوسرے صریح طرف غلام صوفی تھے، کہیا کہ ایک ایک شفیع ہمارہ کوک سیدھا اپنے کے نجت مل چلا آیا اور لوگوں میں اس سوتے میں شہر ناچاہتا ہوئی اپنے کہا کہ "یہ سوتے نہیں ہے" اس نے پوچھا کہ "کہا ہے" پہلی بھاں کون رہتا تھا؟ اپنے ۱۲ جنپنے والد کا نام بتایا، اسے پوچھا جا ان سے پہلے؟ اپنے فرمایا "میرا نا را؟ اسی سوتے وہ نام پوچھتا گیا اور اپنے اپنے آباد احمد کے نام بتاتے گئے

**مرتبہ مقام** حضرت ابراہیم ارم اور صوفیہ کے شاگرد بھت یافتھے، جنید بند اور اپنے اپنے نسبت فرمائے ہیں، کہ "صوفیہ کی صفات میں مبنی تھائیں دکڑاں دکڑاں موجود ہیں، ان سب کی کلیہ ابراہیم ارم ہے" "مودا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے کا پاس ادب بخوار سکتے۔ ایک مرتبہ حضرت امام رضا پر اپنے دوستوں کے پاس بیٹھتھے، کہ حضرت ابراہیم ارم اور میرزا لکھے ۱۱۱۴ مسنه فرمایا "سیدنا ابراہیم ارم یہ؟ اپنے دوستوں نے پوچھا کہ "اخھوں نے ہے میرزادی کیوں نکر پاتی؟" بظاہر قویہ آثار ان میں نظر چھیں اسے۔ امام نے جواب دیا "میں خوب جانتا ہوں کہ پر خدا کا حق ہندگی ادا کرنے کی کتنی کوشش کرتے ہیں اور اس کو اس پر کر اس محاملہ میں ہم ان سے بہت پیچھے ہیں۔

وہ حضرت ابراہیم رہ کا بیان ہے کہیں نے ایک مرتبہ خواب میں حضرت جبریل ملائیشیا کو ایک کتاب مانگھوئی تھی دیکھا میں نے پوچھا کہ یہ کیسی کتاب ہے؟ اخھوں نے جواب دیا کہ اس جس اولیاء اللہ کے نام لکھوں گا، میں نے پوچھا کہ کیا آپ میرانا نامیں لکھیں گے؟ اخھوں نے کہا کہ تم قدر کے دلی نہیں ہو، میں نے کہا کہ اگرچہ میں غور خدا کا دوست نہیں ہوں، لیکن اس کے دوستوں کو کو فیض رکھتا ہوں، یہ سستکر وہ خاموش ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا۔

"خدا کا حکم ایسا ہے کہ پہلے تمہارا نام لکھوں گے"

بہت خوش بود رہا تھا کہ حرم کے بڑے بڑے عالی مقام میٹا شانچ تیرے استقبال کو اڑھے ہیں، پھر جب لوگوں نے آپ کو پہچانا تو سخت شرمندہ ہوئے اور آپ سے معافی چاہی ہے اسکے بعد آپ مکہ میں مکونت پذیر ہو گئے اور ہمارا تعلیم درز کر کا ہم چارہ کر دیا۔

**اہل و عیال** | جب آپ بخ سے ردا ہوئے تو آپ کا ایک چھوٹا سا لڑکا تھا، جب وہ بڑا ہوا تو اس سے ماں سے بڑھا کر میرے والد کہاں ہیں؟ نال ساری کیفیت مغلیں بیان کی اور کہا کہ لوگ کہتے ہیں اسے مکمل مغلیں ہیں۔ بڑے سنت کہا کہ اگر آپ احاطت دیں تو میں مکمل مغلیں ہوں، قادر کہہ کی زیارت کروں اور اپنے بائپ کو تلاش کر کے ان کی طبقیں رہوں، ماس پاڑنی ہو گئیں تو آپ کے شہر ہیں منادی کرادی کرو شخصی کا راہ درست کا ہو وہ میرے ساتھ چل جیں اس سے کھانے اور سوئے کا خوش برداشت کروں گا، چنانچہ چار بڑا ادمی تیار ہو گئے اور حضرت ابراہیم امام دہم کے صاحبزادے اپنی والوں اور ان تمام لوگوں کو مکمل مغلیں ہیں، جب بھروسہ میں پہنچ پئے تو صوفیہ کی ایک بہاعت دیکھی، انہوں نے پوچھا کہ "کی آپ ہر ہن اسما ایم ادم کو جانتے ہیں؟ ان لوگوں نے جواب دیا کہ وہ تو ہمارے شیخ مرشد ہیں، صاحبزادے نے پڑ پھاڑ کو انہوں نے کہا کہ وہ لکھاں ہیں نے جمل کی طرف گئے ہیں، ہر ستر صاحبزادے جمل کی طرف روانہ ہوئے، دیکھتے کیا ہیں کہ ایک صدیق الممر ادمی لکھاں ہیں کا لگنا گردن پر رکھے چلا آ رہا ہے، ان کے دل نے گواہی دی کر ہی میرے بائپ ہیں جنما نہ فرماتا فرادر کر دے گے، میکن خبیث کر کے عرض حال کیے بغیر اپنے بائپ کے پیچے روانہ ہوئے، جب حضرت ابراہیم میڈر اپنے کو آدمی کو کوئی رو جمال حوالی کو مال حلال کے عرض خریزے؟ اتنے یہی شخص نے کچھ دنیوں کے عرض لکھاں اپنے خریدیں، اپنے مددوں اور مریدوں میں ائے اور ان کے سامنے وہ نیاں رکھ کر وہ نازیں مشغول ہو گئے، جب حاجی طواف جنم مشغول ہوئے تو آپ نے بھی اپنے مریدوں میں ائے اور ان کے سامنے آگئے، آپ ہمیشہ اپنے مریدوں کو صاحبزادے اپنے اپنے سامنے آگئے، آپ ہمیشہ اپنے مریدوں کو

چھوڑاں سے کہا۔ "یہ مسافر غادی ہیں لہ کیا ہے ایک آکا ہے؟ آکا ہاتا ہے؟"

اس بات سے آپ کو اتنا احتیاط کیا کہ آپ خلاستہ دین دی دیجئے، مگر جب دیکھا تو وہ شخص نائب تھا، آپ کہہ گئے کہ یہ دو اصل خدا کی جانب سے ہدایت کا سامان ہو رہا ہے، فی الفور بادشاہت بھروسہ دی اور درویشی رضیار کرنی، آپ پہنچ کو چھوڑ کر نیا پوچھنے اور ایک چار بڑی برس مکونت پذیر رہے، محشرات کے دن غار سے بھٹکے، لکڑاں ہیں کو جمع کر سے اور وہ صبرے وہ نیشاں پر چاہرہ فردخت کر دیتے، پھر جمجمہ کی نماز پڑھ کر دین خریتے اور نصف حصہ اپنے پیے و مکفر نصف کسی غریب کا دے جلتے جب آپ اس غار سے ٹھکر کر مکمل مغلیں چلے گئے تو آپ کے پر مشتمل الحمد الہا لا تبیر حمد انشا طلبی اس غار کی زیارت کے سچے آئے اور غرباً یا کس بجان ان الشارعیہ ملک سے بھرا ہوتا تدبیجی اتنی ہوشیدہ دیتا جتنا اب ایک در باغ خاص کے زیست سے خوشیدہ دیتا ہو ہے۔

**ملک کی سکونت** | اندکا حال مسلم ہوا تو دنیا کے بڑے گوئے آپ کے شاندار استقبال کی تہاریاں شروع کر دیں، جب آپ کو مصلوم ہوا کہ لوگ آپ کے استقبال میں مکمل مغلیں سے بہت دودھ مل لئے ہیں تو آپ کے دل میں اپنی شکنی اور زندگی کا خیال اپنی اور راپب سے فرمائھاں ہیا کہ نفس کو اس کسر و فدر کی سڑادیں گے، چنانچہ آپ تہاں قابل سے ائے گے زندگے تاکہ کوئی انہیں پہچان نہ سکے، حرم کے خادموں نے آپ کو کوئی کہہ کر پوچھا کہ "کیا حضرت ابراہیم امام دیکھیے اور ہے ہیں؟" حرم کے بہت سے شانچ ان کے استقبال کو ائے ہوئے ہیں:

آپ نے کہا کہ "تم لوگ اس سے دین میں کیا جاتے ہو تو شفاذم اس بات سے سخت برہم ہوئے اور یہ سے کہ "تو ایسے بزرگ و عالی انتداب ادمی کو زندگی کہتا ہے، خدا تھا ست دہ زندگی کیوں ہوئے چلے، زندگی تو دو اصل کو خو دھے ہے۔" پھر آپ کو مارنا شروع کیا، آپ سے فرمایا "کہ جما نی میں کمی تو ہی کہہ دہما ہوں کہ زندگی میں اسی ہوں۔" جب وہ آپ کو چھوڑ کر اسے بڑھ گئے تو آپ اپنے نفس سے ٹھاٹھا لھکے کہ کیوں؟ تو نے اپنی سزا پائی؟

ہوتا چاہیئے۔ اسی وقت میں سے خداستے بھائی کو الہی المحس  
بھی کی محنت تیری بست سے جدا کرنے والی ہے۔ تو اس کی  
جان لیلے یا ہمیری جان سے لے۔ ہم دونوں کی موجودگی منتظر کا باعث  
بن گئی ہے، چنانچہ میری دعا، اس کے حق میں خدا نے فتحیں  
فرماتی۔

### دھرم معاشر

آپ کیجی محسوس کاٹ کر اور کی جکڑ کرنا چاہیئے  
این معاشر پیاری کی کریتے تھے، آپ  
کی محنت اور کی باغ کی جگہ اپنی کی ہے اور یہ تم کی مزید بیان  
بھی کریں ہیں، مگر جو کچھ اپنے پیدا کرنے اس کا ایک بڑا حصہ غرباً  
اور سقینی پر صرف کریتے اور کچھی جمع نہ کرتے۔

### بے نیازی اور استثناء

آپ کے پاس کوئی شخص ایکسٹرے  
بے نیازی اور استثناء در ہم لا یا اور عرض کی کرنا اور کسی  
آپ انھیں قبول فرمائیں، آپ سے اٹکا کیا اور فرمایا کہ "میں  
در دشمنوں سے کچھ نہیں دیا کرنا" وہ بولا کہ "میں تو انہوں نے غرب  
نہیں ہوں۔ آپ سے کچھ جھاکے "جو کچھ مجھے اللہ تعالیٰ سے دے  
رکھا ہے کیا تو اس سے بھی نزدیک چاہتا ہے؟" اس سے کہا ہاں:  
چاہتا ہوں" آپ نے فرمایا "تو پھر وہ کچھ تو لا یا سہ اسے تو ہی جا  
کر نہ کو سب سے زندگی سے ہے"

ایک شخص سے در ہم پڑا در ہم آپ کی خدمت، میں پیش  
کرے مگر آپ سے قبول نہ فرمائے اور جب وہ بہت منت سما جات  
کرے گا آپ سے ارشاد فرمایا "کیا تو چاہتا ہے کہ ان کوئی  
سے حقیر در ہم سے کے عوقب میسر نام قرار دے کے دفتر سے  
کاٹ دیا جائے"

### ایثار و حسن سلوک

آپ ایک سامنہ سے بیٹھنے تین مردوں  
کے سامنے کسی تو قوتی پوئی مسجد میں  
مقیم تھے۔ ایک رات بتا نہیات نعمتی تھی، سجدہ کا دروازہ تو نا  
ہوا تھا۔ اور جو سے پا کا کوئی استظام نہ تھا، اس سے آپ خود  
درداذہ پر جا کھڑے ہوئے اور صبح تک کھڑے رہے، دریافت  
کیا گیا تو نہ سہ میا۔" میں صرف اس سے کھوارنا کر کم لوگوں کو  
ہوا اٹھ لے۔"

سہیل بن ابرار کیم کہتے ہیں کہ "میں حضرت ابرار گھم کے ساتھ

لکھنیں کیا کر سکتے تھے کہ خوبصورت لوگوں کو جو کر دیکھا کر دیکھا کر دیکھا  
میں اپنے اپنے ماجھ کے کو سظر پھر کر دیکھا اور دیکھتے رہے، در یہ لوگ  
اچھے انسان سے سخت تھے جو اپنے چھوٹے طوفان کے بعد جب اپنے سے  
اس کی وجہ پر جھیل کی تھی اپنے بواب دیا کہ "جب یہیں تھے تو روان  
ہوا اخفا تو ایک شیر خوار بچہ کو دہاں پھوڑا یا تھا، میں سمجھتا ہوں یہی  
میرا پچھے ہے میرا پرے میں اپنے کے ایک مرد قاطلہ تھے تھے اور  
خون کے لوگوں کو تلاش کیا، دیکھنے کیا ہیں کہ ایک مرد یا ایک خاتون  
اس کے اندر ایک کرسی پھیلے ہے، اس پہنچکر تو پھر اپنے کیاں تھے اس  
پڑھ رہا ہے اور در رہا ہے، در دلیش سے پہنچا اپنے کیاں تھے  
یہیں؟ جواب دیا کر لٹکے، یہیں اپنے کس کے پیٹے ہیں؟ اس سے کہا  
تھا سے اپنے پاپ کو کل کے سو رجی بخون دیکھا۔ اب یہیں مسلم  
کردی ہیں یعنی بالا کوئی؟ میں سے اس فرستے پہنچا کر کہیں ہمہاگ  
تھے جائیں، کیونکہ وہ تم سب سے بھاگ کر جی یا ہاں آتے ہیں، میرے  
والد کا نام ابراہیم بن احمد ہے۔ سب تو اپنے  
یہیں اپنے کو ان سے چلوں تھے حضرت اس دفت رکن یا فی  
کے ہے اپنے مردوں کے ساتھ پیٹے ہوئے تھے۔ اپنے دوسرے  
ہب پیٹے اور میری کو اتنا ہے دیکھا تو مٹاڑ ہو گئے، جب یہی  
کی خدا اپنے پڑھی تو وہ بھی میرا رہ گئیں، اور بیٹے سے بولیں کہ دیکھو  
یہی تھا سے اپنے بیٹے، بر سون کی جھوٹی کے بعد اس ملاقات پر  
سب کے سب ایسے مٹاڑ ہوئے کہ سبے اھنیار دستے گے، اور  
مقبرہ اتنا اثر انگیز تھا کہ تمام خدا ہر بن بھی رہنے سے، آپ کے ماجھ کی  
کی خشد تاؤڑ کا ہوا ملٹھا کر انھیں فرش اگی، جب ہوش ہیں اسے تو  
باپ کو سلام کیا، آپ نے جواب دیا، اور بیٹل گیسہ ہو کر پہ پھا  
کر بیٹا اسکے درین پر ہوا جیسے کہ دین ملٹھا ہے، آپ نے فرمایا  
احمیڈنڈ پڑھا، پھر پوچھا کہ اس جا ستے ہو؟ بھیٹے نے جواب  
دیا کہ جی ہاں ۱۱ آپ نے پھر تپید کی، اور پوچھا کہ کوئی علم حاصل کیا ہو  
اور جواب اٹھاتا ہیں پا کر پھر قدما شکر کردا کیا، کہا جاتا ہے کہ بیٹے  
نے اسی حال میں آپ کی گوریں جان دیوی، آپ کے مریاں ہوتی  
ہاں سے سخت مٹاڑ ہوئے اور پوچھنے لگے کہ یہ کیا ہوا؟ آپ نے  
جواب دیا کہ "جب یہیں اس سے بعل کیسی بہرا تو اس کی محنت کا دریا  
میرے قلب میں اس درجہ موجز نہ ہوا جو ایسی الواقع خدا کے بیٹے

حاصل کرنے کا بلا شوق ہے، مگر اپ کی ان شرطوں کو قبول کرنے کی وجہ سے جو تین ہیں ہے کو نظر جب اپ سب جزوں پر امتیاز سب بیشتر اور ایسے کوئی کسر و عطا درجی وہاں تک کہ اپنا گھر ہائیکر کرنی چاہیے، وہ کیا ہے کہ اپ خدمت کریں اور ہم خود بھی ملٹے رہیں۔ اپ کو اس کی بات بہت پسند آتی، اور اپنے اس کی صفات دینک لفظی کی تعریف کی۔

**صبر** ایک بارہ پر مخربیں تھے اور تو شہزادہ باقاعدہ، اپنے ۶۰ روپنگ جنگل کی چیزیں مکھائیں اور صبر کی وجہ سے اس خیال سے کہی کو تکمیل نہ ہو، کسی سے کچھ نہ کھا۔

**مرفت** ایک شخص دلت بگ اپ کی صحبت میں رہا، جب وہ جہاں ہوئے تھا تو وہا کہ جو حیثیت پر میرے احمد سیکھیں اپنے بیان فرمائی، اپ نے جواب دیا کہ بھائی ہے تھا۔ تھا سے اندر کوئی عیوب نہیں، میکا کوئی نہیں نے تو کوئی بھی شدت جو کھل کر کے تھک رکھ دیے۔ تم اپنا عیوب دل صدر میں سے پوچھو۔

**فیرت** ایک بار ایک حمام اپ کے لب کے پاس کاٹ رہا تھا اس کا ایک مرید اتفاقاً ہواں اٹھا اور بولا انگر اپ کے پاس کچھ چیز ہے تو اس حمام کو دی دیجئے، اپ نے ایک بھی ان حمام کو دی دیجئے، اس نے ایک سائل ملنے حمام سے ہواں کیا، اس نے کہا، بھی ان الحاضر، اپ نے فریبا کریں تھیں سوتے سے بھری ہوتی ہے، حمام نے کہا اے بخوسیں ہیں بھوپال کی خانوں سے تھیں معلوم نہیں کہ تو بھری مدھیخت دل کی تو بھری ہے۔ مال کی تو بھری نہیں۔ اپ نے دوبارہ دو روپیکر فریبا کر کہ یہ سونا ہے!

حمام نے کہا اسے جھوٹے! اور یہ ہو دگا جس شخص کوئی دے رہا ہوں اسے میں جانتا ہوں کہ کون ہے، اپنے فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت ایسی شرمندگی ہوئی جسے بیان نہیں کیا جاسکتا میں نے فریوس کیا کہ لنس نے اس وقت خوب مزلا ہاتی۔

اپ کا بیان ہے کہیں نے ایک مرتبہ کوئی غلام خریدا اور اس سے پوچھا کہ تیرناام کیا ہے؟ اس نے کہا میری ہے جس سے اپ پکاریں، میں نے پوچھا تو کیا کھائے گا؟ بولا جو اپ کھلاتیں میں نے پوچھا، تو کی پہنچنے لا کہا، جو اپ پہنچائیں، میں نے کہا

صرف میں تھا، اتفاق سے میں پمار ہو گیا، اپ کے پاس جو کچھ تھا وہ سب اپ نے میرے کھاتے پہنچ پر خوش کرو دیا اور میری تیمار داری میں کوئی کسر و عطا درجی وہاں تک کہ اپنا گھر ہائیکر میرا خوش بوجا کر کے رہے، جب مجھے شناہ ہو گئی تو مجھے ہنخوم کر کے سخت افسوس ہوا کہ اپ نے اپنی سواری کا گلہ ادا کیا ہی بیرون خاطر پہنچا، میں نے وضن کیا کہ اپنی تو مجھے بہت اتفاق ہوت لاحق ہے میں کس طرح چل دیں گا، اپ نے فرمایا کہ میرا تھیں اپنی گرفت پر سوار کر کے بجاوں گا، چنانچہ اپ اپنی گرفت پر بھاکر بے تین منزل لاسے۔

اپ ہر روز مزدوروی کو جاستہ اور رات تک کام کرستے پھر تو کچھ ملت اسپتہ دستوں پر خوش کر دیتے، اپ کا مسول تھا کہ میرا کی منازعہ حکم کی جیز خریدتے اور دستوں کے پاس لجاتے، ایک رات اتفاق سے اپ کو دیر ہو گئی اور دوگ اپنا انتقال کر کے تھک گئے، چنانچہ اخنوں نے کچھ خرید کر کھایا بیسا اور مور سے، جب اپ اکثر بیف لاسے اور سب کو سوتا ہو پا یا تو بہت افسوس کیا کہ ہیچ پاسے آج بھوکے ہی سوتے ہے، اپ اسپتہ ساتھ تھوڑا سا آلانے آئے تھے، اسے گورنر ہاؤس اور مال کو پھونکنے لگے، مگر وہ نہ لکھری، اپ بڑی درستک پھونکنے رہے اور بہت شفقت اٹھائی، اسے میں دستوں کی انکو محل کی قی خانوں سے پوچھا کہ اپ کیا کر رہے ہیں، ۶۔ اپ نے جواب دیا کہ نہیں سے تھیں سوتا ہو اپا یا اپا یا اپا کی کتم میرا انتقال کر کے بھوکے ہی سوتے ہے، میں نے چاہا کہ مکانا تھا کہ لوں تاکہ جیسیم جاؤ کو کھانا کھالو ۷۔ اپ کے ساتھی اچھے کے، اس جواب سے بہت شرم مدد ہوئے اور انہوں نے کہا کہ میر بزار افسوس ہم نے اپ کے متعلق کی خیال کی تھا اور بھاری لبست کیا خیال فرماتے ہیں۔

جو شخص اپ کے ساتھ رہنے کی درخواست کرتا اپ اس سے تین شرطیں کرے، ایک یہ کہ اذان میں دوں گلہ اور دو ہی یہ کہ خدمت سب کی میں کروں گا، میری ۸۔ کہ جو چیزیں ہم سب ہماں براہ راست قسم کریں گے، اس میں میں کوئی امتیاز روانہ نہیں رکھوں گا۔

ایک شخص نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ مجھے اپ کی صحبت

عمر نہیں کہ کس درخت کا انار کھٹا ہے، اور کس درخت کا میٹھا  
نرالا کا اپنے بچے ہائے کنگری کے کئے رکھا ہے ذکر نہ ہو جاتے کہ  
مرے چھٹے کے نتیجے، مالک آپ کی اس ریاست پر تجھ بھی بیگیا اور  
آپ کی ملکسرہ امداد رس و ریم پر کچھ اخاذ کر دیا، آپ نے فرمایا  
اب ہیں ملاؤ مدت نہیں کرنا چاہتا کیونکہ آپ تک بچے میسری  
خدمت کی تحریک اسلائی تھی، مگر اب جو سلے گی وہ زید و تقوے کا  
صلوچ ہے۔

**عفو و رکنر** ایک مرتبہ شہر سے باہر ریکس سپاہی آپ کو  
فرما یا، بندہ ہوں۔ اس نے پوچھا تم کون ہو؟ آپ نے جو ایسا  
آپ نے قبرستان کی طرف اشارہ کیا، اس پر سپاہی فہنمباک  
ہو گیا اور آپ کو مارنے کا بھائیگ کہ آپ جو لہان ہو گئے  
جسدا دھانگے تھا کو دیکھا کہ بہت سے لوگ سامنے نہ رہے ہیں  
اس نے دریافت حال کی تو معلوم ہوا کہ وہ سب حضرات حضرت  
امام ہیم امام سے ملتے کے تھے مارے ہیں، اس وقت ملے  
پڑھلا کہ جن کو اس نے کوئی مارے مارے تھے وہ تو بہت مشہور  
ہو گئیں۔ نادم ہو کر وہ تو اپ کے پاس آیا، آپ سوت  
اپنے خون اکو کپڑے دھونے تھے، سپاہی بے اختیار پہکے  
قدموس پر گمراہ اور معاشر اپنے بھائی کیس نے آپ کو بھانا نہیں تھا،  
امام ہیم نے فرمایا کہ میں نے تیرا تصویر میں دستِ معاف کر دیا تھا  
کیونکہ تیری سے موقع ہے کبھی تو تیرے امتحنہ خواہ  
نہ کو میری دھر سے عذاب میں مبتلا ہو، میں ہمیں پاہتا کہ دلوں  
جہاں ہیں میری دھر سے کسی کو کوئی تکلینہ نہیں، سپاہی نے  
کہا حضرت! آپ نے بچے پہلے ہی اپناتام کیوں نہ بتا دیا، اور  
کیوں کہا کہ بندہ ہوں، آپ نے جواب دیا کہ میرے سلیقے اپنے اُو  
سے زیادہ خدا کا بندہ ہونا یا عاشت فخر ہے، اور پھر آخر دو کوں ہے  
جو خدا کا بندہ نہیں ہے، پھر اس نے قبرستان کی طرف اشارہ  
کر لے کی وجہ پر مجی کو اپنے فرمایا کہ ہر روز قبرستان اپا دے ایاد  
ز ہو جاتا ہے۔ اور شہر دران ہر سے حاصل ہیں، اس سے  
میرے تردیک اصل ایادی یعنی قبرستان ہے، کیونکہ میں  
قیامت نکل رہنا ہے۔

وہاں رہے گا، اس نے جواب دیا، جہاں آپ رکھیں، میں نہ  
کہا لاؤ کیا کام پسند کرتا ہے، اس نے کہا جو آپ لینا پسند کریں  
یہ سنتے ہیم ہو کر کہا از سے تیری بھی کوئی خواہش نہیں ہے، لہا  
حضور امیری کیا خواہش ہو گی جو آپ کی خواہش ہے، اس دھری بھی  
خواہش ہے، کام بندے کا بندگی تیری۔

اس کی ان یا توں نے تیرے قلب کو یہ مہمنا شکرا  
میں نے اپنے آپ سے کہا اور غافل، ا تو نے آن تک اپنے

آپ کو خدا کے حواسے بھی اس طرح نہیں کیا ہے جیسے تیرا  
فلام اسے آپ کو پوری طبع تیرے حواسے کر چکا ہے، انہوں  
اپ بندگی کا طریقہ کیجے اس شخص سے بکھرا چاہتے ہیں، پھر میں تھا  
رو یا کہیں بھروسہ ہو گیا۔

**احتیاط و تقویٰ** ایک دخدا اپ ایک دھوت میں تشریف  
لے گئے، دہاں لوگ کی صاحب کا اختصار  
کر رہے تھے، جب وہ بہت دریں کے دنے تو کسی نے کہا وہ تو  
بہت سُست اور ہیں، جلدی نہ آئیں گے، وہ سراہول الخا  
کہ وہ نہایت برزا ج آؤ ہے، اس کے آئے کی امید نہیں ہے،  
آپ نے سن لئے فرمایا، بھائیکو دستور بیک پہنچ دی کھاتے ہیں  
اوہ پھر گوشت، ملکم نے روپی سے پہلے ہی گوشت کھانا شروع  
کر دیا، یہ کہا اور فرمائے تھے، پھر تن دن تک ردہ در کھا اور کھا  
کر کھاتے کی خاطر بھے ایسی بلس میں شریک ہونا پڑا جہاں ملائی  
خوبیت کیجا تی ہے، پھر بعد کیا کہ آئندہ سے ایسی دھوت میں زبانگل  
جہاں دنیا دار صحیح ہوئے ہیں۔

**دیانت و امانت** جس دن اسیں آپ ہائے کی تھیا فی پر  
ملازم تھے، ایک دھراغ کا مالک  
آیا اور کہا اہم ایجمنا نار کو لاو، آپ نے اور بڑے والوں  
دالا اتار کوڑا لائے، جب مالک نے اسے پچکا تو کھا تھا لھلا، بولا  
بچے میخانا نار چاہیے، ہے گئے انساں سے زیادہ خوش رنگ تدار  
سے ائے، اتفاقاً وہ بھی ترش تھا، مالک نے جوڑ کیا، تم میخانہ  
کیوں نہیں لاتے؟ آپ نے فرمایا میں بڑے اور خوش رنگ  
والا اتار لارہا ہوں، اس کے اندر کا ماں مجھے کیا معلوم  
مالک نے کہا تم ایک عرصہ سے ہائے پر ملازم ہو، تھیں اپنے

لئے، انشاء ہے قرآن کی اس آیت کی طرف جس میں فہیت کرنیکو مردہ بھائی کا گھشت کھاتے سے تیری کیا ہے۔

و جدوجہدال کی ساری بہناد لفڑی ملال پر ہے ۔  
**نسانیں** رمضان میں اپنے نام رات نماز پڑھتے ہیں  
 لوگونے بچا کر اپنے کو نہ کہوں نہیں آئی؟  
 اپنے فرمایا کہ تم بھرنا کمکے اسکوم نہیں ہوئے، جس کی  
 رات ہو جلا نہیں بچا ری کالئے، سکے پاس کیے ہو سکتا  
 ہے۔

جب آپ نماز پڑھے چکنے تو اپنے نہ کہوں نہیں ڈھانپ  
 لیتے اور فرماتے کہ میں نہ تاہوں، ایسا نہ ہو کہ نماز ناکری ہے  
 عنہ پر مار دی جائے۔

**اپ فرماتے تھے کہ۔**

**مناجات** اُنی تو جانتا ہے کہ انہوں نہیں اس کرام  
 کے مقابلوں میں جو تو نے بخوبی عطا کی ہے، اور اس اس کے  
 مقابلوں جو اپنے ذکر کے ساتھ بخشی ہے، اور اس فراست  
 کے مقابلوں جو تو نے اپنی عظمت کے نظر کے وقت میں فحکو  
 عطا نہ رہا تھی ہے۔ بچوں میں۔

انہی جو سکون افسوسی کی ذات سے چھڑا کر اپنی بندگی کی حرمت  
 عطا کر۔

**ملفوظات** اپنے کسی درویش کو ایک درویش کے شیخ  
 خواجت کرتے دیکھا، اچھے فرمایا "میں کفار پر  
 کہ تو نے درویشی کو مفت خریدا ہے" اس نے کہا کہ کیا درویشی  
 بھی خریدی جاتی ہے؟ اپنے فرمایا "کہوں نہیں! دیکھو  
 ایک میں ہوں جس نے بیٹھ کیا وہ شاہت کے عوام خریدا ہے،  
 اور اب بھی بیٹھ میں ہوں کیوں نکھل یہ اس سے دیوارہ قبضتی شئے  
 ہے؟"

اپنے ایک شخص سے پوچھا، کیا تو جانتا ہے کہ اولیا کی  
 جماعت میں شامل ہو؟ اس نے کہا، میں جانتا ہوں، اپنے  
 فرمایا کہ اگر تجھے قیام شب، در صیام و روز قصیب در جو تو مفت  
 نہیں۔ مگر دنیا اور آخرت کی طرف ذرہ برا بر غبہت نہ کر مدد کی  
 طرف متوجہ ہو، اپنے دل کو غیر اللہ سے یا کر لے اور کھانا  
 ملال کا کھو لیا کر۔

ایک روز شیخ نے اپنے پوچھا کہ اپنے حلقے سے

**عنم طلبی** ایک چالا شخص شام کے وقت مگر جانے کا

تو اسے خیال آیا کہ آج کے روز میں نے کچھ  
 نہیں کیا ہے، مگر جو کہ رانی پکوں سے کیا کہوں گا، بیخارہ بہت  
 تعلقیں اور تجیدہ ہے، تو اور حیران پریشان مگر کی جانب چلا۔  
 درستہ میں حضرت، بر حمّم کو نہاموش میئے و ملکے کو کہنے والا اسے ایک  
 مجھے آپ پر روشنک آتا ہے کہ اپنے تو اسے امام اور سہی فرقی سے  
 میئے ہیں اور میں ایسا پریشان و حیران جا رہا ہوں۔ اپنے  
 جواب دیا کہ میں سے جس قدر عبادت اور حیرات کی وجہ سبک  
 قواب میں تھے مٹا ہوں تو پتا اس دیکھ دم کا حلم مجھے بنشدت۔

**رزق حلال کی اہمیت** لوگوں نے ایک مرتبہ اپنے

کی شخص کا ڈر کی جو بہت حباب  
 دجدو حلال تھا، اور ریاست بہت کرتا تھا، اپنے خواہش کی  
 کتم بھے اس کے پاس ضرور سے چلو، چنانچہ اپنے دہانے کے لامیں  
 کھا کر اپنے تین دن میرے میں ہمہن رہیے، اپنے تین دھماکے  
 بیان میرے رہے اور اس کے حالات دیکھتے رہے، اپنے  
 اس کو اس سے بھی دیوارہ پا یا بتنا اپنے سنا تھا چنانچہ اپنے کو  
 قیامت اتنی گہم کروں افسردا اور حرم جماعتے ہوئے رہتے ہیں  
 اور وہ تمام رات بیدار و بیغدرہ بہت ہے، اپنے دہانے  
 ایک اس کا حال تو دیانت کرنیں کہیں شیطان نے اس کے اور  
 بہاء نہیں پا تھے، پھر اپنے خیال کی کجھ پریشان دکار رہے  
 پہنچے اس کی عالمکش کرنی پاہر ہی بینی، محل حلال چنانچہ اپنے کی  
 دریافت پر معلوم ہوا کہ اس کی روزی حلال نہیں۔

اپنے کو بھی تین دن کے سیئے میرے اس پل  
 اس سے خواہش کی کہ کوئی تین دن کے سیئے میرے اس پل  
 چنانچہ اسے اپنے ہاں نے آئے، اور اپنا کھانا کھلایا، اذنا فنا  
 اس کا دجدو حلال گھٹ گیا، اس کی شووق و ذوق ہمارا ہا اور اسکی  
 گرجی و چیسراری کتم ہو کر رہ گئی۔ اس نے پریشان مگر کہا ہے  
 پوچھا کہ اپنے سیئے ساتھ کیا کیا؟ اپنے سیئے ساتھ کیا کیا؟  
 تیری روزی حلال کی زنجی، اس لیے شیطان نے تیرے اور  
 جگہ ماضی کر لی تھی، اس بھجنی لفڑی حلال تیرے پیش کیا گیا  
 اصل حالت نہیں اس ہو گئی تھی، مان لینا چاہیے کہ روزانیت اور

کے رہے اور انہیں اس کے ساتھی کرتا رہے۔  
پھر تھے پو کہ ملکا الموت جب جان قبول کرنے والے تو تم  
اس سے کہو کہ بچے تو کرنے کی تجویزی سی مہلت دیے۔  
اس سے کہا وہ ہر قریبی بات نہ سئے۔  
آپ نے فرمایا، جب تم ہیں یہ قدرت نہیں ہو بلکہ الموت  
کو روک سکو اور موت سے پہلے تو ہر کو سکو تو تم پر لازم ہے کہ اس  
وقت کو فتحت سکو۔  
باخوبی یہ کہ جب مٹکر و تکیر تمہارے پاس آئیں تو دلو  
اپنے پاس نہ آئے دینا،

اس سے کہا یہ سی نہیں ہو سکتا۔

فرما اگلے دن کامیابی کے اون کا جواب تھا رکر رکو۔  
چشمی یہ کہ جب قیامت کو علم ہوگا کہ کہہ گاروں کو روڑخ  
میں لے جاؤ۔ تو تم کہہ دیا اس نہیں جاؤں گا۔  
اس سے کہا کہ تو یہ سی نہیں گے۔  
آپ نے فرمایا، اب لازم ہے کہ تم گناہ نہ کرو جب  
اک شخص نے یہ ماتکر کر دیں تو کہ کوئی اپنے فرما لے  
سکتی ہے۔ اسی وقت کوہ کی اور اسی کوہ پر رہا۔  
لگوں سے آپست یہ چاکیا دھج سے کہ ہم خداستہ دعا  
مالکتے ہیں اور قبول نہیں ہوتی۔

آپ نے فرمایا وہ بھی ہے کہ تم ہذا کو جانتے ہو اور اس کی  
بندگی نہیں کر ستے۔ اس کے رسول کو یہ پڑتے ہو اور اس کی صفت  
پر نہیں ملتے۔ قرآن پر متنے ہو اس پر عمل نہیں کر ستے، حق تعالیٰ کی  
حکمت کھاستے ہو اور اس کا شکر ادا نہیں کر ستے، تم خوب ہاٹنے پر  
کہیشت فرمائیں ہو داروں کے سیئے آسستہ کی گئی ہے مگر طلب  
نہیں کر ستے، بھی خوب جانتے ہو کہ روڑخ نافرماوں کے لیے  
بنائی گئی ہے، مگر تم اس سے پناہ نہیں مان سکتے، جانتے ہو کہ شہزاد  
دشمن ہے مگر اس سے عداوت نہیں رکھتے بلکہ ادا اس کے ساتھ  
موافقت کرتے ہو، جانتے ہو کہ موت آئے گی مگر موت کا مسلمان  
نہیں کر ستے، مال یا پ اور اولاد کو اپنے پا ٹھوں قبریں، لکھتے ہو  
مگر اس سے عبرت نہیں ملتے، اپنے خیروں سے باز نہیں آتے  
اور اس پر دوسروں کی عیسیٰ پیشی کر ستے ہو، بتاؤ کہ جو ایسا ہو

ہمارے کیوں نہیں؟ جواب دیا کہ اپنے دین کو پا سئے اور مسلمانی  
کے صاف گذرا جائے کے لئے۔

مختص نے پوچھا کہ اپنے پیشہ کیا ہے؟ فرمایا "میں نے دین  
کو طالبیں دیا کے ہیں اور آخرت کو طالبیں آخرت کے ہیں  
چھوڑ دیا ہے ایسا نے اس دنیا میں خدا کے ذکر کو جن لیا تو اور  
اُس دنیا میں خدا کے ذکر کو پیدا کیا ہے؟

ایک اور شخص نے اپنے پیشہ دیا فت کیا تو آپ نے  
جواب دیا کہ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا کے کارکنوں کو پیشہ کی حاجت  
نہیں ہے؟

آپ سے ایک شخص نے بصیرت کی درخواست کی۔ فرمایا  
"بندست کو گول دے اور سکھ کو بند کر" اس نے کہا میں نے  
اس کا مطلب ہلکا سمجھا، اپنے فرمایا "قصیٰ کا مفہوم بندھوڑے سے  
کھولوڑے اور زبان کو جھلکی ہے اسے بند کر"۔

ایک شخص سے آپ سے کہا کہ اسکے سیخ! میں نے اپنے  
اوپر پڑا تکم کیا ہے، مجھے آپ کو قیامتی صورت فرماتیں جسے میں  
انہاں ہمایا تھا۔

آپ نے فرمایا "اگر تم میری بصیرت قبیل کرد تو میری نہیں  
بچہ اسی ماں سے تباذی جیسیں جلوہ رکھو گے اور یہ میں میں رہو گے  
اول یہ کہ جب تم گناہ کر دو تو خدا کی روڑی نہ کھایا کر دے  
اس سے کہا کہ روڑی دینے والا تو وہی ہے پھر جس کہاں سے  
کھاؤں؟

آپ نے فرمایا کہ یہ بچہ نہیں مسلم ہوتا کہ جس کی روڑی  
کھاتے اس کی نافرمانی کرے، دوسرا یہ کہ اگر تم گناہ کرنا  
چاہو تو اس کے ملک سے باہر نکل کر کرو۔

اس سے کہا اسٹریٹ سے مغرب تک سارا ملک اکمل سکتے  
تھے کہاں جاؤں۔

آپ سے کہا یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ تم اسی کے ملک میں  
رہو اور اسی کی نافرمانی کر دے... تیسرا یہ کہ جب تم گناہ کرنا پا ہو  
قابضی جگہ جا کر کو رجھاں وہ نہیں دیکھ سکے۔

اس نے کہا وہ تو عذیب و ظاہر کا عالم ہے، اپنے  
فرما یا اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ روڑی اسی کی کھوئے، ملک میں اسی

پن سہے، اور کینہنہ اوری عذاب کا مستحق ہے، تیرے کے کسی قسم کی بخشش یا قریب پر فریقہ دہ کیوں نکلے پست ہی ہے اور پست ہی شرمندگی پیدا کر دیتی ہے؟

**فرمایا:** ”کتنی شخص تباہی پر وہ دعویٰ اور جہاد سے کتنی ترتیب حاصل نہیں کرتا، بلکہ صرف وہی شخص کو سکتا ہے جو جانتا ہے کہ وہ کیا لکھتا ہے؟“

**فرمایا:** ”ایک باریں نے ایک راہگوئی کو دیکھا، میں نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں سے کھاتے ہو، اس نے کہا کہ میں اس حقیقت سے ماقصود نہیں ہوں، یہ تو روزی دینے والے سے پوچھنا چاہیئے کہ وہ کہاں سے روزی دیتا ہے، مجھے ان اہل سے کیا سرد کار؟“

اپنے ایک بارِ الاستفایہ سے کہا کہ تم اگرچہ پڑھتے رکھتے ہو مگر تھوڑے بیچنے کے قاتب اے۔

**وقات** ۱۹۶۶ء میں اپنے دنیا سے رحلت کی۔ جب آپ کی وفات ہوئی تو لوگوں نے ادا سجن کہ اگاہ ہو، دوسرے دین کی ماں استقبال کر گئی، لوگ تحریر ہوتے اور سوچنے لگے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے، اتنے میں آپ کے وفات کی خبر مشہور ہوئی۔

آپ کی قبر کا پتہ نہیں ہے، بیٹھتے کہتے ہیں کہ بعد ازاں ہے اور بیٹھتے کہتے ہیں کہ شہر میں ہے۔ بعضوں کا بیان ہے کہ حضرت ابو علیہ السلام کی قبر کے پاس ہے، ایک حدایت یہ ہے کہ آپ اپنی آخری مریضین میں ہو گئے تھے، اور کہیں ایسے حاکر پھیلے کہ ان کی قبر کا بھی پتہ نہیں مل سکا۔

”واللہ! علم بالعقواب“

**اکیری کشہ جات کا مجموعہ** جس قسم کے لکھتا ہے، خصوصاً  
سن، ہاتھی، فولاد، غلی، بست سیس، ہوتا، لکڑ، سکھا، ایک، پاسہ اور جو اہرات ہماری آدھر و کی  
یکلودن نادا اور از جمودہ ترکیں اور جھاؤں کی صفائی کے طریقہ درکشہ  
بنائیں متعلق خاص چیزیں اور جھاؤں کی ستمال خراک اور خاص  
درج ہیں، وقت پر (خود دوپے)، مکتبہ تخلی (لوبنڈا)

اس کی دو کیسے مقبول ہو۔

لوگوں نے ایک مرتبہ آپ سے کہ کرو گشت ہو گا ہے فرمایا کہ میں خریدناد پلیسی، ستا ہو گا۔

جب غیب سے آپ پر کوئی حالت طاری ہوئی تو آپ فریت کہ دنیا کے باہم شاہ کہاں ہیں، ذرا کیسی کہی کیا حالات ہیں اور انہیں کہ تو اپنی بادرشاہت سے شرم آئے۔

**فرمایا:** ”یہ اپنی بادرشاہت کی انسانی کے وقت میں ذات سے بھاگناز یاد ہے۔“

**فرمایا:** ”ہم نے دریشی، ڈھونڈی تو انگریزی پیش آئی اور دوسروں نے تو انگریزی، ڈھونڈی تو دریشی پیشی؟“

**فرمایا:** ”بُرُّ خُصُّ بَنَادِیْ تِبْرِیْ ہو تھوں پر حاضر دیپائے اے سے بھوک لینا ہا ہیے کہ اس پر دوڑاںے بند کر دینے گئیں۔“

ایک قرآن پڑھنے کے وقت، دوسروں خدا کے ذکر کے وقت، تیرے خاذ پڑھنے کے وقت“

**فرمایا:** ”عادن کی ملامت یہ ہے کہ انکا اس کا دل لٹک میں رہے، ہر چیز سے عبرت حاصل کرے، انکو فدا کی قریب دشائی کرے، اس کا سب سے زیادہ عمل طاعت ہو اور جیش

اس کی خطر غدا کی قدرت و صفت کی ماں کیوں پر رہے؟“

**فرمایا:** ”ایک مرتبہ میں نے ایک پتھر استے میں پر اجھا دیکھا، اس پر لکھا ہوا تھا کہ اس کو انت کر پڑو، میں نے لٹک دیکھا تو اس پر لکھا تھا کہ تو جس چیز کو جانتا ہے اسی پر عمل نہیں کرتا پھر وہ چیز کوں للب کرتے ہے جو اتنا ہی نہیں؟“

**فرمایا:** ”کل کے دن وہی احوال ترازوں میں سب سے زیادہ دنیا ہوں گے جو اج جسپرستہ ریادہ گیاں ہیں؟“

**فرمایا:** ”تین پر وے تو سالک کے دل کے آگے سے ضرور ہی اسٹے چاہیں تاکہ دولت کا دروازہ اس پر کشادہ ہو جائے ایک یہ کہ اگر دو جہاں کی بادرشاہت بھی اسے بخشی جائے، وہ خوش نہ ہو کیوں نکلے جو حصے ہے اور جو حصہ ہمیشہ ہمارہ رہنے والے دوسروں سے یہ کہ اگر دو جہاں کی بادرشاہت اس کے پاس ہو، اور اس سے جیسیں لی جائے تب بھی وہ غمیں نہ ہو کیوں نہ ہے کیونکہ

# اسلامی حکومت کے والیاں و امراء

جناب ابو محمد امام الدین صہار آنحضرت

کافر فرض تھا کہ وہ اپنے حدود افتخیر میں اسلامی نظام قائم کر دے رہا پا کرتے تاکہ دنیا عالمی صورت میں اسلامی نظام کے محاسن برکات کا مشاہدہ کر سکتی۔ اگر ایسا ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ دنیا کی قویں جو باطل نظاموں کو سرمایہ حیات بھیج کر ان کے لئے مرث رہیں ہیں ایک صلح ترین نظام زندگی کا خیر مقدم نہ کرتیں۔ لیکن انھیں خبر نہیں کہ ان نظاموں کے علاوہ بھی کوئی نظام ہے۔

عہدو حاضرہ میں دنیا پر قوہ نظام باطل جھائسے ہوئے ہیں ایک جمہوری اور دوسرا اشتراکی۔ ان دونوں نظاموں کو بلکہ دونوں کا دعویٰ ہے کہ عالم انسانی کو حقیقی امن و سکون اٹھیں کیچڑیوں کے زیر سارے میراً ممکن ہے۔ اور کچھی طلاق و بیویوں اخیں کے دریہ میں ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر یہ امر واقع ہے تو جمہوریت و اشتراکیت کے ہر بیگراقتہ ادا خر کے باوجود نوع انسانی کو کہہ طلاق و بیویوں کیوں ہاں نہیں ہے جس کا ان نظاموں کے علمبردار دعویٰ کر کرے ہیں؟ اور کیوں انسانیت مرگ و زیست کی کشکش میں پڑی کرہ رہی ہے؟ اور کیوں دنیا ہالکت و تباہی کے خطرات میں ھٹری رہی ہے؟ قریب المرُّ انسانیت کے اطباء نے حادث ایک کے بعد دوسرا نجیع صحت تجویز فرستے رہتے ہیں۔ لیکن یہ یقین ہے کہ روز بروز صوت سے قریب تر ہی پڑتا جا رہا ہے۔

جمہوریت و اشتراکیت دونوں کے علمبرداروں کا دعویٰ ہے کہ ان کی حکومت دنیا کی حکومت ہوتی ہے۔ مگر کیا امر پذیر، روس، انگلستان، چین اور دوسری جمہوری اور اشتراکی حکومتوں کے سر پرہاہ کار اور کار فرما جوں، کار خانوں، گھبیتوں، یا غوں اور شہروں کے مرکزی علاقوں سے در کے گلی کوچر سے اٹھکر افتخار

پیش لفظ اور حکمران سماں ہوں اسلامی حکومت کہتے ہیں۔ چاہے اس حکومت کے آئین و ضوابط اسلام کے بالکل خلاف ہی گھوٹ نہ ہوں۔ اور ان کے سربراہوں اور کار فرماوؤں کی زندگیاں اسلام کے تعطیلات اسی ہی گھوٹ نہ ہوں۔ حالانکہ ایسی حکومت کو اسلامی حکومت کہنا بالکل غلط ہے۔ صحیح محسنوں ہیں اسلامی حکومت وہ ہو سکتی ہے جس کا مستور و آئین قرآن و حدیث پر بنی ہو۔ اور جس کے کار فرماوں اور حکمرانوں کی زندگیاں اسلامی اعلیٰ اعلیٰ اخلاقیں کا نمونہ ہوں۔ میکن افسوس کہ موجودہ دور میں کہیں بھی مکمل اور صحیح اسلامی حکومت موجود نہیں ہے۔ عام طور پر اسلامی ہی سماں حکومتوں میں جو غیر اسلامی مستور و آئین پر قائم ہیں اور جس سربراہوں اور کار کنمیں کی زندگیاں اسلامی اور امر و احکام کے خلاف ہیں ان حکومتوں پر چونکہ اسلام کی تحریکی ہوئی ہے۔ اور ان کے ہر طریقہ عمل کو دنیا اسلامی تعلیمات کا نتیجہ بھیتی ہے اس لئے ان حکومتوں سے اسلام کے اعتماد و تواریخ کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ بعض اسلامی تقریبات کے موقع پر مسلمان حکومتوں کے فرمانرواؤز سربراہ کار اسلام کے محاسن و برکات پر تقریریں کر دیا کرتے ہیں۔ اور علماء و ائمہ اسلام کے نضائل و مجاہد پر کتابیں لکھتے رہتے ہیں۔ لیکن دنیا قول کو ہمیں علیکم کو دلکھتی ہے۔ جب مسلمان اسلام پر ایمان رکھتے کا دعویٰ کرنے کے باوجود اسلام کے پاہنڈ نہ ہوں تو دنیا اس بات پر کچھی نکاریوں کی سکتی ہے کہ اسلام کو حقیقی حکومت زندگی اور مستور حیات بھی رکھتا ہے اور وہ زندگی کے درست نظاموں سے فائدہ اور برتر بھی ہے۔ مسلمان حکومتوں کے حکمرانوں اور سربراہ کاروں

لینا نہیں۔ ووٹ دینا ہوتا ہے۔ عوام ووٹ دیتے ہیں۔ ووٹ لیتے ہیں خاص جن کے پاس سرمایہ اور سوچ دائرہ ہوتا ہے۔ یا عوام کے لیڈر جو بھیری بکری کی طرح عوام کو اپنے قبضے میں رکھتے ہیں۔ اس نے مالا صاحب اور عہدے صرف اپنی دولت اور لیڈروں کے حلقے میں آتے ہیں۔

اشتراکی نظام و دستور جمہوری نظام سے کچھ زیادہ ہی عوام کی قرب ثابت ہے اسے۔ لیکن اسی اعتبار سے وہ ہونا کافی انتیکھی بھی زیادہ ہے۔ جب ہو رہتے ہیں انسان کو سوچنے، یوں لئے اور لکھنے کی آزادی ہوتی ہے۔ لیکن اشتراکیت انسان کو یہ نیادی آزادی بھی نہیں دیتی۔ اشتراکی حکومت میں لوگ بھروسہ ہوتے ہیں کہ اپنے بیش روں کے رماغ سے سوچیں۔ ان کے دل سے کسی چیز کو بے سند اور ناپسند کریں۔ ان کی زبان سے بولیں۔ ان کی آنکھوں کو دیکھیں ان کے کاؤن سے شیشیں۔ اور ان کے قلم سے لکھیں۔ اور اگر کہیں کسی نے اپنے دل و دماغ اپنی زبان قلم اور اپنی ساخت و نصادر سے کام لیتے کا حوصلہ کیا تو اس کی زندگی کا مقام گولی کے نشانے پر ہوتا ہے یادار کے تختہ پر، اور بدر جذہ اقل اور فہمی ہمیں جسے جمل خاذ کہتے ہیں۔

اشتراکی حکومت کے کسان اتنا اختیار بھی نہیں رکھتے کہ جس طرح چاہیں غلہ پیدا کریں اور جس نرخ پر چاہیں بھیں۔ اسی طرح مزدوروں کو اتنا اختیار نہیں پہنچتا کہ وہ جس قدر چاہیں بخنت کریں اور منہجی چاہیں ابھرتا ہیں۔ ان کی قوت، ان کی صلاحیت، ان کی بخنت، ان کا وقت، ان کی مزدوری غرض ہر چیز حکومت کے اختیار میں ہوتی ہے۔ حکومت ہی کام کا وقت مقرر کرتی ہے، وہی کار کر دیگی کا تعین کرتی ہے۔ اور اسی کی مقرر کردہ مزدوری پر مزدروں کو فناوت کرنی پڑتی ہے۔ کسان اور مزدور اپنے کسی معاملہ میں لب کٹائی نہیں کر سکتے۔ وہاں احتجاج اور ہڑتاں حکومت سے بغاوت کے سرداڑ ہوتی ہے۔ اشتراکی حکومت میں انسان ایک محیب و غریب جلتی بھرتی اور بولتی بات کرنی مشینی کی جیشیت رکھتے ہیں جن کو حکومت کا باخدا اپنی مرخصی کے مطابق استعمال کرتا ہے۔

اشتراکیت کے مرح غاؤں کے حلقوں سے کچھ بھی آیا اسٹانی

اور مخصوص کی گئیں میں پر میکن ہو گئے ہیں یا کیا امریکہ کے صدر راؤس کے ذریعہ افغانستان اور فراس کے اریاض اختیار و اقتدار میلوں کا رخاؤں، مکتبوں اور باخوں میں کام کرنے والے اور شہر کے بیرونی حقوق میں بستے اسے عوام ہیں، وہیاں اریاض حکومت و اختیار کی معاشرت کے انہیں مزدوروں اور عوام ہی کی معاشرت ہی ہے؟ یہ لوگ ایسے ہی مکانوں میں رہتے ہیں جیسے مزدور کے کسان میں مزدور اور عوام رہتے ہیں، یہ لوگ بھی ایسے ہی کھانے کھاتے ہیں جیسے کھانے کسان مزدور اور عوام کھاتے ہیں، یہ لوگ بھی ایسے ہی پہنچے ہیں جیسے پہنچنے کسان، مزدور اور عوام پہنچتے ہیں، یہی ایسی سواریوں پر کسان، مزدور اور عوام پہنچتے ہیں، یہی ایمان اکابر اور عوام کی زندگی کے درستہ شیوں میں پوری یکساں اور ہرگز موجود ہے؟ اگر ایسا ہیں ہے تو جمہوری اور اشتراکی حکومتوں کے عوامی حکومت ہونے کی حقیقت کیا یا تو وہ جاتی ہے؟ میں اسلامی حکومت کے والیاں دامراه اور سربراہ کاروں اور کار فوجوں کے سوا خیانتیں کر کے دکھاؤں گا کہ ان کی اور عوام کی زندگیوں جس کی طرح کا مستقر و تغافت نہ تھا۔ وہ اپنے مکان، اباس، خراک اور ہر اعتبار سے عوام کی سی زندگی لذتستھے۔ بھی ہنر بلکہ ان کی حالت خاندانوں کے ان ٹھوں کی سی تھی۔ جو اپنے متعلقات کا پیٹ بھرنے کے لئے خود کم کھاتے ہیں۔ اور ان کا جسم ڈھکنے کو سلے خود پیٹ پڑانے پہنچتے ہیں۔ اور ان کو ارادم دراحتی ہچاہتے کے لئے خود تکلیف و صعبت برداشت کرتے ہیں۔ وہ ایسا اسلئے کرتے ہے کہ اسلام ان کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔ اور وہ اسلام کے پیٹ پیر و سکے۔

جمہوری حکومت کا دستور نہایت دلکش اور جاذب توجہ ہوتا ہے۔ تحریر کی حد تک عوام کو پورے پورے حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن ان حقوق سے فائدہ اٹھانے کے لئے بھی حالات کی مساعدت کی ضرورت ہوتی ہے۔ عوام پر ہر حال عوام ہوتے ہیں۔ خاص کے مقابلے میں ان کو دسالیں وذر الئی کہاں سترہ دوڑتے کے لئے کسان مزدور اور عوام سب ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے دلکشی، اور اختیار ان کو نہیں ملتا۔ ان کا کام ووٹ

غار میں جاؤ گئے گا۔ محض تجھیلی امداد حادثات سطحی دلائی اور بے بنیاد انداز فکر کا سہارہ لے کر انسانی فطرت کے تعاقبوں اور انسانی ابتدی حقیقوں کو تدبیم و تجدید ہے۔ قسم کر کے ترقی کرود اور ہر حد تک توڑوں کو لینا پسے داشت اور بے شعر لوگوں کے تزویہ کا کوئی فیض نہیں تزلیخ پڑے۔ ہر ٹوپوں عقل و ایسے اور علم و شور کے مالین کیمی اس پستہ دادی ایمانیت کو معقول نہیں کچھ سکتے کہ بدستہ ہوتے ہوئے کامیابی تھاموں کے ساتھ انسان کی بنیادی فطرت و جیلت اور کائنات کی دانی خصوصیات اور سچائیوں کو بھی منقلب مان لیا جاتے۔

زندہ ایک حیات ایک کائنات بھی ایک

دلیل کم نظری قصہ جدید و قسط۔ کم

دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اگر انسان نے میں "تاریخ مولانا ریڈ" پر  
ہماری جہاڑا ایشی و شریں ایک ٹم اور ہائیکرڈر جس کم بھی چیزوں سنالی  
ہیں تو اس سے انسان میں کوئی افرادی ہر قسم کی آزادی، سرتی اور نفع  
جلت جو پہنچے تھی وہی اب بھی ہے۔ وہ پہنچے بھی معاشری اور  
تمدنی ضروریات و نو ازم کا محتاج تھا۔ اور اب بھی محتاج ہے۔ اسے  
جس طرح پہنچے رہنے کے لئے مکان، مکمل ترکیت کے لئے خدا وہ پہنچے کرنے  
کیڑے کی ضرورت تھی اب بھی ضرورت ہے۔ وہ جس طرح پہنچے باہمی  
تعاقبات درد اظہری بھجو تھا اسی طرح اب بھی بھجو رہے۔

جدید علم و حکمت اور تحقیق و ایجاد نے اس کے اخلاق و معاملات

میں بھی کوئی اصلاح و تبدیلی نہیں کی ہے۔ وہ پہنچے بھی خود غرض اور  
نفس پر مسٹ تھا۔ آج بھی خود غرض اور نفس پرست ہے۔ وہ پہنچے  
بھی بددیانت اور خاتم تھا۔ آج بھی اس میں یہ بدا خلقی موجود ہے۔  
وہ پہنچے بھی ظالم و غاصب تھا اور آج بھی ظلم و غاصبیت کام لے رہا ہے  
وہ پہنچے بھی مکروہوں کو حکوم اور علام بنالیا کرتا تھا اور اب بھی بھی  
کر رہا ہے۔ وہ پہنچے بھی اقتدار اور غلبہ کا دیوانہ تھا اور اب بھی بھی  
دیوانی میں مبتلا ہے۔ غرض اس کے اخلاق و معاملات میں قائم مفاسد  
پہنچے جو جو دتھے وہ دور حاضرہ میں پہنچتے بھی زیادہ شدت دتھے کے  
ساتھ موجود ہیں۔ اور اسلام کا اصل مصنوع انسان کو انسانیت کی  
صفات اور رسیدہ ہی شاہراہ پر جلانا اور اس کے اخلاق و معاملات  
کو درست کرنے ہے۔ اس لئے جس طرح جو جو دس سو سال پہنچے دنیا کو  
اسلام کی ضرورت تھی اسی طرح آج بھی ضرورت ہے۔ اور جس طرح

تھے جاتی ہے کہ یہ نظام ایسی اپنے عبوری دوری میں ہے، اعماذ اللہ۔  
جس کی ابتداء ہے ہر اس کی انہما ایک ہو گئی ہے کیونکہ نظام کا سماں اسی  
دوری ہے جو تاہم میں اس کے بانی اور فقار موجو ہو گئے ہوں۔ اسکے  
بعد تو اس نظام میں بتایا جو خاصو انتظام ہو گی پیدا ہوتا ہے۔ اور  
اشرافیت کا حال یہ ہے کہ یہ نئی نظر اشرافیت کا جو سیارہ تھا  
اسے بہتران سے سچ کر ڈالا اور اس کے باقاعدے جو کسرہ اُنی تھی  
اسے اسٹان کے جا فشن پور اکر دیا ہے۔

رد میں حکومت ایک اصولی حکومت کے بھائے روپی  
شہنشاہیت کا مقابل اختیار کر چکی ہے جس کا جبر و تشدید ارشادی  
سے بڑھ گیا ہے۔ اس لئے کہ ارشادی حصی شہنشاہیت تھی۔ اور  
یہ ایک آئندی اور محنت گیر پارٹی کی شہنشاہیت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی معتدل اور متوازن نظام جیتا  
سے جس میں انسان کی شخصی و اجتماعی ہر قسم کی آزادی، سرتی اور نفع  
کی صفائح دکھالتا ہو جو تو وہ اسلامی نظام زندگی ہے۔ اس  
نظام نے جو معاشرہ اور جو سربراہ کار اور دلیان و اصر اپیڈ اسکے  
وہ انسانیت کے لئے آج تک موجود ہے اخراج اور جو نازش ہیں۔  
کسی حکومت کے مکروہ اور کار فرماں کی بے غرضی وہی تھی، ان کی  
صداقت و دویانت، ان کے ایثار و اخلاص، ان کی فرض شناسی  
اور خدمت فلک کی مثال پیش نہ کر سکے۔

کہا جاتا ہے کہ جو جو سو بر س کا اسلام اس علم و حکمت اور  
ایجاد و اختراع کے درمیں مفید و کار آمد نہیں ہو سکتا۔ یہاں کہو  
فلک اسلام کی حقیقت اور انسان کی فطرت سے پہنچری کا ثبوت  
شیئے ہیں۔ علم و اکشاف اور تحقیق و ایجاد اسے انسانیت کے بناؤ اور  
بکار کا ہی تعلق ہے اس کا تعلق تو اخلاق و معاملات کی اچھائی اور  
بُرائی سے ہے۔ اگر انسان کے اخلاق و معاملات درست ہوں تو  
ایجاد و اختراع بھی اس کے لئے باعث علم و اخلاق و نفع ہو سکتی ہیں  
اور اگر حالت بر عکس ہو تو اکشافات و ایجاد اس کیلئے اور  
بھی ہلاکت و تباہی کا موجب ہو جاتی ہیں۔ اگر انسانی کارروائی میاہدہ  
تباجی و بربادی کے خار کی طرف جاری ہو جو تو اسے تباہ و برباد  
ہونے میں پچھے دیر بھی لگ سکتی ہے۔ یہاں کارروائی طریقہ یا ہوائی جہاد  
پر اپنا سفر طے کر رہا ہو تو ظاہر ہے کہ وہ کس قدر جلد ہلاکت و تباہی کر

کتاب قرآن مجید ہے جو تمام جہاں، تمام زمانے اور تمام بی نفع انسان کے لئے دستورِ حیات ہے۔

(۱۴) یہ نظامِ عالم تین طرح وجود دیتے ہیں آیا اسی طرح ایک روز نیستہ نالبود بھی ہو جائے گا۔ اور ایک نیا عالم وجود دیتے ہیں آئے گا۔ جسے عالم آخرت سمجھتے ہیں۔ اس عالم میں انسان کو از سر نہ زندگی عطا کی جائے گی۔ اور وہ خدا کے حضور حاضر کیا جائے گا۔ خدا تعالیٰ انسانوں سے ان کی دنیاوی زندگی کا حساب لے گا۔ اور ہر شخص کو اس کے اچھے اور بُرے اعمال کے مطابق اچھا یا بُرے اپلود کیا۔ ان حقائق کے ساتھ اسلام انسان کو ان کاموں کا حکم دیتا ہے جو انسانیت کی ضلال و بیہودگی، غصہ و ترقی، اور امن و سلامتی کے لئے ناگزیر ہیں۔ اور ان کاموں سے منع کردیتا ہے جو دنیا میں خدا و بُدھنی اور تحریک و تباہی پھیلانے والے اور انسانی عظمت شرافت کو نقصان پہنچانے والے ہیں۔ خدا کے ان ادما روشنوایہ کا پابند ہے ہوئے انسان ردیلو، قیلی و بیلن، ہوانی، جہاز، اٹم اور ہائیڈروجن اور تمام دوسرا چیزوں سے کام لے اور ان ہی انسانیت کو فائدہ پہنچاتے۔ اسلام نہ صرف اس سے منع ہمیں کرتا بلکہ اسے شکی اور اجر و ثواب کا موجب فراہد تیسا رہے۔

بُھی اسلامی حکومت کے دلیان و امراء کے اخلاق و کردار کو اس سے پیش کیتے ہیں کہ دنیا کی قسمیں ان کو دیکھ کر اسلام کی سیرت سازی اور اس کی تعلیمات کی خوبیوں کا اندازہ کر سکیں۔ اور اسلام کی افادت پر خداون کا دل، لوہی دستے توہ سوچ سکیں کہ اسلامی نظام زندگی کا قیام اور انسانیت کے لئے کس قدر خیر و ضلال کا موجب ہو سکتا ہے۔ اس سے ہماری یہ غرض بھی ہو کر دنیا کی توہوں کے لیڈر اور سربراہ کاربن کے بڑے بُڑے دھوے ہیں اسلامی دلیان و امراء کی سیرت و کردار کے آئندے میں اپنے چہرے دیکھیں اور سوچیں کہ وہ اپنے دھووں میں کہاں تک صادق ہیں؟ دنیا کو ایسے ہی نظام کی ضرورت ہے جو یہی سربراہ کاروں اور کار فرماویں کو ختم کرے سکے۔ اس کے بغیر انسانیت کی خزانہ بھی یہ سے بد نہیں سکتی۔ اور نہ اس کی صرفت و شادمانی اور فلاح کا ملکی کا خوب شرمدہ تعبیر ہو سکتا ہے۔ لیکن اب دقت آگئی ہو کر حقیقت پسندی کے ساتھ اسلام کا مطالعہ کیا جائے کہ وہ اس کا مطلب ایسے

وہ ۱۷۰۰ سال پہلے عالم انسانیت کے لئے موجب صلاح و فلاح تھا۔ اسی طرح آج بھی خود فلاں کا باعث ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آج سے ۱۷۰۰ سال پہلے دنیا کو اسلام کی جتنی ضرورت تھی آج اس سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ اس لئے کہ آج کا انسان بُھی دین کو اسلام کی ضرورت ہے کہ اس کے پاس اسلام کے ۳۰ اپنی حقیقی فلاں دیہو دکارو کو فریب موجود ہیں ہے۔ انسانی دلخواہ کا کافی سے زیادہ تحریر ہو چکا۔ شہنشاہیت کے بعد بھروسے ہیت لائی جئی۔ لیکن اس سے انسانیت کا مرض و دو نہیں ہوا۔ بلکہ وہ ایک اور جملک بیماری ثابت ہوئی۔ اس کے بعد اشتراکیت کا لئے تحریر کیا گیا۔ لیکن وہ بھی انسانیت کے لئے پیام برخ تثبت ہوئی اب اول توہی ایسید ہی نہیں کہ انسان کو فریبی تحریر لے سکے گا۔ اور الگ ریا بھی تو اب تک کا تحریر پڑھا ہے کہ وہ محنت کا باعث ہے پیلا کر اسے انسانیت کی بالیں پلاکر کھڑا کر دے گا۔ یہ اور بات ہے کہ پار بخوبی انسان است بھی میسان لے۔ دیکن علطاحی ہو یا خوش فہمی زہر کو تریاق نہیں بنائی۔

اسلام کی حقیقت سے ناد اتفاقیت کی بنا پر یہ سمجھ لیا گیا ہے اسلام علم و حکمت اور تحقیق دیجگاہ کا مخالف ہے۔ حالانکہ اسلام ان پیروں کا مخالف ہیں۔ بلکہ حکم و موت ہے۔ اور ان کی خوصلہ فتنہ کرتا ہے۔ وہ صرف زندگی کے چند بیماری عقیدہ کفر کو کفر اور دینا ہے اور اشیاء اور دہائل و ذرائع کے استعمال کے متعلق حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی کچھ قسمیں لگادیتا ہے۔ اس کے بعد انسان کی ہر قسم کی تحقیقات و ایجادات کے لئے آزاد چھوڑ دیتا ہے۔

اسلام کے خیادی عقیدے یہ ہیں:-

(۱) خدا کی حقیقت ہے۔ وہی انسان اور سام کائنات کا خالق اور صانع ہے۔ اور وہی کار خانہ عالم کو چلا رہا ہے۔

(۲) خدا نے ہیں طرح انسان کو پیدا کر کے اسے زندگی گزارنے کے سامان و دہائل عطا کئے۔ اسی طرح اس سے اپنے رسولوں کے ذریعہ زندگی گزارنے کے اصول و دھنواط بھی تھے۔ خدا کے یہ رسول ہر قوم اور ہر زمانے اور ہر جملک میں ہوتے۔ اس مسئلے کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور خدا کی آخری

خطا پوچھی جاتی ہے تو تعبیر کسی خارجی زجر و تنبیہ کے از خود نادم و پیش مان ہوتا ہے۔ اور خدا سے عفو و عیش مانگتا ہے اسلامی حقانید و اعماق کا یہ تقدیر ہے کہ وہ انسان کے اندر خدا کا الیسا بقین اور اپنی خوف جانکریں لے دیتے ہیں کہ وہ ہر وقت اور ہر حالت میں صداقوں حاضر و ناظر ہوس کریں گے لگاتا ہے۔ اور جہاں اس نے کوئی غلط قدم لٹھانا پا چاہا اس کے دل میں الیکٹریک پیدا ہو جاتا ہے اور خدا کا خوف اس کے اشتبہ ہر کے ذمہ زد ک رہتے ہے۔

خوب آخرت خوف خدا کا لاذی نہیں ہے۔ جو شرمن کے درمیں خدا کا خوف موجود ہو گا وہ آخرت کے معاملات کی طرف سے کبھی بیٹے پر وہ نہیں ہو سکتا۔ پھر مسلمان اور

صلی اللہ علیہ وسلم نے میں شہر و فاق خدا کے فرما بردار اور اطاعت لگوانہ میں  
عنوان حضرت علیہ الرحمۃ الرحمۃ ادا بیان

اوہ عسر کہ القدر کے الکھوں اور صراحت میں شہر کی دشہر میں حکومت و اقتدار کے الکھوں

اور اس مقام میں شہر کی دشہر میں اور اب رشون کی بت اور اس مقام میں شہر کے دالی اور حسام

بھوتے ہوئے بھی آخرت کے انتیتے سے نہ سیر ہو کر لکھاتے

ستھے۔ اخنوں نے تو ڈھونڈ تھے۔ اخنوں نے تو ڈھونڈ تھے۔ اخنوں نے تو ڈھونڈ تھے۔

غذاء سے پہنچ جھر کے اور پہنچ پڑائے کپڑے پہنچ پڑائے کپڑے پہنچ پڑائے کپڑے پہنچ پڑائے۔

خدا کی رضا طلبی کے جذبے نے ان خاص ا manus خدا کے جو ہر اخلاق و عمل میں اور بھی لطفافت اور تابنا کی پیداگردی تھی۔ انکو

انکی خشک اور سادہ زندگی میں وہ لذت و شیرینی محسوس ہوتی تھی جو دنیا داروں اور نفس پرستوں کو عیش و عشرت کا اسباب اور نور دم میں غرق رہ کر بھی ضریب نہیں ہوتی۔ وہ خدا کی اعتماد بندگی اور اس کے ادامہ و نواہی کی پامندی جبڑوں کا رہ کیسا تھا نہیں ذوق و شوق کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ اور اس میں ایک روحانی تھے۔

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ

سو اور کیا ہو گا کہ اپنی ہی پیر سے بیچاگی بر قی جاسے اور اس کے بیوض و برکات سے اپنے کو محروم رکھا جاتے۔

اس موقع پر ہیں اق الملاقوں کو تھیں کافر نہیں بلکہ انسان کو خدا کا نمائی کی دوسری بائیت میں ہے۔ اسے زیادہ سببیتی کی درستی ہے جس کے لئے اس سے زیادہ سببیتی کی درستی ہے۔ اس کے لئے مرتباً جووریت و اشتراکیت کی عنایتی ہے اپنے لئے خود محسوس کریں۔ اور ان دو بڑیوں میں ہے۔

لیکن ہو کر طاغوت کی راہ میں اٹھیں۔ ان کا کام اسلامی نظام انا

قائم دبر پا کرنا، اس کے لئے مناجتنا اور اقام اعلیٰ میڈیوں

اور ارباب حکومت و اقتدار کے سامنے حضرت صدیقؓ حضرت خاروقؓ علیہما السلام حضرت علیہ الرحمۃ الرحمۃ ادا بیان

اوہ عسر کہ القدر کے الکھوں

## خوف خدا اور اندیشہ آخرت

خدا کے تھیں کے ساتھ اس کا خوف اور اس کی رضا طلبی، اسلامی زندگی کا سنگ بنیاد ہے۔ یقین دار اور احساس فرض حقائق صحیح اور قوی ہوتا ہے اسلامی زندگی کی عمارت اتنی ہی پختہ اور سرکم ہوتی ہے۔ خدا کا خوف ایک ایسا نگران ہے جو ہر جگہ اور ہر حالت میں انسان کے ساتھ رہتا ہے، جا ہے وہ خلوت میں ہو یا جلوت میں۔ حکومت و اقتدار کی کوشی پر بال مکار خالی میں مسجد اور مدرس میں ہو یا در قبر، پھری اور بازار اور کلیں دین میں، اور انسان کو غلط روی، غلط کاری، بدلی اور بر کرداری سے رد کرتا ہے۔ اور اگر انسانی مکر دری کے باعث اس سے کوئی لغزش

چھپتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کا قلب "اواؤ نبیب" (بیویت آہیں) بھر فر اور خدا کی طرف رجوع پہنچنے والا پڑیا تھا مگر نہ کھڑی ہوتے تو الگائی کی طرح جسیں دھوکت نظر کرتے۔ وقت اس تدری طاری ہوتی کہ روزتے رہتے بھی بندھ جاتی۔ تو فہم آخرت و بعثت پذیری کا یہ حال تھا کہ دنیا کا دزدہ آپ کے لئے سر زیر بعثت تھا۔ کوئی سر زیر درخت نیکھتے تو کہتے "کاش ایں درخت ہی ہوتا کہ عاقبت کے بھڑکوں سے آزاد ہوتا۔" اسی باعث کی طرف ہو گئتے اور پڑیوں کو جھماستے ہو کے دیکھتے تو سر و آہ ٹھیک کر فرمائے "پردہ اسی بیمار کس ہو گہ جہاں چاہتے ہو چرختے ہو رہے ہو۔ جس درخت کے سلے ہیں چاہتے ہو یہ بیٹھتے ہو۔ اور قیامت میں تم سے کوئی حساب ہو گا نہ کتاب۔ کاش والے بکر بھی نہاری ہی طرح ہوتا!" ایک بار فرمایا۔ "لے کاش ایں میڑ کے کمال کے کاٹتے ہوتے۔ میرے پاس سے کوئی اونٹ لگزتا اور مجھے اپنے منہ میں رکھ کر جانقیاں پھر میں گی جن کو نکل جاتا۔ لیکن انسان نہ بناہر کر۔" خلیلہ دینے کھڑے ہوتے تو سب سے پہلے لوگوں کو خدا سے ٹوٹنے کی وصیت کرتے۔ عبد اللہ بن عکب کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت صدیقؓ نے خطبہ پڑھا جس میں حسب ذیل کلامات ارشاد فرمائے گئے تھے کہ تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈر و اور اللہ کی ایسی تعریف کرو جس کا وہ سزاوار ہے۔ اور امید و خوف توں کو خسلو طرکو۔ اور دعا مانگنے کے ساتھ الحافظ دجال و زلزالی) بھی اختیار کرو۔ دیکھو خدا نے زکریا اور ان کے مگر واٹکی تعزیف میں فرمایا۔

الحمد لله تعالیٰ یہ اسر عنون فی الخبرات یہ دعوتنا سرفہار و رہبا و مکا (الذاخاش عین)۔ (یعنی وہ نکلوں کو معلمانہ میں تیز گام ہوئے کام لیتے تھے۔ اور ہمیں رخصت اور خوف کی ساتھ پکارتے تھے۔ اور ہمیشہ ہمارا خشوع رکھتے تھے)۔

اکثر فرمایا کرتے تھے۔ "لے لوگو! اخدا کے خوف سے رُو د۔ الگر دنماز آئے تو روزتے کی کوشش کرو۔"

ایک روز خطبہ دینے کھڑے ہوتے تو فرمایا۔ "لوگو! پرسال گریوں میں تھے ہیں جی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔....۔" یہ کہل رہے تھے۔ آزاد گلوگیر ہو گئی۔ پھر طبیعت کو سنبھال کر فرمایا۔

کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ قرب حاصل تھا وہ تمام مسلمتوں میں سب سے افضل تھے۔ اگر حضرت نے کہلے لفظوں میں ان کو خدا کی تو شنوی اور تدبیت کی بشارت دی تھی۔ آنحضرت کے دھماں کے بعد صحابہ کر اپنے اخیر، کو حضور کا غلیظ اور جذب نہیں منتخب کیا۔ آپ کے عزم و استحلاں کا یہ حال تھا کہ آپ کے عہد و اخوات کیا، اور بناوت شروع کر دی تو آپ کے اعلان کیا کہ اگر لوگ میرا ساختہ مذہب میں تو میں اسلام سے پھر جانجوں اور باخیوں کا تہبیع مقابلہ کروں گا۔ آپ کے اس حراثت مندانہ اقدام نے ان حضرات کی راستے تبدیل کر دی جو باخیوں کے جگہ کرنے کو درست نہ گھست تھے۔ جانپر سب نے آپ کی راستے سے اتفاق کیا۔ اور بناوت کا تلحیح کر دیا گیا۔ اگر حضرت ابو بکر صدیقؓ علیہ السلام موقع پر مکروری دکھانی ہوتی تو تاریخ اسلام کی تاریخ پھٹکے گئے ہوتی۔

آپ کی قوت و شوکت کی یہ حالت تھی کہ پورا عرب کے زیر اقتدار تھا۔ اور آپ کی فوجیں ایک طرف شام کو میداونہیں رد میں مسلطت کی فوجوں سے نبرد آذنا تھیں تو دسری جانب عراق میں فارسی سپاہ سے سرگرم جگ و سیکار تھیں اور دوں ملکوں میں قمع پڑھ ماحل کر دی تھیں۔ اس شان و شوکت اور عروج و اقتدار کے باوجود آپ کے وفات اور ہر کام میں خدا سے دُلتے رہتے تھے۔ اور آخرت کی باز پوس سے ترساں اور ہر اسامی بیہتے تھے۔ یہ تجھے تھا اسلامی تبلیغ و تربیت کا جس نے آپ کے دل و دلاغ اور علاق دکردار کیلئے پاکیزہ ملپٹے میں مُتعال دیا تھا کہ الرُّزْ دنیا کی حکومت و فرمانروائی بھی آپ کے باخیوں میں آجاتی جس بھی آپ کو دخوب خدا سے بے پرواہ کر سکتی تھی اور نہ آپ کے اخلاق و کردار میں کوئی فرقی واضح ہو سکتا تھا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ نہایت رفیق القلب تھے ہوئے تھے۔ آپ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تو خشوع و حضور عکس کے باعث آنکھوں سے بے اختیار آسنجواری ہو جاتے تھے۔ اور اس قدر بھروسہ بھروسہ کر دوتے تھے کہ آس پاس کے لوگ جمع ہو جائتے تھے۔ نرم دلی اور رفت کے باعث ہات پر سر داہیں

آیت انہما امشکو بثی و حز فی الی اللہ پڑھ کر اس قدر سے روئے تھے کہ میں یونہ کی آواز سننا تھا رفت قلب، اور عبرت پیری کا یہ عالم تھا ایک روز صحی خانز میں سورہ یوسف شروع کی۔ اور جب اس آیت پر پہنچے۔ ما پیضت عیناً من الحنف مصطفیٰ تھے تو زار و قادر و مسلط۔ یہاں تک کہ درمیان ہی میں قرأت ختم کے روکوچ پر تجوید ہو گئے۔

الام حسن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن زار پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے۔ ان عذاب سربک لعل قرمائلہ من دافع۔ دلابشد تیرے رب کا عذاب داقع ہو کر رہنے والے ہے۔ اسے کوئی ملت نہ والا نہیں۔

تو اس قدر متاثر ہو گئے کہ روئے روتے انکھیں سوچ گئیں اسی طرح ایک دفعہ سورہ تکویر کی تلاوت کر رہے تھوڑے جب اس آیت پر پہنچے۔

وَاذَا الصَّحْفَ نَشَوَتْ دَجَبْ اَعْمَالَ نَاسِ كَمُوَرْ جَائِئِيْ  
تو بے ہوش ہو کر گرپٹے۔ اور کئی دن تک اسی حالت رہ چکا۔ وہ  
عیادت کو آئے تھے۔ اسی طرح ایک دفعہ آیت۔

دَإِذَا الْفَوَانِ هَلَمِكَا نَاصِيفَا مَقْرَبِنِ دَعَا بِهِنَالِكْ  
تبولہ دا جب انھیں زخیریوں میں یاندھ کر ایک تنگ بلگ میں  
ڈال دیا جائے گا تو وہ ہوت کوپکارنے لگیں گے۔

تو اس قریشوی و خضوع طاری ہو اکثر کوئی شخص جو  
ان کے عال میں واقف نہ ہوتا دیکھ لیتا تو کچھ تاریخی حالت میں ہے  
پرداز کر جاتے گی۔ دخلخاں راشدین،

ایک بار کسی شخص کے ٹھرکی طرف سے مُرد ہوا وہ نہ زیں سورہ "والطور" پڑھ رہا تھا۔ جب آیت ان سذاب را بخش دیا تھی پہنچا تو آپ سواری سے اُتر پڑے۔ اور دیوار سے شیک لگا کہا ویر  
ٹک بیٹھ گئے۔ اس کے بعد لپٹنے لگھ راستے تو ایک بیٹھنے تک بیمار بیٹھ گئے۔ لوگ دیکھنے کو آئے تھے۔ اور بیمار ہی کسی کے کچھ سہی راتی کھی

حضرت عمر بن خلیفہ ہوئے تو حضرت ابن عباس نے کہا کہ۔  
مُحَمَّد نَبِيٌّ کوئی بات نہیں۔ آپ نے رسول اللہؐ کی رفاقت کا  
حق ادا کیا۔ اور وہ آپ سے راضی ہو گئے۔ پھر ابوؑ کی رفاقت کا

"پار مال گرجیں میں تھا کے تی صلی اللہ علیہ وسلم سے ساختا۔۔۔"  
اتا کہا اور پھر رونے لگے۔ پھر فرایا۔ آپ ارشاد فراستہ تھے کہ اللہ سے گناہوں کی عیشش اور دنیا اور آخرت کی عافیت طلب کرو۔

### خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ دوم تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضور نبی میں آپ کو خصوصی امتیاز حاصل تھا۔ آپ اسلام سے پہلے بھی انتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ اور حلقہ اسلام میں بھی داخل ہوتے تو اس شان کے ساتھ کہ اسلام کی مشمع مسکرا گئی۔ اور بیت اللہ حلگا گیا۔ کوہستان مکنے پہلی بار اللہ تکریز کا لغزہ جاں فراستا۔ جو بارگاہ نبوت سے حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کی حسرت میں بلند کیا گیا تھا۔

حق کے ساتھ حضرت عمرؓ کی محبت اور باطن کے ساتھ انکی دشمنی حرب لشکری۔ اس لئے وہ ناروی اعظم کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔

حضرت ابو بکر کے بعد خلافت میں شام و فارس میں جنگ جہاد کا جو سلسہ شروع ہوا تھا اس نے خلافت قارونی میں اور بھی وصفت و ترقی اختیار کر لی۔ اور اسلامی فتوحات کا سلسہ ہے بھی کہیں زیادہ کمیج ہو گیا۔ یہاں تک کہ شام اور مصر میں روئی ہنسنا ہیت کا چراغ اُنگ ہو گی۔ اور فارس کی شہنشاہیت دنیا کے جغرافیہ کے سورہ گئی۔

بایں ہمہ عروج و اقبال اور بایں ہمہ شام و شوکت حضرت قارونی اعظم رضی اللہ عنہ خدا سے بیدار نہیں رہے تھے۔ ان کی پوری زندگی احمد اکے کھوت اس کی رضا طلبی اور خوبی حضرت کا عملی نہود تھی۔ آپ خشوع و خضوع کے ساتھ رات رات ہر خانز میں پڑھتے جب صحیح ہونے کو آئی تو ٹھر والوں کو جگاتے۔ اور یہ آیت پڑھتے۔ اُن مرادھاٹ بالصلوٰۃ المذاہنے ٹھر والوں کو خانز کا حکم دو۔ اور خود بھی اس پر مجھ رہو۔ میں از میں عموماً ایسی آیتیں پڑھتے جیسی تیسیت کا ذکر یا خدا کی عظمت و جلال کا بیان ہوتا۔ اور اس سے اس قدر متاثر ہوتے کہ روئے ہوئے بھی بندھ جاتی۔ حضرت عبد اللہ بن شداد کا بیان ہے کہیں باوجوں کے بھلی صفت ہیں رہتا تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ

حضرت عربے پا چھا۔ ”کیوں انہوں نے کیا کیا ہے؟“  
ضیغف کہنے لگی۔ ”جب سے وہ خلیفہ ہوتے جھٹے آج تک  
بیت المال سے ایک سپتھیں ملا۔“  
حضرت عرضے فرمایا۔ ”ٹری بی عمر کو تمہاری حالت  
معلوم نہ ہوگی۔“

ضیغفہ بولی۔ ” سبحان اللہ! آپ نے یہ کیا کیا؟ جو شخص  
خلیفہ ہوا اسے یہ معلوم نہ ہو کہ مشرق و مغرب کے درمیان کیا پورا ہے  
میں نے مان نہیں سکتی۔“

ضیغف کہیہ الفاظ سنن تھے کہ حضرت عمر کا دل خوف  
خدا اور خلافت کی ذمہ داریوں کے احساس سے لمبا ہے۔  
آنکھیں شک لود پڑیں۔ دل میں کہا۔ ”عمر اچھا پروفوس  
ہے، تیری رعنایا تھی کہ اس طرح میاٹھ کرتی ہے۔ پھر جسے  
زیادہ علم دین جانتا ہے۔“ پھر ضیغف سے مخاطب ہو کر آپ نے  
فرمایا۔ ”ٹری بی! اپنا دعویٰ تم کہتے ہیں تو وہ خست کر سکتی  
ہو۔ میں عمر کو اس پر راضی کرلوں گا۔“

ضیغف نے کہا۔ ”اللہ تمہارے اوپر رحم فرمائے۔ جاؤ،  
اس وقت ہم سے سخر رکرو۔“

حضرت عرش نے کہا۔ ”میں تم سے سخنیں کر رہا ہوں“  
آخر آپ نے کچھا کچھا کر ضیغف سے میں درمیں اس کا دعوے  
فرید لیا۔ وہاں سے ائمے پڑھنے ہی واتے تھے کہ حضرت علی اور  
حضرت عبید اللہ بن حود آگئے۔ اور انہوں نے کیا ”امیر المؤمنین“  
کہہ کر مسلم کیا۔ ضیغف معلوم کر کے کہ آپ ہی امیر المؤمنین ہیں،  
بہت ڈری۔ آپ نے اسے اطمینان دلاتے ہوئے فرمایا۔  
”ٹری بی! تم کسی بات کا خوف نہ کرو۔ اور پرہیزان نہ ہو۔ تم نے  
تو کچھ کہا۔ ملک صح کہا۔“

اس کے بعد آپ نے چڑی کے ایک ٹکٹے پر پہنچا کی  
”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔“ عمر نے فلاں ضیغف کے اپنے انتکاء  
خلافت سے اب تک کاہر طرح کا دعویٰ بیس درمیں سے خرید لیا۔  
اب الاروہ قیامت کے دن الشتعالی کے حصوں میں کوئی دعویٰ  
کرے تو میں اس سے گردی ہوں۔ علی اور عبید اللہ اپنے گاہ ہیں۔“  
حضرت عمر فاروق کی خواراک اتنی معمولی اور وحشی بھی ہے۔

حق ادا کیا اور وہ آپ سے راضی ہو گئے۔ حضرت اصحاب  
کی رفتار کا حق ادا کیا۔ اگر آپ ان کو داشت عذر ای دے کر گئے تو  
وہ آپ سے راضی رہیں گے۔ ”حضرت عرضے جو اب دیا۔“ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کی رفتار کت تو ایک احسان اپنی تھا۔  
یہ چھرا ہبھت صرف تمہارے اور تمہارے اصحاب کے لئے ہے۔ خدا  
کی قسم، الگز میں کی طرح بر سونا بکھر دیا جاتے تو میں اس کو دیکھ دیا  
آجی سے بچے کو ترجیح دوں گا۔“ (اسرة صحابہ)

شدت خوف تیامت کی وجہ سے حضرت عمر کو یہ غنیمت  
معلوم ہوتا تھا کہ الگر وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ تو کم از کم  
ہذا آپ دوزخ سے توانک جائیں۔

ایک بار آپ نے ایک صحابی سے کہا۔ ”ایسا تھیں پہنچ  
ہے کہ ہم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام ناٹے۔  
ہجرت کی، جہاد کیا، اور بہت سے نیک کام کئے۔ ان سب کا  
تواب تو ہم کوں جاتے۔ میکن آپ کے بعد ہم نے جو نیک کام کئے  
تو اس کے بعدے میں صرف دوزخ سے بچ جائیں۔ اور عذاب د  
ثواب سرا بر سرا بڑھ جائیں؟“

انہوں نے کہا۔ ”خدی کی قسم نہیں، ہم نے آپ کو بعد ہمی  
چہار کیا اور وہ رکھا، نماز پڑھی۔ بہت سے نیک کام کئے اور ہمارا  
ماچھر بہت سے لوگ اسلام ناٹے۔ ہم کو ان اعمال سے ٹری  
ٹری تو نعمات ہیں۔“

حضرت عرضے فرمایا۔ ”اس ذات کی قسم جس کی رائحة  
میں میری جان ہے۔ مجھے تو یہ غنیمت معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان کے  
بیٹے عذاب سے تجھ جائیں اور نیکی و بدھی سرا بر سرا بر سو جائیں۔  
ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کاشم تشریف لے گئے  
تھے۔ وہاں سے اپنی آنے کے بعد نہیں کشت کر کے دگوں سے  
حالات دریافت کر رہے تھے۔ اسی مسلمان میں ایک ضیغف کو ملا تھا  
بہری۔ ضیغف آپ کو پہنچا تو نہ تھی۔ اس نے آپ سے پوچھا۔

”قصیں معلوم ہے کہ آج کین عکس کرنے ہیں؟“  
حضرت عرضے جو اب دیا۔ ”ابھی شام سے اپنی زیارت  
ضیغف کہنے لگی۔ اسٹرالیا میں میری طرف سے جزاۓ  
خیر نہ دے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبیوں سے سوم تھے۔ اُنحضرت کی دو  
حبابیں زادیاں باری باری آپ کے عقد میں آئی تھیں۔ حضرت  
ابو حکیم رضی حضرت عزیز کے ساتھ آپ کو جھی جنت کی بشارت مل  
چکی تھی۔ تمام اسلامی ملکت جس میں شام، صور عراق، ایران سب  
شامل تھے۔ آپ کی خلافت و امارت کے ماقبل تھی۔ اس مرتبہ و  
منصب کے باوجود آپ کے خواستاخ، اور اندیختہ آخرت کا یہ عالم  
خدا کا ایک مرتبہ اپنے تسلیم اپنے غلام کا کام مر جو دیا تو آخرت  
کی باز پریس کے قیام سے آپ کو آتا ہے بیان کیا کہ آپ نے غلام  
سے فرمایا کہ تم خود سے قصاص اور اور بیرا کام و بڑوٹ اس زخم  
کی تعقیل ہیں آپ کا کام اپنے انہیں لے لیا۔ اپنے اپنے نشوونا  
یوں نہیں زور سے حر جڑو! میں نے زور سے حر جو اتما دینیا میں  
قصاص کا ہو جانا آخرت کے قصاص سے بہتر ہے (فلفل کار شدید)۔  
حضرت عثمان اکثر خوف خدارندی اور فلک اُخرت سے  
آبیدید تھے۔ وہ متین زندگی کے اڑاں کا خال جیشہ داس سیگر  
رہتا تھا۔ سائنس سے جانہ گذرنا تو کھلات ہو جاتے اور سب احتیا  
آنکھوں سے آنسو کل اکتے بیقروری سے گذرنا تو اس قدر  
روتے کر لیں بارک تر ہو جاتی۔ لوگ کہتے کہ دو بیخ و جنت کو  
نکر دی سے تو آپ پر اتنی رفت طاری نہیں ہوتی۔ آخر مقبرہ  
میں کیا خاص بات ہوتی ہے کہ آپ سبے قرار ہو جاتے ہیں؟۔

فرماتے کہ اُنحضرت میں اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اُنحضرت کی  
سب سے بیکلی تزلیج ہے۔ اگر یہ حل آسانی سے سطھ ہو گیا تو پھر  
تامہنڑیں کسان ہیں۔ اور اگر اس میں دشواری میش آئی تو تامہ  
سر جلد دشوار ہوں گے۔

خلیفہ نہیاں حضرت علی رضی اللہ عنہ اُنحضرت علی رضی اللہ عنہ  
رسول سے پہلے اسلام یقینی تھوں کیسے والے احمدور کے داماد حضور کی  
سب سے تکریم صاحب زادی سیدہ فاطمہ کے شہر اور حضور کے  
خلیفہ چہارم تھے۔ آپ حضور کی خدمت اور اسلام کی حمایت میں  
بہت پروری دیا تھی۔ آپ کے بھی عقیلی ہونے کی خوبیوں  
اندازہ آپ کے دیکھ دوست ہزار اسدی کے بیان کیا جسی طرح

ہوتی تھی کہ جہاں یا سفر آتے تھے تو ان کو آپ کے ساتھ ہکھانتے  
میں تکلیف ہوتی تھی۔ کیونکہ وہ ایسی سادہ اور سمجھوئی غذائی کا عادی  
نہیں ہوتے تھے جوں بن العاد میں آپ کے ہکھانے کے وقت موجود  
ہوتے تھے۔ لیکن شریک نہیں ہوتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عزیز  
نے وجہ پر جھی تو کہا کہ آپ کے دست خوان پر ایسی سادہ اور سمجھوئی  
غذا ہوتی ہے کہ ہم لوگ اپنے لذتیہ اور قیسیں کھانوں پر اسکو منجع  
نہیں دیتے۔ حضرت عزیز کہا۔ تکیم سمجھتے ہو کر میں قیمتی اور لذیذ  
حسنا ہکھانتے کی مقدرات نہیں رکھتا۔ تکم ہے اُس ذات کی جیکے  
ما تھیں سیری جان ہے، اگر قیامت کا خوف نہ ہوتا تو میں بھی تم  
لوگوں کی طرح دنیاوی عیش و عشرت کا دلدار ہوتا۔ (طلقاً کار اسیں)  
آخرت ہی کی بازیوں کا حساس تھا، جس کے باعث پر اپنے  
اور اپنے اہل و عیال پر بیت المال کا ایک جگہ بھی ناجائز صرف  
کرنا گو ادا نہ تھا۔ ایک بار حضرت ابو موسیٰ اشری فیصلتِ المال  
کا جائزہ لیا تو اس صرف ایک در جم موج دھما۔ انہوں نے اس  
خیال سے کہ یہاں کیوں ٹی اڑا ہے، اُنھاں کھرست عزیز کے ایک  
صاحب زادی کو دیتے دیا۔ حضرت عزیز کو معلوم ہوا تو انہوں نے  
در جم سے کمیتِ المال میں داخل کیا اور ابو موسیٰ اشری کو باکر فریبا۔  
آنفسوس احمد کو مدینہ میں ایں انہر کے سوا ادو کوئی مکروہ نظر نہ آیا۔ یعنی  
پوکر قیامت کے دن تمام امیت ہمیزی کا مطالبہ سیری لگوں پر ہوا۔  
ایک بار آپ کہیں جاتے ہے تھے۔ اسستی میں سے ایک تکا  
ٹھکانہ اور کہا۔ کاش میں بھی خس و خاشاک ہوتا۔ کاش میں پیدا  
ہی نہ کیا جاتا۔ کاش سیری بانجھے رخصی۔

غرض حضرت عزیز کا دل ہر چیز خوف اُخوت ہے لرزائی قریباً  
رہتا تھا۔ اپنے ذریعاتے۔ کہ الگ آسمان سے عدالتیہ کا ایک ادمی  
کے سوا تمام دنیا کے لوگ جنتی ہیں، تب بھی مرا خانہ کا خوف نہ اک  
زندگا کا شایدہ ایک بیضت انسان ہیں ہی چون۔ (اختصار اشیاء)  
بانفل آخری وقت میں اپنے اپنا ستر زمین پر رکھ کر یا اور  
پسراہا۔ عزیز کی غرابی ہے اگر یہ در دکانے اس کی خطا اُس کو  
بچش نہ ریا۔

خلیفہ سوم حضرت عثمان غیری رضی اللہ عنہ اُنحضرت عثمان  
احضرت عثمان

نلا سکا۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا تکوں اور آخرت کی باری پر سماں کا خیال دوسرا نہ رہا۔ جس کی وجہ سے میں ذہن سرکاری مال میں تصرف نہیں کیا۔ الہمی نے کچھا کہ حضرت عفاف و عق رضی اللہ عنہ نے کوئی ادمی دیکھ جمال کے لئے ان کے ساتھ مجھ دیا ہے کہا اور اسی وقت حضرت عفاف و عق رضی اللہ عنہ کو گھر لیں اور ان سے شکایت کی کہ معاذ اللہ رسول مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم اور علیہ السلام رسول حضرت ابو بکر صدیق بن ابی قحافة کی نظر میں امانت دار تھے۔ آپ نے ان کے ساتھ گھبیان کیوں بھجا۔ حضرت عفاف و عق نے حضرت معاذ کو بڑایا اور ساجر اپنے چہا۔ حضرت معاذ نے تمام صیغت حال بیان کر دی۔ حضرت عمر بن حنفیہ لے کر اور الحسنؑ کو محنت فرمایا کہ اپنی الہمی کو دے دیں۔

راسلانی گھبیان،

حضرت معاذ نے جہا دشام میں کافی حصہ لیا تھا اس عرصہ کے اختتام پر شام میں طاغون پھیل جیسیں دوسرا سے جلیل القدر رحماء کے ساتھ حضرت معاذ نے مجھی دفاتا پائی۔ حضرت معاذ پر آخرت کا تکوں کسی شدت سے طاری تھا۔ اس کا اندازہ آپ کے آخری وقت کے حالات سے ہوتا ہے جس روز آپ نے دخالت پائی اس کی وجہ کو فرمایا۔ اُس رات سے خدا کی پناہ جس کی صبح تمیں میں داخل کرنی ہو۔ رحماء سے موٹ رہ جا۔ تو اس دوست کے پاس آئی جو خاتم کی حالت میں ہے۔ الی ہیں تجھ سے جس قدر خوف کرتا تھا تجھے کو خوب معلوم ہے۔ اُجھیں تجھے تیری اسیدیں رکھتا ہوں۔“ وفات کا وقت قریب آپنی تو حضرت معاذ گرفتگی میں مشغول تھے۔ لوگوں نے تسلی دی لہ آپ رسول اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ اس کے ماسو انصاف کی دعویٰ میں ممتاز ہیں، آپ کو دوست کی کیا ضرورت؟“ حضرت معاذ نے فرمایا۔ مجھے نہ موٹ کی گھبراہٹ ہے، اور نہ دنیا چھوڑنے کا کام۔ مجھے عذاب و ثواب کا خیال ہے۔“ اسی حالت میں روح جسم سے پرہواز کر گئی۔ دبرالصادر

حضرت ابو موسیٰ اشعریؑ رضی اللہ عنہ اشعری کا شمار ممتاز

ہوتا ہے۔ وہ آپ کی عبادت شبانہ سے تعلق اپنا ذاتی مشاہدہ یوں بیان کرتے ہیں۔

”خدکی قسم! میں نے ان کو بعض اوقات دیکھا لیجب دی ختم ہے کوہنی تھی قرابی داڑھی پر کس طرح بے قرار ہے تھے تھو جیسے کوئی مار گزیدہ بے چین ہوتا ہے۔ اور یہتہ درد ناک دا زندگ روستے تھے۔ لحد نیا امبرے سو اکھی اور کو فرب دے تو یہ سلمن لیوں آتی ہے، مجھے کیوں شوق دلاتی ہے۔ یہ بات بہت بعید ہے۔ میں نے تجھے کوئین طلاق باز کر دیں جس سے میں جو خدا ہمیں کر سکتا۔ تیری علمک ہے۔ اور تیری قدر مترلت بہت تھی ہے۔ آہزادوں کا ہے۔ اور سفر لمبا ہے۔ راستہ وحشت ناک ہے۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ، ہر اس چیز سے جو آخرت کی یاد دلائے والی ہر یقین اُسی پر کھٹکتے تھے۔ ایک دن آپ قبرستان میں بیٹھے تھے۔ کسی نے کہا۔“ اے ابو الحسن! آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں تو فرمایا۔“ میں ان لوگوں کو بہت اچھا ہم نہیں پتا ہوں کسی کی بدوگی نہیں کرتے۔ اور آخرت کی یاد دلائے ہیں۔ (لیضا)

حضرت علی اپنے عجیب خلافت میں بازاروں میں تشریف لے جاتے۔ وہاں جو لوگ راستے بھیوے ہوتے انہیں راستے سے بوجھ ڈھونے والوں کے پوچھا اٹھا جاتی۔ کسی کے جو تے کا سرگرام تولے اٹھا کر دیتے اور آیت تلاوت کرتے۔

تلاوت اللہ اکا لآخرت پھجھلعا ہم نے دار آخرت کو ان لوگوں للذین لا يریدون علواني کے لئے بنایا ہے جو زمین میں الارض ولا فساد او العقیقا سرکشی اور فساد کرنا ہنس جائیے اور عاقبت دی خلاج دیجاؤ

لما متقينا۔ صرف پرہیزگاروں کے لئے۔

**حضرت معاذ بن حبلؑ** حضرت معاذ بن حبل رضی اللہ عنہ پڑھے پہنچ کے صحابی تھے۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے آپ کو میں کا عالیہ بن اکر بھیجا تھا، جیسا آپ نے پہنچے تو رس نکل، نہایت خوش اسلامی سے اپنے لئے اعنی عصی انجام دیئے۔ جس وقت آپ اپنے عہد سے سچھی ہو کر مدینہ میں دا بس آئے آپ کی الہمی نے کہا۔ اس نے روز تک میں کے عالی لیے، میرے لئے کیا لاتے؟“ آپ نے جواب دیا۔ میرے ساتھ ایک گھبیان تھا۔ اسی وجہ سے تمہارے لئے کچھ ساتھ

مرض الموت میں حضرت سعد بن ابی و تھاں آپ کی عبادت کر گئے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ حضرت سعد نے پوچھا۔ ”یہ رونے کا کوشاں موقع ہے؟ آپ کو خوش ہونا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے راضی ہے۔“ جو حزن کو شرپ حضور سے اور وہ سرسے فریقوں سے ملاقات ہوگی۔“ حضرت مسلمان نے حواسِ ریا۔“ خدا کی قسم میں مو عکس نہیں ڈرتا زخم برآما ہوں اور دن دنیا کی کوئی حوصلہ کی وجہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھہہ کیا تھا کہ ہمارا دنیاوی مانع و ممانع ایک سافر کے زادرواد سے زیادہ نہ ہوگا۔ حالانکہ میرے ٹھوڑیں اس قدر ساتھ (یعنی سالان) ہیں۔“ حضرت مسلمان نے جن پیروں کو سانپ فرمایا تھا وہ ایک بڑا پیار تھا، ایک لگن اور ایک طشتیجی بیس۔

**نَاجِيُّنَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ [رَحْمَةُ اللَّهِ كَمَا مُرْتَبَتْ] أَمْتَ مِنْ حَمَابِرِكَارِمَ كَمْ كَبُودَعِينَ** آخرت کا بھی ہی حال تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز پڑتے یا یہ کے قابوی تھے۔ اور خدا ان امیری کے جلیل القدر غایب ہو گئے۔ پوری اسلامی ملکات ہماری تحریکت غیرے آپ کے زیر اقتدار تھی، آپ اپنے زبردست قومی اعلیٰ والصوات اور حق پرستی کی نثار پر عمر نامی کی ہمارتے تھے۔ آپ کے خوف آخرت کا یہ حال تھا کہ ساری ساری رات جاگ کر نماز اڑ رہتے تھے۔ اور خشوع و خسوس کو سائھ دکر کریں یہ مخصوص رہتے تھے۔ ایک دات آپ نے نمازیں قیامت کے متعلق یہ آیت پڑھی۔

**وَهُمْ يَرْكُونُ الشَّاسِفَ** اس دن انسان اپنے ہو ہائی کے کافر ایش المکبُورُوْتَ۔ جیسے بھروسے ہوئے پہنچے اور پہنچ دئے گئے ایک ایجیال کا لفظ ایسے ہوا ہیں کہ جیسے دھنی المکبُورُوْتَ۔ (القارعۃ) جوئی رنگیں اون!

اس آیت کا آپ پریا اثر ہوا لکھج اور کر اس طرح اُسے، گوہا جان بکل جاتے گی۔ پھر اس طرح جسے حسرت ہو گئے جیسے دم خل گیا۔ مکبوڑی در کے بعد ہوش میں آئے۔ پھر جس مارکر گر پہنچے اور گھر بھریں وہ دوڑ کر پہنچ لے۔“ ہاتے وہ دن جب انسان بھروسے ہوتے ٹکنگوں کی طرح ہوں گے۔ اور پہاڑ

صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ آپ کی الحقیقی میں متعدد ہیں موجود ہیں مکہ بھروسے ہیں امارت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ اسی زمانے میں ایک بار خطبہ دیتے ہوتے فرمایا۔“ لوگو! غوب رو۔ اگر روزانہ آسے تو تم ازکم روئی صورت بناؤ۔ کبھی نکد و نزدیکی رنجھوئے اپنی دنیا ہنس کر گذا رہی ہوگی۔ اس قدر روتیں جے کہ آنسو شکا ہو جائیں گے۔ پھر خون کے آنسو روئیں گے۔ آسیوں کی فراواں کا یہ حال ہو گا کہ اگر ان میں کشیاں جلا دی جائیں تو ہنس نکلیں۔

**حَضْرَتُ عُمَرَ الْعَاصِمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ** حضرت عمر بن العاص مصر کے فاتح اور گورنر تھے۔ جہاڑ شام میں بھی آپ نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیتے تھے۔ آپ پر بھی جب آخوند کا خجال غائب ہوتا اور خدا کا عذاب یاد آ جاتا تو آپ کی عجیب حالت ہو جاتی۔ لعیط کا بیان ہے کہ میں نے ایک دفعہ رات کو مٹھا صابر عمر بن العاص نماز پڑھتے ہوئے تھے۔ اور روز رو کہہ رہتے۔“ آہی! تو نے عمر کو مال دیا۔ لیکن اگر تو چاہتا ہے کہ عمر وہ مال چھین لے اور اس کو دوڑخ کی آگ سے بچاتے ہوئے تو عمر وہ اپنی ہے۔ آہی! تو نے عمر کو حکومت دی، لیکن اگر تو چاہتا ہے کہ اس سے حکومت چھین لے اور اس کو دوڑخ کی آگ سے بچاتے ہوئے تو وہ راضی ہے، اس سے حکومت چھین لے۔“

**حَضْرَتُ مُسْلِمَانَ فَارَسِيِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ** حضرت مسلمان فارسی رضی اللہ عنہ عہد فاروقی میں معاشر کے گورنر تھے۔ آپ کی پوری نندگی تی کی جستجو دین کی خدمت اور اللہ کی رضاوی میں گذری پھر بھی آخرت کے خوف سے ہمیشہ لیزہ برا نہام رہتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

دان جھنم ملعوناهم اجمعین دبیش جہنم ان سب کے وعدہ کی جگہ ہے، تو اسے سن کر حضرت مسلمان ذایک بچ جماری اور سرپر ماخور کر بھاگے۔ اور پورے تین روز تک قادر رہے۔

وہ بھی اگر جس اگر پڑھے۔ ”حضرت عمر بن عبد العزیز نے اور تریادہ  
نکر و نشویں کے ساتھ یوچھا۔ ”پھر کیا دیکھا؟“  
ونڈی نے کہا۔ ”پھر آپ کا کتنے گئے۔۔۔“  
لونڈی اسی تقدیر کے باقی تھی کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز تین مار  
کر گئے۔ اور یہ پروش ہو گئے۔ وونڈی ہر جنگ کی تھی ”بام المؤمنین  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لگ دی گئے۔ لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز  
کو اتنا ہوش ہی نہ تھا کہ اس کی آواز نہ سن۔ تھوڑی دیر کے بعد  
ہوش آیا تو کرنے باقی خواب ٹھیک ہوا۔  
یہ تھے اسلامی حکومت کے سربراہ کا اور والیان و امراء،  
جن کے دل خوب خدا اور اندریشہ آخرت سے اس تقدیر پر زمہول  
وہ اپنے اخلاقی و معاملات میں لئے پاک و صاف رکھ دیتے تھے  
لئے تھے اور راست باز ہو گئے۔  
اس کا آسانی فنا دارہ کیا جا سکتا ہے۔  
آئے چل کر ان تمام چیزوں  
کی تفہیں آرہی ہے۔ (باتی)

دھمی دلی اُون کی طرح ہو جائیں گے۔ ”محض ملک۔ آپ کی بھی مالکت  
نہیں۔ پھر اس طرح اگرے جیسے جان نکل گئی ہو۔  
ایک دفعہ حضرت مغرب عبد العزیز کی ایسا۔ وونڈی سو کی اٹھی  
تو عرض کرنے لگی۔ ”یا اسمہ المؤمنین ایسے نہ ہے۔ غواب دیکھا ہے۔  
آپ نے فرمایا کیا دیکھا ہے؟ جیاں کر۔  
لونڈی کہا۔ ”میں سندھ کھاکار دوزخ دھکانی گئی ہے۔ اور  
اس پر نیک پل رکھا گیا ہے۔ اس پل سے آپ کے خاندان کے  
 تمام خلفاء کو گزرنا چاہا ہے۔ علیفہ عبد الملک کو دیکھا فرمائے  
اچھیں لائے اور وہ اپنے دوزخ کے کھلکھلے ہوتے شملوں میں چڑی  
حضرت عمر بن عبد العزیز پر لشائی کے لیے جو جن پوچھا۔  
”پھر کیا دیکھا؟“  
ونڈی نے عرض کی۔ ”پھر سلطان ابن عبد الملک کو لائے  
فونڈی نے کہا۔ ”پھر دیکھا فرمائے۔ وید بن عبد الملک کو لائے  
وہ بھی پرست ہیم کی دیکھی ہوئی اگلیں گزر پڑے۔“  
حضرت عمر بن عبد العزیز نے کامی ہر قی اور ازیں یوچھا۔  
”پھر کیا دیکھا؟“  
ونڈی نے عرض کی۔ ”پھر سلطان ابن عبد الملک کو لائے

## قرآن مجید حجم عک

ترجمہ:-

شاہ عبدال قادر فیض و بخاری رحمۃ اللہ علیہ.  
حاشیہ پر تفسیر موضع القرآن۔ چھپائی اعلیٰ، زمین بزر  
حسین، تاج پکنی کی تمام معروف خوبیوں کے ساتھ

## تل ح کھنی لاہور کے چھو در نازہ تختے

بلطفت ملک اور مدار عام فتحہ اُون کے برادر۔ ۴۔ حدیبیش روپے۔

**قرآن مجید حجم ۴۵۸** ترجمہ مولانا اشرف علی و حاشیہ پر مشہور تفسیر بیان، القرآن کا خلاصہ تحریر ہے جو ایسا ہے۔ بلکہ وہ عقائد کا سفر

حسین و دلکش سمازی پر امام قراون میں، جلد و شماشہری ذاتی۔ ہر بائیس روپے۔

بہت چھوٹی طالیں، اگرچہ سفر کے لیے مناسبت ہوتی ہیں۔ لیکن جو لوگ ان کے

باریک حرف ہوتے ہیں وہ شواری شکس کرتے ہیں ان کے لیے یہ سفری ایڈیشن چھپا

گیا ہے، تصور ناول سائز ہونے کے باوجود حروف روشن اور جلی ہیں بدھ ملک حرف

چاہرہ روپے۔ (اس سے قدر سے بڑے سائز کا اٹھ پڑے)

## قرآن سفری ایڈیشن علیہ

مکتبہ تجھی دلیوبند ضلع سہار پور (ل۔ پ۔ ن۔)

# ”دھرنے میو“

کہیں بھیلوں سے نہ پائی فراغت      کہیں اسٹیاں زندانے نہ پائے ..  
 رہاں استدر ریط کانٹوں سے ہسکو      کچھوں سے دامن سجائے نہ پائے  
 زمانے کے ہم روگے ہو کے اختیر      نہ لئے کوپنا پناہت نہ پائے  
 ہم ہیں اسی جگہ پر پہنچے سے تھے جہاں پر      پچھے خود گئے تھے آگے ہیں کارواں سے  
 ہماں عزم کو دشواریوں سے خوف نہیں      پہاڑ مانے لئے تو ہم ہشادیں گے  
 آتا جو ہوش ہم بھی نظراتے دار پر      بیہوش بزم یاریں اچھا ہوا رہے  
 بندہ ترا ترسے سوا سر کو کہیں جھکائے کیوں      چھوڑ کے اسٹان ترا غیر کے در پھائے کیوں  
 موت مری چات ہے حاصل نہیں ہوت یجے ذہائے کیوں      کشتہ تیخ عشق ہوں ہوت یجے ذہائے کیوں  
 لشمن قوڈ ٹرپ کر جا پڑا بھلی کے دامن پر      یہ سہنکنے کی اتنی ہیں گری بھلی لشمن پر  
 کہیں ہیں دل کے غصے اور ہیں ٹکوں کی گل بولتے      بشیر لوحی بہاریں اور ہیں ہیں آج دامن پر ...  
 وقت کے ہاتھوں لٹ کر رہ گیا سارا چمن      اب سیم اتی تو کیا، ابر بہار ایا تو کیا ....  
 جو چلا کے نہیں اسلام کے تاثون کو      ایسے ہاتھوں میں خظام اقتدار آیا تو کیا  
 غصے دل ہوا گریبل کا افسردہ ندیم      ایسی حالت میں گلستان پر نکھارا یا تو کیا

# عورت کی جوانی کو خاک میں ملائیں والی بیماری

## لیکوریا

میرا لفڑت

از دیم یہ حکم فرمادیم زبیری، امر وہ صنعت مرا و آباد

بہت ہے، بہت میں بیویوں صرف اس بیماری کی وجہ سے سرک  
چیکر، در، سر، کول، دلی، بیند کی بیوں مبتلا ہو جاتی ہیں، اولاد  
نہیں ہوتی، اگر مید ہوتی ہے تو خانے ہو جاتی ہے، باہم بہت ہی  
تالار پیدا ہوتا ہے۔

اکثر بیوں کو خرچ و خوار کی وجہ سے شروع مریض میں اس کا  
اعلماں نہیں کرتی ہیں، جب طبیعت عرصہ تک باری ہوتی ہے  
مرعنی ہوتی کہ کہتا ہو جاتا ہے تو پھر بیوں دعائیں کھاتے ہے  
جاتا ہے، عورت کی بیویوں کی اور علائی بیویوں طبیعت کے ساتھ  
ساتھ ہو جاتی ہے، زندگی اور روزانی دلوں ہی کو تباہ ہو جاتی ہیں  
عورت کھان اور بیوں کا لفڑت انگریز جو عین کردہ جاتی ہے اگر  
عرصہ تک اس مریض کی طرف توجہ نہ دی جائے یا غلط علاج ہو تو اکثر  
دق بھی ہو جاتا ہوتی ہے۔

اوائل سر کی شاری، خون کی کمی، عام جھانی گز و بی،  
جنسی تعلق کی کثرت اور مشتاقی اعلیٰ کا دام اس مریض کے عناد  
اسباب ہیں، اور طب اشیاء کے کثرت استعمال اور شوہر  
کی خصوصی بیماری جیسا کے باعثت بھی اس مریض پیدا ہو جاتا ہے۔

علاج | جس قدر طبلہ ملکن ہو سکے اس موزی مریض کا اثر شروع  
ہوتا ہے یہی کسی تعلیم یافتہ اور تجربہ کار مصالح سے علاج  
کر لیتا چاہئے۔ تاکہ معالج یہ کچھ سکے کر سکتے والی طبیعت لیکوپیا  
کی سببے کوئی اور طبیعت نہیں ہے۔ جو معالج ملسوپے سمجھے

اس بیماری کو سیلان الرجم اور "پانی کا جانا" بھی کہتے ہیں  
اس مریض میں سفیدی میں، یا قدسے کا ایسی میں دلدار طبیعت بہاگتی  
ہے، ابتدائی مریض میں یہ طبیعت اندھے لی سفیدی سے زیادہ  
مشابہ ہوتی ہے، لیکن جب مریض پرانا ہو جاتا ہے، طبیعت کی  
رُنگت زردی مائل ہو جاتی ہے۔ جو اپاہنچ تسمی کی طبیعت ہو تھیں  
حوالہ خارج ہوتی ہیں۔

ہر ایک طبیعت کی عالمہ، مختلف اور علاج بھی جداگانہ  
ہے، میں صرف مذکور اوقتنامیوں کا ذکر کر رہتی ہوں۔

(۱) حسیریان الرجم | اس مریض میں جو طبیعت خاصہ ہوتی  
ہے اس میں لیکوریا کی طبیعت کا ذکر کر رہتی ہے،  
ہر لیکل نہیں ہوتی۔ یہ، جو ادا ناٹی معالج، سکونی ایکوریا  
کی طبیعت سمجھتے ہیں، اس کا علاج لیکنکوریا میں بہتے والی طبیعت  
قدسے مختلف ہے۔

(۲) قرٹر جرم | اس مریض میں بہتے والی طبیعت پیپ  
ہوتی ہے، اس کی رُنگت زردی مائل خود  
ہوتی ہے، اور بدبو نہستاً یادہ ہوتی ہے، اس کا علاج بالکل  
حداگات ہے۔

لیکوپیا کی طبیعت کو بھر کم لگتی ہے، لکھانا دیر میں ہضم  
ہوتا ہے، پنڈلیوں اور کرس میں درد ہوتا ہے، تھملیوں پر درد نہیں  
ہیں سے اگل لفڑی میوس ہوتی ہے، پیشاپ باربار آنہجہ، قفس

"لیکوریا" کا علاج شرخ کرنے سے ہے ہیں۔ وہ اکثر غلط آشیخین کی وجہ سے مریض کی رہی بھی صحت کا بھی سستی نہ کر دیتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اس مرض میں غشاء جاتی درم کا تیرسا اندودنی پورت) ضرور متودم ہو جاتی ہے، وہ درم کبھی خفیف اور کبھی شدید ہوتا ہے، لیکن درم کی شکایت کم دیش ہر مریض میں ضرور پائی جاتی ہے جس کی خاص علامت ہیں۔ پیرو قدر سے الجھا ہوا ٹھوس ہوتا ہے، ناف سے نیچے بیان سے در رہتا ہے یا سختی معلوم رہتی ہے۔ چلنے پھرے میں تکلیف ہوتی ہے، کبھی داہنی کبھی بائیں اور کبھی دوسری ٹانگیں چلتیں کہنی کرتی ہیں۔ جب تک درم در نہیں ہوتا مرض کی جو نہیں جاتی۔ اس نے ضروری سبے کہ لیکوریا کے علاج کے ساتھ ساتھ درم کے در در کرنے والی ادویہ بھی استعمال کری جائیں، اصلاح چشم اور تقویت جسم کا بھی خاص خیال رکھا جائے، نیز مرض در ہونے کے بعد کوئی الیسا مرکب ضرور کھلانا چاہیے جس سے رم کی ساخت طاقتور ہو جائے در نہ کر دی کی وجہ سے کچھ مدت کے بعد مرض کے دیوارہ توڑ آئے کا اندازہ رہتا ہے۔

اب میں اپنا پورہ سالہ بھر تک سختی بہول۔ یہ سفوں اس مرض کے در در کرنے میں جادو کا اثر رکھتا ہے، جنہیں مدد کے استعمال سے رطوبت کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ ناف، انلوز، مکر اور پینڈیلوں کا درد ہاتا رہتا ہے، بیند کی کمی، در در، چکرا، بول ولی کی شکایات بھی جو اس مرض کی وجہ سے عارض ہوتی ہیں جائی رہتی ہیں۔

### لیکر کلوف لیکوریا صدق صادق مکلس۔

مرجان مکلس، سنگراحت مکلس۔ کبریا شمعی، اصلی۔ تبریز قراقچی درجہ ۶۰۰۰  
۶ ماشہ ۴ ماشہ ۴ ماشہ ۴ ماشہ ۴ ماشہ ۴ ماشہ  
حلہ شیر کسود، مصھلی روپی، دا تسلیل خورد، برادہ صندل صفید  
۴ ماشہ ۴ ماشہ ۴ ماشہ ۴ ماشہ ۴ ماشہ  
مازو بیثر، درق قصرہ، درق طبار۔ ان سب کو ایک ہفت  
۴ ماشہ ۴ ماشہ ۱۵ فدد۔ خالص کلاب، اوپریک  
میں خوب بھول کریں، پھر تعلیم مصری پیغیر، موجود، صمعہ لعاک  
۴ ماشہ ۴ ماشہ ۴ ماشہ ۴ ماشہ ۴ ماشہ

نال۔ رمال سفید۔ زنجیل۔ اسٹنڈ موصل۔ بادیاں مفتر  
قولہ ماشہ ماشہ قولہ  
کشنزیٹ عشک۔ عصر، محل وہا۔ ۱۰۔ حجم ترہندی سردار۔ ترکھیندی  
قولہ ۹ ماشہ ۹ ماشہ  
بہوزن محل ادھر۔ سب کو الگ کوت پھان کر باہم ملا لیں  
ہم ماشہ صحیح کوہراہ شیرہ بادیاں، شیرہ حجم کٹوٹ۔ شیرہ درستی  
۹ ماشہ ۹ ماشہ ۹ ماشہ  
شیرہ ہمکوہ عشک۔ شیرہ حجم خر لانہ۔ در تپ برآورده حاضر کر ده  
شریعت بزرگی معدن دلوں کی سکریم بخاند۔  
دو ماشہ شام کو صدر کے وقت در تولہ ملک دیں ملک کھا  
اوپر سے درق سونگ ایک چھانک ملک گم بی لیں۔ ملک دھنی  
بھروس کا ہونا چاہیے، محل کے روانہ میں تیر صحیح کو دوس سکن وقت  
اں ادویہ کو استعمال نہ کریں۔  
المراد فی درم اور ناف کے نیچے کی سختی در در کرنے۔ نیز  
بھوک نگاست اور خدا کے ہضم کرنے کے نیچے دلوں وقت  
غلاء سے بزرگہ منشی بید سفوں کھد کردا و اشد تازہ پائی کو کھلیں  
یہ سفوں نہیں کشافتے۔ معدہ اور جگر کی سختی اور درم کو بھی در در  
کرتا ہے۔

**نیز سفوں کید** نوسادہ بہنڈیا۔ نمک سیاہ۔ بچک ملائم  
نک لاموری۔ محل سمع اصلی۔ انسیون اصلی، سب اور بیان  
قولہ ۱۰ قولہ ۱۰ قولہ ۱۰ قولہ  
زنجیل۔ زردہ تار۔ نرمہ سفوں۔ بادیاں۔ بیلہ سیاہ۔ بیلہ بند  
 قولہ قولہ قولہ قولہ  
باو بیرنگ۔ مرچ سیاہ۔ اچائیں میسی  
 قولہ قولہ ۹ ماشہ ۹ ماشہ  
غوب باریک کر کے چھان کر ملا لیں۔

اگر ربوہت بہت زیادہ کثرت سے جاری ہو اس سفوں  
گلزار بھی تیار کریں۔ اور ترکپڑے کی کمی کو تجدیدی دادے اور کچھ  
کسی قابل در دلائی سے یا خود استعمال کریں۔ در روانہ ایک  
استعمال کریں۔

نوش دخترم ہیں۔ عداف سخرا الباس بھیں، تریا دہ ترہام کی زندگی بس کریں۔

گوئی۔ اردوی۔ آنے دتا لو۔ بیگن۔ مسروکی والی۔

**پہنچائیں** جائے۔ تبل۔ گل۔ بنا سیچی گئی۔ پاڑا ری ٹھانیا۔ اندڑ۔ چھٹی۔ سرخ مرغ۔ گرم مصالح۔ آپا ر۔ اور ترش چیزوں کی جنی الاماکن پر ہیز رکھیں۔ رون و غم اور فکر تردد سے۔ تیرنے پر بھی تحریکات سے جن الاماکن ابھی کوچاہیں، دامتی ہفت بھی کم کریں سینما و دیکھیں، رات کو دس بجے تک بستی پر بیٹھ جائیں، مالک جائے کی خودی ہوں تو زیادہ دو، عوکی جائے پی سکتی ہیں۔

**ضخوری فوٹ**۔ اگر کوئی بات ضخوری دیکھ لے تو جو یہ خدا کھیڑا دادا کے لمحے بھیں، درجہ حجاب نہ دیا جائے گا۔ پتہ: دادا

**نسم سفوف گلنار** ناد و سبز۔ پھٹکڑی سفید۔ گلنار فازی

قولہ قولہ۔ اتوڑہ خوب باریک کپکے کھالیں۔

وسم سر ماں حرف کے علاج سکبی موت دیں ہے، اسے شروع موسم سے ہی وادوں کا استعمال کرنا چاہیے۔

**غفل** بکری کا شور ہے جیاتی۔ کدو۔ پالک۔ تدری۔ شلم۔ چندر پے دل۔ مسٹا۔ دال باش۔ موٹک۔ اور ہر کی والی۔ ملیہ پلاؤ۔ کریلا استعمال کریں، انگریزیہ بہت دلی مکروہ ہے تو عام جسمانی مکروہ کو دور کرنے کے لئے۔ گھی، دودھ۔ بیکن۔ ملانی۔ انگور۔ سیب، کیلہ استعمال ضرور کر لیتے۔

دو دن اپنیں اسی سے چوتھے دن ضرور نہیں یا کریں۔

## موطا امام المترجم

(عربی میں مدد)

"موطا امام الماک" صادیث نبوی کو دو بیش بہانے خبر ہے جو کو عمالمہاماں اور ہم بائیکنے ہر کبوٹی پر کہ کسر ایقی جمع کردہ حدیث سے انتساب فرم کر مسلمانان عالم کی طبقہ مرتب کیا کتاب میں عربی یا اعرب اور اس کے مقابل اردو ترجمہ، ز علماء دین دیواریاں مع ضروری فوائد، اس مددگی کے ساتھ طبع ہوئی ہے کہ ان تک اس کی طباعت و کتابت کا ایسا انتہا ادا نہ ہو ہوگا، صفحات صاف کو اضافہ اعلیٰ گلیسیہ ہدیہ بلا جلد پارہ روپے، مکمل معمولی تیرہ روپے (بلوپنچہ چودہ روپے)

## مشکوہ شریف

(اردو)

مشکوہ، ترمذی، البداود، ابن ماجہ، انسانی، مسلم، ہبھوشن امام مانک، امام شاھی، یہقی اور داری کا حلہ،... اس کتاب میں مشکوہ عربی کی تمام احادیث کا مکمل ترجیح ضروری تشریفات کیا گیا۔ پہنچ اور حاشیہ پر بھی معلومات اتفاقی کر دیئے گئے ہیں۔ دو جلد اس کا مل ہے۔ کاغذ صاف، کامل ہوئی بلا جلد کریں، روپے اور جلد مسونی انجام دیجیے (مجلد اعلیٰ بیشتر روپے)

## ترمذی شریف

(اردو)

ترمذی دھوٹا امام مانک کے بعد اس عجیب ستی کی شہپور کتاب ترمذی شریف کیا ہی اور دو ترجیح چھپی کر تیری او ہو گی سچے، صدید عده کا فند، نقصی طباعت دل کا بہت بھٹا قفل فولاد میں روپے، دل میں مکہمیکی دقت طلب کریں تو انہیں روپے۔

## بلوغ اطام

یہ علامہ حافظ بن حجر کی شیرہ آفاق تصنیف ہے جس کی اصل اور ادو ترجمہ ایک دستہ شان کی گیا ہے اس حجر کا ایک ملہیں کیا وجہ ہے، اخیر حضرات سے پوشاکیدہ بھیں، آپ کی یہ تصنیف کاری، مسلم، ترمذی الہادہ، داود، چڑی مسند نسبت احادیث سے تختیں لیے ہوئے دینی احکام بھاگ نہ سترے ہے جو کوہ دیں دریا کے کرادھی کم تعلیم یا فتنہ اور زیادہ نہ لکھ دیں اس کی ایک بڑا برادر قائدہ اتحاد سنت ہے۔ (جمت مجلد اٹھ روپے)

## ملکتبہ تخلی دیوبند ضلع سہماں پور

(بی۔ پی۔)

ایمان افروز  
دولہ انگریز

عترناک  
سبق آن موز

صداقت

ذہب

تجمعات

حق

SHAHINAMA E ISLAM

# شہینامہ اسلام

حتماً اول

حضرت حقینہ جانہ بھری اپنے شاہنشہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بارکے  
و اعلیٰ بیان کرنے لیکن حضرت فاطمہ علیہ کاشاہنامہ حضور کوہصال سے شروع ہوتا ہے۔  
خاتم المرسلینؐ کوہصال سوان کے چاہنے فوار صحابوں پر کیا گذری؟  
غرض اور محبت میں کسی شدید کشش ہوتی؟  
پھر خلافت را شدہ کس طرح قائم ہوتی۔ اسلام کی سب سے پہلی  
باقاعدہ صلحت کیونکہ عالم وجود میں آئی۔  
یہ بھی شعر کی جاذبیت میں باقاعدہ صلحت فرمائی۔

اگر آپ  
خلافت را شدہ  
کی تمام تباہی کو منظہ  
و کیسا چاہتے ہیں شاہنشاہ  
خیر کو صرف کی ہتھ ٹھانے

حق و باطل کی تلواریں کیاں  
کہاں مکاریں اور باطل کس طرح  
مخالوبت ہوا؟

غدیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی  
لیا کیا امر کے سر کئے؟

اسلام میں جہویں  
کا  
مفہوم کیا ہے؟

لے کر اپنے مکتبہ تخلی دیوبند صنع سہرا زیر الدین